عمران سیریز

ریڈ وولف





ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ریڈ وولف'' آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ میرا سولہواں ناول ہے۔ سابقہ پندرہ ناولوں کو آپ پسندیدگی کی سند عطا کر چکے ہیں۔ ڈیئر قارئین۔ آپ جانتے ہیں کہ دشمنان اسلام ہمیشہ اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ وہ عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے رہیں اور اس سلسلے میں وہ اپنی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے۔ خاص طور پر پاکیشیا جو کہ عالم اسلام کا قلعہ ہے اسلام کے دشمنوں کو کانٹے کی طرح چبھتا ہے کیونکہ پاکیشیا کی غیور عوام اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسیاہ، اسرائیل، ایکریمیا اور کافرستان پاکیشیا کے خلاف منصوبہ سازی کرتے رہتے ہیں لیکن پاکیشیا کلمۂ توحید کی بنیاد پر بنا ہے اس لئے قائم و دائم ہے اور انشاء اللہ تاقیامت قائم و دائم رہے گا۔

ڈیئر قارئین۔ کافرستان پچھلی کئی دہائیوں سے وادئ مشکبار کے

مسلمانوں کی نسل کشی میں مصروف ہے۔ اس نے وادی پر جابرانہ اور ظالمانہ قبضہ کیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھا رہا ہے اور اس طرح ظلم کرنے کو وہ اپنا حق سمجھتا ہے اور دنیا کے امن پسند ملک اس ظلم پر توجہ دیتے ہیں تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ پاکیشیا اس کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہا ہے اور وہ پاکیشیا پر نئے نئے الزامات لگانے شروع کر دیتا ہے۔ اگر پاکیشیا کے حالات اچھے ہوں، پرامن ہوں تو کافرستان کو پاکیشیا کے پرامن حالات اچھے نہیں لگتے اور وہ حالات کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ ناول اس کی انہی کوششوں میں سے ایک کوشش پر مبنی ہے۔ یہ کافرستان کا ایک حقیقی مشن ہے جسے ناول کا انداز دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے ذوق کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا صرف ایک بات کہہ کر آپ سے اجازت لوں گا اور وہ یہ کہ ناول پڑھنے کے بعد آپ مجھے اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ مجھے آپ کے خطوط کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

عمران ریڈنگ روم میں بیٹھا افسانوں کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا کیونکہ آج کل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے وہ فارغ تھا اور فارغ وقت میں کتب بینی اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ زیادہ تر سائنسی کتب اور سائنسی میگزین پڑھتا تھا لیکن سائنسی میگزین کے ساتھ ساتھ وہ شاعری، افسانے اور تاریخی کتب بھی کثرت سے پڑھتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایشیا کے معروف اردو افسانہ نگار سعادت حسن منٹو کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان''...... عمران نے ڈور بیل کی آواز سننے کے بعد سلیمان کو آواز دی جو کہ کچن میں تھا۔

''صاحب۔ آپ تو چاہتے بھی یہی ہیں کہ کھانا تیار ہونے میں تاخیر ہو اور آپ کو ہوٹل جانے کا بہانہ مل جائے''...... سلیمان نے

ریڈنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تو تم کھانا اتنا لذیذ بنایا کرو کہ مجھے ہوٹل جانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب آپ کا قصور نہیں ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان کو اپنی ماں کے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا بھی پسند نہیں آتا''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''وہ کون سا وقت ہوتا ہے جب انسان کو اپنی ماں کے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا بھی پسند نہیں آتا''...... عمران نے حیرانگی سے پوچھا۔

''جب انسان کی عمر بڑھتی جا رہی ہو اور اس کی شادی نہ ہو رہی ہو تو اس کو اپنی ماں کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا بھی پسند نہیں آتا''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

''شادی نہ ہونے پر بعد میں بات کریں گے۔ پہلے دروازے پر جاؤ اور دیکھو کہ کون آیا ہے۔ تیسری بار بیل بج رہی ہے''۔ عمران نے کہا اور واقعی اس وقت تیسری بار ڈور بیل بجی تھی اور اس بار دروازے پر موجود آدمی بٹن پر انگلی رکھ کر بھول گیا تھا۔ لہٰذا سلیمان تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے سوپر صاحب آپ۔ بڑے دنوں بعد آپ نے دیدار کرائے ہیں''...... عمران کو سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا

کہ سوپر فیاض آ رہا ہے۔ سلیمان کی آواز سنتے ہی عمران تیزی سے اٹھ کر ڈرائینگ روم میں چلا گیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''جناب آپ میرے فلیٹ کا فرنیچر تو دیکھ چکے ہیں۔ بہت قیمتی فرنیچر ہے۔ آپ بہت کم قیمت لگا رہے ہیں''...... عمران نے اپنے لہجے کو دکھی بناتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے سوپر فیاض کو ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لیکن ظاہر وہ ایسے کر رہا تھا جیسے وہ سوپر فیاض کی آمد سے بے خبر ہو۔

''نہیں۔ میں ایک لاکھ سے کم نہیں لوں گا۔ اگر نہیں لینا چاہتے تو میں کسی اور پارٹی سے بات کرلیتا ہوں''...... عمرلن نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ اب ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دوسری طرف کی بات سن رہا ہو۔

''چلیں۔ نوے ہزار ہی سہی۔ آپ کسی بھی وقت آ کر فرنیچر اٹھا لیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد وہ مڑا اور مڑتے ہی چونک پڑا کیونکہ سامنے سوپر فیاض کھڑا تھا۔

''ارے سوپر فیاض تم۔ تم کب آئے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا جیسے اس نے سوپر فیاض کو ابھی دیکھا ہو۔

''میں ابھی آیا ہوں''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''بیٹھو۔ کھڑے کیوں ہو''...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا اور

پھر وہ خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ سوپر فیاض اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"عمران۔ کیا تم فلیٹ خالی کر رہے ہو"...... سوپر فیاض نے خوشی سے معمور لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارا فلیٹ ابھی خالی کر دیتا ہوں"۔ عمران نے مایوس اور دکھی لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ چند لمحوں تک عمران کا چہرہ دیکھتا رہا۔ وہ انٹیلی جنس کا سینیئر افسر تھا۔ ملزموں، مجرموں اور بے گناہوں سے اس کا واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ سوسائٹی میں اس کے تعلقات ہر قسم کے لوگوں سے تھے۔ وہ انسان کا چہرہ پڑھ لیتا تھا لیکن اس وقت اس کے سامنے عمران تھا اور وہ جانتا تھا کہ عمران اس صدی کا سب سے بڑا اداکار ہے۔ عمران کی بات سن کر وہ یہی اندازاہ لگانا چاہتا تھا کہ عمران کے چہرے اور لہجے میں جو مایوسی اور دکھ ہے وہ حقیقی ہے یا مصنوعی، لیکن عمران تو عمران تھا۔ بے چارہ سوپر فیاض اس کے سامنے حیثیت ہی کیا رکھتا تھا۔

"کیا بات ہے تم کچھ دکھی اور مایوس سے لگ رہے ہو"...... چند لمحوں تک عمران کو دیکھتے رہنے کے بعد سوپر فیاض نے نرم لہجے میں عمران سے پوچھا۔ وہ عمران کے چہرے سے یہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ عمران اداکاری کر رہا ہے۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں کیوں دکھی اور مایوس ہونے لگا"...... عمران

نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلیمان"...... اس کے بعد اس نے سلیمان کو آواز دی۔ تو وہ یکدم حاضر ہو گیا۔

"سوپر فیاض صاحب آئے ہیں۔ کوئی چائے وغیرہ بن سکتی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب۔ صبح میں ہمسایوں سے جو چینی پتی مانگ لایا تھا وہ ابھی تک موجود ہے۔ آج آپ نے بھی تو زیادہ چائے نہیں پی حالانکہ آپ اس وقت تک آٹھ دس کپ پی چکے ہوتے ہیں۔ صاحب میں ابھی چائے تیار کر لاتا ہوں"...... آخر میں سلیمان کا لہجہ جذباتی ہو گیا تھا اور وہ ڈرائینگ روم سے باہر جانے لگا۔ سوپر فیاض نے اس کے چہرے پر بھی نگاہیں دوڑائیں۔ سلیمان کے چہرے پر بھی مایوسی اور دکھ کے حقیقی تاثرات تھے۔

"کیا ہوا ہے عمران۔ تم کچھ پریشان سے لگ رہے ہو"۔ سوپر فیاض نے عمران سے پوچھا۔

"تم سے کس نے کہا کہ میں پریشان ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ مصنوعی ہنسی بتا رہی ہے کہ ضرور کوئی بات ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"مصنوعی ہنسی۔ تمہیں میری ہنسی مصنوعی لگ رہی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں عمران۔ میں انسانوں کا چہرہ پڑھ لیتا ہوں۔ مجھے انٹیلی جنس کا آفیسر ایسے ہی نہیں بنا دیا گیا‘‘...... سوپر فیاض نے عمران سے کہا جب کہ سلیمان نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔ اس دوران وہ سوپر فیاض کے لئے چائے بنا کر لے آیا تھا۔ سوپر فیاض نے صرف ایک کپ چائے کا دیکھا تو اس نے سلیمان کو گھورا۔

’’صرف ایک کپ بنا کر لائے ہو۔ کیا عمران نے چائے نہیں پینی‘‘...... سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

’’سوپر صاحب۔ صاحب نے چائے پینا کم کر دی ہے‘‘۔ سلیمان نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

’’تم مجھے صاف صاف کیوں نہیں بتاتے کہ کیا بات ہے اور تم فلیٹ کا فرنیچر کیوں بیچ رہے ہو‘‘...... سوپر فیاض نے جھلا کر کہا۔

’’کہا تو ہے کہ کوئی بات نہیں اور چونکہ یہ فرنیچر پرانا ہو گیا ہے اس لئے بیچ رہا ہوں۔ ایک دو ماہ بعد نیا خرید لوں گا‘‘...... عمران نے بھی آنکھیں جھکاتے ہوئے کہا۔

’’سلیمان‘‘...... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ انداز پولیس افسروں جیسا تھا۔

’’جج۔ جی۔ سوپر صاحب‘‘...... سلیمان نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بھی ایسا تھا جیسے معمولی قسم کا ملزم پولیس افسر کے سامنے ہو۔

’’تم بتاؤ۔ کیا عمران کے حالات آج کل ٹھیک نہیں جا رہے جو یہ فلیٹ کا فرنیچر بیچ رہا ہے‘‘...... سوپر فیاض نے سلیمان سے پوچھا۔ لیکن سلیمان خاموش رہا جس پر سوپر فیاض کو غصہ آ گیا۔

’’میں نے کیا پوچھا ہے سلیمان‘‘...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا تو سلیمان نے لرزنا شروع کر دیا۔

’’بولو سلیمان بولو۔ ورنہ میں تمہیں کسی تھانے میں بند کرا دوں گا‘‘...... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

’’ص۔ ص۔ صاحب ناراض ہو جائیں گے سوپر صاحب‘‘۔ سلیمان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’نہیں ہو گا ناراض۔ اگر اس نے تم سے کچھ کہا تو میں اسے ہتھکڑی لگا کر لے جاؤں گا‘‘...... سوپر فیاض نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

’’سوپر صاحب۔ اب میں آپ سے کیا کہوں‘‘...... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے عمران کی طرف بھی دیکھا۔

’’عمران کی طرف مت دیکھو۔ تم میری طرف دیکھ کر بات کرو‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’جی۔ بہت بہتر سوپر صاحب‘‘...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

’’اب چپ کیوں ہو گئے ہو۔ بولو۔ عمران فرنیچر کیوں بیچ رہا ہے‘‘...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایک انسان کو شاہانہ زندگی گزارنے کی عادت ہو اور پھر اس کے گھر میں چائے بنانے کا سامان بھی نہ ہو تو وہ گھر کی چیزیں نہیں بیچے گا تو اور کیا کرے گا''...... سلیمان نے گلوگیر لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو تین قطرے بھی ٹپک پڑے۔ سلیمان کی بات سن کر سوپر فیاض تڑپ کر رہ گیا۔

''عمران۔ تمہارے حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں اور تم نے مجھ سے ذِکر تک نہیں کیا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میں نے تو صاحب سے کئی بار کہا کہ سوپر صاحب آپ کے بہت ہی مخلص دوست ہیں۔ آپ ان سے قرض لے لیجئے۔ لیکن صاحب نے ہر بار یہی کہا کہ سوپر صاحب کے پہلے ہی مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ میں جس فلیٹ میں رہ رہا ہوں وہ بھی سوپر صاحب کا ہی ہے۔ اتنے احسانات کے بعد اب ان کے اور کیا کیا احسانات لئے جائیں''...... سلیمان نے بدستور گلوگیر لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے عمران کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔

''عمران۔ اگر تم ایسا سوچتے ہو تو بہت افسوس کی بات ہے۔ کیا تم مجھے اپنا دوست نہیں سمجھتے''...... سوپر فیاض نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں ہے سوپر فیاض۔ یہ سلیمان تو بس ایسے ہی باتیں بنائے جا رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا چہرہ ہی بتا رہا ہے کہ تم کن حالات سے گزر رہے

ہو''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے جیب سے چیک بک نکال لی۔

''تم فرنیچر والے سے ایک لاکھ کی ڈیمانڈ کر رہے تھے اس کا مطلب ہے کہ ایک لاکھ سے تمہارا گزارا ہو سکتا ہے۔ میں ایک لاکھ کا چیک لکھ دوں''...... سوپر فیاض نے عمران سے سوالیہ انداز میں کہا۔

''فرنیچر کے علاوہ صاحب نے دونوں ایئر کنڈیشنڈ اور فریج کے لئے بھی ایک پارٹی کو مدعو کیا ہوا ہے سوپر صاحب''...... سلیمان نے پہلے سے زیادہ غمگین لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ میں دو لاکھ کا چیک لکھ دیتا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے چیک پر رقم کا اندراج کیا۔ اس کے بعد دستخط کئے اور چیک عمران کی طرف بڑھایا۔

''یہ لو۔ یہ چیک تم آج ہی کیش کرا لو''...... سوپر فیاض نے کہا لیکن عمران نے چیک نہ لیا۔

''تم خواہ مخواہ تکلیف کر رہے ہو سوپر فیاض۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ نہ تو میں تمہیں خیرات دے رہا ہوں نہ زکوٰۃ اور نہ ہی قرض۔ بلکہ میں تمہیں ایک کام کا معاوضہ دے رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''ایک سفارت کار کا مرڈر ہو گیا ہے۔ تم اس کیس میں میری

مدد کر دینا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا پہلے بھی میں نے تم سے اس قسم کے کاموں کا معاوضہ لیا ہے جو اب لوں گا''...... عمران نے شکایتی لہجے میں کہا۔

''بے شک نہیں لیا۔ لیکن تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو تو سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے معاوضہ لیتے ہو۔ اب اگر مجھ سے بھی معاوضہ لے لو گے تو کوئی قیامت تو نہیں آ جائے گی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''چیف سے میرا کوئی رشتہ تو نہیں ہے اس لئے میں اس سے معاوضہ لیتا ہوں۔ لیکن تم تو میرے دوست ہو اور دوست سے کسی کام کا معاوضہ لیتے ہوئے میں اچھا لگوں گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ان حالات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم نے ڈیمانڈ تو نہیں کی۔ میں تو اپنی خوشی سے دے رہا ہوں اور مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تمہیں بہت دنوں سے کوئی کیس نہیں ملا ہو گا اس لئے تمہارے حالات اچھے نہیں جا رہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں۔ بہت دنوں سے مجھے کوئی کیس نہیں ملا۔ لیکن میں پھر بھی تم سے کام کا معاوضہ نہیں لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ تم چیک نہیں لیتے تو نہ لو۔ میں یہ چیک سلیمان کو دے دیتا ہوں۔ ویسے بھی تمہارے جو ادھار ہوں گے وہ سلیمان نے ہی چکانے ہوں گے اور گھر کے لئے ساری شاپنگ بھی سلیمان ہی کرتا

ہے''...... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیک سلیمان کی طرف بڑھایا۔ سلیمان نے چیک لے کر فوراً ہی جیب میں رکھ لیا۔

''صاحب۔ میں سوپر صاحب سے چیک لے لوں۔ آپ ناراض تو نہیں ہوں گے''...... چیک جیب میں رکھنے کے بعد سلیمان نے عمران سے کہا۔

''نہیں۔ عمران ناراض نہیں ہو گا۔ عمران کے ادھار چکانے اور راشن وغیرہ خریدنے کے بعد جو رقم بچے تم وہ عمران کو دے دینا''...... سلیمان کی بات کا جواب عمران کی بجائے سوپر فیاض نے دیا۔

''اچھا عمران۔ میں اب چلتا ہوں۔ تم آج چار بجے میرے آفس آ جانا''...... سوپر فیاض نے کہا۔ ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مصافحے کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ عمران نے بھی خاموشی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سوپر فیاض نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر وہ ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ سلیمان بھی اس کے پیچھے گیا اور پھر سلیمان بیرونی دروازہ بند کر کے واپس آ گیا۔

''مجھے انٹیلی جنس کا آفیسر ایسے ہی نہیں بنا دیا گیا۔ میں انسانوں کے چہرے پڑھ لیتا ہوں''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں سوپر فیاض کی نقل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔

"تم بے چارے سوپر فیاض کی معصومیت پر ہنس رہے ہو"۔ عمران نے سلیمان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"معصومیت تو نہ کہیں صاحب۔ بے وقوفی کہیں"...... سلیمان نے بدستور ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"اچھا وہ چیک مجھے دو"...... عمران نے کہا تو سلیمان کی ہنسی کو یکدم ہی بریک لگ گئی۔

"کون سا چیک صاحب"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دو لاکھ کا چیک۔ جو سوپر فیاض نے تمہیں دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"صاحب۔ آپ نے شیر اور لومڑی والی کہانی پڑھی ہوئی ہے"۔ سلیمان نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون سی کہانی اور اب تم دو لاکھ لے کر صرف کہانی سناؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"صاحب۔ وہ کہانی اسی موقع کی ہے۔ کہانی کچھ یوں ہے کہ شیر صاحب بیمار ہوگئے اور علاج کے لئے ہرن کا دماغ کھانا ضروری تھا۔ چونکہ بادشاہ سلامت بیمار تھے اور اس لئے وہ خود شکار نہیں کر سکتے تھے۔ سو انہوں نے لومڑی کو بھیجا کہ وہ ہرن کو بہلا پھسلا کر لے آئے۔ لومڑی ہرن کو جنگل کا بادشاہ بنانے کا لالچ دے کر شیر کی غار میں لے آئی۔ ہرن کو دیکھتے ہی شیر اس پر جھپٹا لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے اس پر قابو نہ پا سکا اور ہرن بھاگ

گیا۔ لومڑی نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ میں ابھی ہرن کو دوبارہ لے آتی ہوں۔ سو لومڑی گئی اور ہرن کو دوبارہ لے آئی۔ اس مرتبہ شیر نے بہت احتیاط سے کام لیا اور ہرن کو شکار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ ہرن کا گوشت کھا رہا تھا تو اسی دوران لومڑی نے ہرن کا دماغ اس کی کھوپڑی میں سے نکال کر کھا لیا۔ شیر نے لومڑی سے اس کے دماغ کے متعلق پوچھا تو لومڑی نے شیر کو جواب دیا کہ اگر ہرن کے پاس دماغ ہوتا تو وہ دوبارہ آپ کے غار کا رخ کبھی نہ کرتا۔ اس طرح اگر سوپر صاحب کے پاس چیک بک ہوتی تو وہ بار بار اس فلیٹ کا رخ کیوں کرتے۔ آپ سوپر صاحب اور اس کہانی کے لنک کے بارے میں سوچئے اور چونکہ سوچنے سے آپ کا دماغ تھکن کا شکار ہو گا تو میں آپ کی دماغی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"...... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔ عمران چونکہ ایک دلچسپ افسانے کو ادھورا چھوڑ آیا تھا اس لئے وہ بھی ریڈنگ روم کی طرف بڑھا تا کہ اس دلچسپ افسانے کا انجام پڑھ سکے۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں موجود تھیں۔ وہ کافی دیر سے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کی سوچ کے تسلسل کو انٹرکام کی مترنم بیل نے توڑ دیا۔ انٹرکام کی بیل بجی تو انہوں نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ رسیور کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"...... انہوں نے انٹرکام کا رسیور کان سے لگاتے ہوئے اپنی مخصوص بھاری آواز میں کہا۔

"سر۔ ٹھاکر صاحب تشریف لائے ہیں"...... دوسری طرف سے ان کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ انہیں بھیج دیں"...... صدر صاحب نے اپنی پی اے سے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے رسیور بھی کریڈل پر رکھ دیا۔ ٹھاکر رام داس صدر کا خصوصی مشیر تھا اور تقریباً بیس سال سے وہ اسی

عہدے پر فائز تھا۔ وہ گزشتہ صدور کا بھی خصوصی مشیر تھا اور گزشتہ صدور نے اس کی بہت تعریفیں کی تھیں اس لئے موجودہ صدر نے بھی اسے اس عہدے پر برقرار رکھا تھا۔ موجودہ صدر کو کافرستان کا صدر بنے ہوئے ایک سال ہوگیا تھا اور اس ایک سال میں ٹھاکر رام داس نے انہیں بہت مفید مشورے دیئے تھے۔

"نمسکار سر"...... صدر صاحب کو آواز سنائی دی تو انہوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں ٹھاکر رام داس ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ کافرستانی صدر صاحب نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

"تشریف لایئے رام داس صاحب"...... صدر صاحب نے کہا تو ٹھاکر رام داس مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا صدر صاحب کی ٹیبل کے قریب پہنچ گیا۔

"بیٹھئے"...... صدر نے ٹھاکر رام داس سے کہا تو وہ صدر صاحب کے سامنے بیٹھ گیا۔

"سرکار۔ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں"...... ٹھاکر رام داس نے صدر صاحب کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ صدر صاحب نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے صدر صاحب کی پی اے نے فوراً ہی رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''میں اس وقت خصوصی میٹنگ میں مصروف ہوں اس لئے مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''اوکے سر''...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو صدر صاحب نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''جی۔ آپ کیا فرما رہے تھے ٹھاکر رام داس صاحب''۔ انٹرکام کا رسیور رکھنے کے بعد صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

''سرکار۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں''... ٹھاکر رام داس نے صدر صاحب سے کہا۔

''جی ہاں۔ میں کچھ نہیں بلکہ بہت زیادہ پریشان ہوں''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

''آپ کو کیا چنتا ہے سرکار''...... ٹھاکر رام داس نے مؤدبانہ لہجے میں صدر صاحب سے پوچھا۔

''وادی مشکبار میں فوجی کارروائیوں کی وجہ سے ہم دنیا بھر بدنام ہو رہے ہیں''...... صدر صاحب نے کہا۔

''نہ سرکار نہ۔ ہماری بدنامی کی وجہ ہماری کارروائیاں نہیں ہیں''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''پھر ہماری بدنامی کی کیا وجہ ہے ٹھاکر صاحب''...... صدر صاحب نے حیران ہوتے ہوئے ٹھاکر رام داس سے پوچھا۔

''پاکیشیا کا واویلا اور زہریلا پروپیگنڈا ہماری بدنامی کا باعث بن رہا ہے سرکار''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا کے میڈیا نے اس مسئلے کو بہت اچھالا ہوا ہے۔ ہر روز کافرستان کے خلاف نت نئی خبریں، تجزیئے، رپورٹس اور فلمیں مختلف چینل پر دکھائی جا رہی ہیں''...... صدر صاحب نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا سرکار۔ پاکیشیا کے میڈیا نے ہی ہمیں بدنام کیا ہوا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیا ہم وادیٔ مشکبار میں آپریشن بند کر دیں۔ کیا ہم مشکباریوں کو آزادی دے دیں کہ وہ پاکیشیا سے الحاق کر لیں اور ہمارا پانی بند کر دیں''...... صدر صاحب نے تیز لہجے میں کہا۔

''سرکار۔ وادیٔ مشکبار میں نہ آپریشن بند ہو گا اور نہ ہی مشکباریوں کو آزادی کا سورج دیکھنا نصیب ہو گا''...... ٹھاکر رام داس نے عیارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا ٹھاکر صاحب۔ ہمارے دوست ممالک ہم سے ناراض ہو رہے ہیں''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سرکار۔ پاکیشیا اس وقت اس لئے ہمارے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے کیونکہ پاکیشیا میں اس وقت کچھ سکون ہے۔ اگر ہم پاکیشیا کا یہ سکون ختم کر دیں تو اسے اپنی پڑ جائے گی اور ہمارے خلاف پروپیگنڈوں پر اس کی توجہ کم ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہم اپنے دوستوں سے کہہ سکیں گے کہ پاکیشیا ہمارے خلاف تو پروپیگنڈا کر

رہا ہے ذرا وہ اپنے اندرونی حالات پر بھی تو نظر ڈالے‘‘۔ ٹھاکر رام داس نے صدر صاحب سے کہا۔

’’آپ کی بات درست ہے۔ اس کے لئے ہمیں پاکیشیا میں تخریبی کارروائیاں کرانی پڑیں گئیں‘‘...... صدر صاحب نے کہا۔

’’سرکار۔ تخریبی کارروائیاں وقتی اثر رکھتی ہیں۔ جب کہ فرقہ واریت کی آگ جب بھڑکتی ہے تو پھر بجھنے کا نام نہیں لیتی۔ ہم نے وہاں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانی ہے‘‘...... ٹھاکر رام داس نے ایک مرتبہ پھر عیارانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ آپ کی یہ بات بھی بالکل درست ہے‘‘...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

’’سرکار۔ پاکیشیا میں عیسائی اور ہندو بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ ہمیں ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف زہر بھرنا ہوگا۔ پھر ان سے ایسی کارروائیاں کرانی ہوں گی کہ مسلمان فوراً مشتعل ہو کر ان پر حملہ کر دیں اور ان کی بستیوں کو تہہ وتیغ کر دیں۔ اس طرح ہم دنیا کو پاکیشیا کے خلاف کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ پھر ہمارے چینل بھی پاکیشیا کے مسلمانوں کے خلاف ویڈیوز دکھائیں گے۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کی جلی ہوئی آبادیاں دکھائیں گے اور جو ملک ہم سے ناراض ہیں کل وہ پاکیشیا سے ناراض ہوں گے‘‘۔ ٹھاکر رام داس نے صدر صاحب سے کہا۔

’’آپ بالکل ٹھیک بات کر رہے ہیں ٹھاکر صاحب۔ مسلمانوں

کے بھی تو کئی فرقے ہیں جو اکثر آپس میں برسرپیکار رہتے ہیں‘‘۔ صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

’’ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو نفرت کا زہر بھرا ہوا ہے وہ زہر کس نے بھرا ہے۔ ہم ہی نے بھرا ہے۔ ہم اس نفرت کو اور پھیلائیں گے اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ دلوں میں موجود یہ نفرت پورے ملک میں آگ بن کر پھیلے گی اور پورے پاکیشیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی‘‘...... ٹھاکر رام داس نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات کے انداز میں اپنا سر ہلایا۔

’’ہم نے ان باتوں پر فوری عمل کرنا ہے اس لئے میں آج کی میٹنگ میں کافرستانی سیکرٹ ایجنسی کے چیف کالی چرن کو بھی بلا لیتا ہوں‘‘...... کافرستان کے صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کا نمبر پریس کر دیا۔

’’یس سر‘‘...... اگلے ہی لمحے صدر صاحب کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’کافرستانی سیکرٹ ایجنسی کے چیف کالی چرن کو میرے آفس پہنچنے کی ہدایت کریں اور میرے آفس میں چائے بھی بھجوا دیں‘‘...... صدر صاحب نے اپنی پی اے کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے سر‘‘...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی تو صدر صاحب نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھے جانے کے

تین منٹ بعد ہی آفس کا دروازہ کھلا اور چائے کے برتن اٹھائے ایک ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک سائیڈ پر موجود ٹیبل پر برتن رکھے اور چائے بنانے لگا۔ اسی دوران آفس کا دروازہ دوبارہ کھلا اور کافرستانی سیکرٹ ایجنسی کا چیف کالی چرن دروازے پر دکھائی دیا۔

''سر۔ میں اندر آ سکتا ہوں''...... کالی چرن نے مؤدبانہ لہجے میں صدر صاحب سے پوچھا۔

''یس''...... صدر صاحب نے باوقار لہجے میں کہا تو کالی چرن مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا صدر صاحب کی ٹیبل کے قریب آ گیا۔

''نمسکار سر''...... کالی چرن نے مؤدبانہ انداز میں صدر صاحب سے کہا تو صدر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

''تشریف رکھیئے۔ کالی چرن صاحب''...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو سر''...... کالی چرن نے کرسی پر بیٹھنے کے بعد صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران ملازم نے ان تینوں کو چائے پیش کی اور خود آفس سے باہر چلا گیا۔

''کالی چرن صاحب۔ آج ہم ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہیں اور ہم نے ضروری سمجھا کہ آپ کو بھی اس میٹنگ میں شریک کریں''...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا اور اس کے بعد انہوں نے چائے کا کپ بھی اٹھا لیا۔

''سر۔آپ نے سیکرٹ ایجنسی کو اس قابل سمجھا یہ آپ کا احسان ہے''...... کالی چرن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کالی چرن۔ پاکیشیا ہمیں عالمی برادری میں بہت بدنام کر رہا ہے''...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

''کس سلسلے میں سر''...... کالی چرن نے صدر صاحب سے پوچھا۔ اس کا لہجہ بدستور مؤدبانہ تھا۔

''وادیٔ مشکبار ہمارا مفتوحہ علاقہ ہے۔ ہم مشکباریوں کے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کریں یہ ہمارا حق ہے۔ وادیٔ مشکبار میں ہماری فوجی کارروائیوں کو بنیاد بنا کر پاکیشیا ہمیں تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے''۔ صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

''سر۔ دشمن کی ان حرکتوں کا جواب تو دینا چاہئے''...... کالی چرن نے صدر صاحب سے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو ہم آپ سے اور ٹھاکر رام داس صاحب سے میٹنگ کر رہے ہیں۔ ٹھاکر صاحب اور میرا خیال بھی یہی ہے کہ ہم پاکیشیا میں نفرت کی آگ بھڑکا دیں۔ عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا دیں اور ان کی طرف سے ایسی کارروائیاں کریں کہ مسلمان مشتعل ہو جائیں۔ مسلمان مشتعل ہوں گے تو اقلیتوں کے خلاف کارروائیاں کریں گے جس سے ہم عالمی برادری کو پاکیشیا کے خلاف کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

"جناب صدر۔ آپ نے بہت زبردست پلاننگ کی ہے"۔ کالی چرن نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں مسلمانوں کے بھی بہت سے فرقے ہیں۔ ان فرقوں کو آپس میں لڑانے کے اقدامات ہم پہلے بھی کرتے رہتے ہیں اور اب ہم نے اس فرقہ واریت کو اور ہوا دینی ہے تاکہ وہ آپس میں ہی لڑتے مرتے رہیں"...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

"جناب صدر۔ پاکیشیا میں تو فرقہ واریت عروج پر ہے"۔ کالی چرن نے صدر صاحب سے کہا۔

"لیکن ان دنوں پاکیشیا میں فرقہ واریت کی آگ کچھ ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ یعنی چنگاریاں راکھ میں دبی ہوئی ہیں۔ ہم نے ان چنگاریوں کو ہوا دینی ہے"...... صدر صاحب نے کہا۔

"سر۔ میں اور میری ایجنسی آپ کے حکم پر مر مٹنے کو تیار ہے"۔ کالی چرن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم بتا چکے ہیں کہ ہم پاکیشیا میں کیا چاہتے ہیں"...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

"سر۔ میں سیکرٹ سروس کے چند ممبرز کے ساتھ پاکیشیا چلا جاتا ہوں اور فرقہ واریت کی یہ ساری کارروائیاں کرتا ہوں"...... کالی چرن نے کہا۔

"جیسے ہی آپ یہاں سے روانہ ہوں گے پاکیشیا سیکرٹ سروس

کو اس کی خبر ہو جائے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ وہ کس قسم کی ایجنسی ہے"...... کافی دیر سے خاموش بیٹھے ٹھاکر رام داس نے کالی چرن سے کہا تو اس نے چونک کر ٹھاکر رام داس کی طرف دیکھا۔

"سر۔ آپ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوف زدہ کر رہے ہیں"...... کالی چرن نے ناگوار لہجے میں ٹھاکر رام داس سے کہا۔

"میں آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوف زدہ نہیں کر رہا۔ اس ایجنسی کی کارکردگی سے آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں اور صدر صاحب بھی اور میں نے کیا یہ غلط بات کی ہے کہ جیسے ہی آپ پاکیشیا کی طرف موو کریں گے، پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر ہو جائے گی"...... ٹھاکر رام داس نے نرم لہجے میں کالی چرن کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھاکر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ہماری ایجنسیوں کی کارکردگی میں جو واضح فرق ہے وہ ہم سے ڈھکا چھپا نہیں"...... صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

"سر گستاخی معاف۔ اگر آپ اپنی ایجنسیوں کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں تو پھر ان ایجنسیوں کا کیا فائدہ۔ آپ تمام ایجنسیاں ختم کر دیں"...... کالی چرن نے مؤدبانہ انداز میں نہایت ہی تلخ بات کہہ دی۔

"ہم نے یہ کب کہا ہے کہ ہم اپنی ایجنسیوں کی کارکردگی سے

مطمئن نہیں ہیں۔ کافرستانی ایجنسیوں کی کارکردگی تو دنیا بھر کے لئے مثال ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کافرستانی ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ہمیشہ ناکام رہی ہیں۔ اگر آپ اس بات سے لاعلم ہیں تو اپنا اور دیگر ایجنسیوں کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں''...... صدر صاحب نے خشک لہجے میں کالی چرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سوری سر۔ میں غلط بات کہہ گیا ہوں۔ میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ کارکردگی کے لحاظ سے کافرستانی سیکرٹ ایجنسیاں کسی سے بھی کم نہیں''۔ کالی چرن نے فوراً ہی صدر صاحب سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''کالی چرن صاحب۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس مرتبہ ہم اپنی ایجنسیاں حرکت میں نہ لائیں کیونکہ ہماری ایجنسیوں کے بہت سے سیکرٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جاتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے سیکرٹ جو پاکیشیا سے متعلق ہوں۔ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً ہی حرکت میں آ کر ہمارے ان منصوبوں کو ناکام بنا دیتی ہے۔ لہٰذا ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بھی بنائیں اور اس کی خبر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی نہ ہو''...... ٹھاکر رام داس نے کالی چرن سے کہا۔

''اس سلسلے میں آپ کے پاس کوئی آئیڈیا ہے''...... کالی چرن نے ٹھاکر رام داس سے پوچھا۔

''آپ کو معلوم ہو گا کہ آج کے اس پروفیشنل دور میں سیکرٹ فیلڈ بھی پروفیشنل ہو چکی ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسیاں معرض وجود میں آ چکی ہیں جو معاوضے لے کر ہر قسم کا کام کرتی ہیں اور کئی سیکرٹ ایجنٹ بھی پرائیویٹ طور پر ایسے کام کرتے ہیں جیسے کام سرکاری سیکرٹ ایجنٹ کرتے ہیں''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''یس سر۔ میں اس بات سے لاعلم نہیں ہوں''...... کالی چرن نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھاکر صاحب۔ ایسی تنظیمیں تو بہت عرصے سے کام کر رہی ہیں''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

''یس سر۔ لیکن وہ تنظیمیں مجرم تنظیمیں ہوتی ہیں اور ان کی ذہنیت بھی مجرمانہ ہوتی ہے۔ ان کے کام کرنے کا انداز بھی مجرمانہ ہوتا ہے سیکرٹ ایجنسیوں جیسا نہیں اور جب سیکرٹ ایجنٹ ان کے مقابلے پر آتے ہیں تو مجرم تنظیمیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ جب کہ پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسیاں اور سیکرٹ ایجنٹ مختلف انداز میں کام کرتے ہیں اور عموماً کامیاب رہتے ہیں''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو آپ اسی لئے کالی چرن صاحب سے بحث کر رہے تھے۔ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ پاکیشیا کسی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسی یا سیکرٹ ایجنٹ کو بھیجا جائے۔ جو ہمارا یہ مشن مکمل

کرے''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

''یس سر۔ ہمارے تمام سیکرٹ ایجنٹوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس جانتی اور پہچانتی ہے اس لئے جیسے ہی ہمارے کسی ایجنٹ نے پاکیشیا کا رخ کیا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر ہو جائے گی۔ جب کہ اگر ہم کسی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹ کو بھیجیں گے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے لاعلم رہے گی۔ جس کی وجہ سے وہ سیکرٹ ایجنٹ اطمنان سے اپنے کارروائیاں کر سکے گا''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''سوری سر۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر اپنے کام ہم نے پرائیویٹ ایجنسیوں اور پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹوں سے کرانے ہیں تو پھر ہماری ان ایجنسیوں کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ آپ انہیں ختم کر دیں''...... کالی چرن نے کہا۔

''ہمارا ہر کام تو انہوں نے نہیں کرنا۔ ہم صرف ایک کام ان سے لے رہے ہیں اور اس ایک کام سے ہم نے سیاسی مقاصد بھی حاصل کرنے ہیں''...... ٹھاکر رام داس نے کہا تو کالی چرن نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ صدر صاحب نے بھی ٹھاکر رام داس کی اس بات پر اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''سر۔ آج کل کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان دوستی کا بہت چرچا کیا جا رہا ہے اور ایسا ہمارے چند طاقتور دوستوں کے کہنے پر ہو رہا ہے۔ دل سے نہ سہی ڈپلومیسی کے طور پر ہم بھی دوستی کے

خوب ترانے گا رہے ہیں۔ اس دوران اگر ہماری کوئی ایجنسی پاکیشیا میں کسی قسم کی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث پائی جاتی ہے تو پاکیشیا ثبوت سمیت ہمارے ان طاقتور دوستوں کے پاس فریاد لے کر پہنچ جائے گا۔ جس سے ہمارے وہ دوست ہم سے ناراض ہو سکتے ہیں اور ہمارے مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہے جبکہ پرائیویٹ ایجنٹ یا ایجنسی سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو کہہ سکتے ہیں کہ پاکیشیا ہم پر الزام لگا رہا ہے۔ پاکیشیا تو دوستانہ ماحول چاہتا ہی نہیں''۔ ٹھاکر رام داس نے کہا تو صدر صاحب کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

''ویری گڈ ٹھاکر صاحب۔ ویری گڈ۔ آپ نے لاجواب بات سوچی ہے اور اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ سابقہ صدور صاحب آپ کی تعریف کرتے ہوئے تھکتے کیوں نہیں''...... صدر صاحب نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کی یہ بات واقعی دل کو لگتی ہے''...... کالی چرن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو ہر گھڑی کافرستان کے مفاد کے بارے میں ہی سوچنا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹھاکر صاحب۔ آپ کسی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسی سے واقف ہیں''...... صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے پوچھا۔

"نو سر۔ یہ فیلڈ چونکہ کالی چرن صاحب کی ہے لہٰذا یہی بہتر جانتے ہوں گے"...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

"سر۔ کافرستان میں تو کوئی بھی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسی نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ ایکریمیا کے علاوہ یہ بزنس ابھی دیگر ممالک میں نہیں پھیلا۔ ایکریمیا میں بھی بہت محدود پیمانے پر یہ کام ہو رہا ہے"...... کالی چرن نے کہا۔

"دنیا کے کئی ممالک میں پرائیویٹ جاسوس کام کر رہے ہیں"۔ صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا۔

"جناب صدر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ یہ پرائیویٹ جاسوس گلی محلوں یا پھر اپنے شہر تک محدود ہوتے ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں۔ یہ اپنے ہی ملک میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے۔ کسی دوسرے ملک میں جا کر کام کرنا تو بہت بڑی بات ہے"...... کالی چرن نے کہا تو صدر صاحب نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

"ٹھاکر صاحب نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کسی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹ سے واقف ہیں جو پاکیشیا میں مشن مکمل کر سکے"۔ صدر صاحب نے کالی چرن سے کہا تو وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ چند لمحوں تک سوچتا رہا۔

"سر۔ میرے ذہن میں ایک نام آ رہا ہے۔ ریڈ وولف۔ یہ کسی زمانے میں ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ایکس کا سپر ایجنٹ تھا۔

پھر اس نے ایجنسی چھوڑ دی اور پرائیویٹ کام کرنے لگا"...... چند لمحے سوچنے کے بعد کالی چرن نے کہا۔

"ایکریمیا کی ایکس ایجنسی کا سپر ایجنٹ تو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے"...... صدر صاحب نے کہا۔

"یس سر۔ ریڈ وولف کی سی وی میں بے شمار کارناموں کا اندراج ہے"...... کالی چرن نے کہا۔ کالی چرن کی بات سن کر صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

"کالی چرن صاحب۔ کیا آپ ریڈ وولف کو ایکریمیا میں تلاش کر لیں گے"...... ٹھاکر رام داس نے کالی چرن سے پوچھا۔

"یس سر۔ میرے پاس ایک ٹپ موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اس ٹپ کے ذریعے ریڈ وولف تک پہنچ جاؤں گا"...... کالی چرن نے ٹھاکر رام داس سے کہا۔

"کالی چرن صاحب۔ آپ نے حال ہی میں ایک مشن کامیابی سے مکمل کیا ہے۔ آپ کی اس کارکردگی سے خوش ہو کر گورنمنٹ آپ کو نقد انعام کے ساتھ ساتھ ایک ہفتے کی چھٹی بھی دے رہی ہے اور یہ ہفتہ آپ نے سیر و تفریح میں گزارنا ہے۔ آپ اپنے آفس کے ساتھیوں سے مشورہ کریں گے کہ آپ کو سیر و تفریح کے لئے کون سے ملک جانا چاہئے۔ ظاہری بات ہے کہ آپ کا انتخاب ایکریمیا ہی ہو گا اور پھر آپ سیر و تفریح کے لئے ایکریمیا روانہ

ہوجائیں گے۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا کہ میں کیا کہنا چا
ہوں''...... ٹھاکر رام داس نے کالی چرن سے کہا۔

''یس سر۔ آپ چاہتے ہیں کہ میری ایکریمیا روانگی کا ا
مقصد میرے آفس کے ساتھیوں کو بھی معلوم نہیں ہونا چاہئے''۔ کا
چرن نے مؤدبانہ لہجے میں ٹھاکر رام داس سے کہا۔

''گڈ۔ آپ بہت ہی ذہین آفیسر ہیں''...... صدر صاحب ن
اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... کالی چرن نے صدر صاحب کا شکریہ ا
کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہماری آج کی میٹنگ اختتام کو پہنچتی ہے۔ جب کا
چرن صاحب ایکریمیا کی سیر و سیاحت سے لوٹیں گے تو پھر ا
سے ایک اور میٹنگ ہو گی''...... صدر صاحب نے کہا تو کالی چر
اور ٹھاکر رام داس دونوں ہی کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ا
دونوں نے صدر صاحب کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر آف
سے باہر نکل گئے۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے اور نیویارک سٹی میں شدید سردی پڑ رہی تھی لیکن اس سردی کے باوجود نیویارک کی رونقیں ماند نہیں پڑی تھیں۔ خاص طور پر نیویارک کے ہوٹلز اور نائٹ کلب انسانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ پاشا کلب تو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ایک کرسی بھی خالی دکھائی نہیں دے رہی تھی کیونکہ اس وقت کلب کے اسٹیج پر ایک فرانسیسی ڈانسر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اس شو کی خوب پبلسٹی کی گئی تھی اور یہ پبلسٹی کا ہی نتیجہ تھا کہ شو دیکھنے والوں اژدھام اس وقت کلب کے ہال میں موجود تھا۔

کلب کے بیرونی دروازے پر ایک ٹیکسی رکی اور کالی چرن ٹیکسی سے نیچے اترا۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا اس کلب آیا تھا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی جبکہ کالی چرن کلب کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچا

گیٹ پر موجود سیکورٹی گارڈ نے اسے روک لیا۔

"سر۔ہال تو فل ہو چکا ہے"...... ایک سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن میں تو ہال میں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا"...... کالی چرن نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

"سر۔کلب کے رومز اور سروسز، شو کی وجہ سے رات بارہ بجے کے بعد دستیاب ہوں گی"...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

"نو پرابلم۔ مجھے کلب کا روم اور سروس بھی نہیں چاہئے ۔ میں تو کلب کی مالکہ اور مینجر مس روزا سے ملنے کافرستان سے آیا ہوں"...... کالی چرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"...... مس روزا کا نام سن کر سیکورٹی گارڈ نے راستہ چھوڑتے ہوئے کہا تو کالی چرن دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی میوزک کی تیز آواز سنائی دی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے ہال پر نظر دوڑائی۔ واقعی ہال فل تھا اور ہال میں موجود تمام افراد کی توجہ اسٹیج کی طرف تھی۔ جہاں ایک فرانسیسی ڈانسر رقص کرنے میں مصروف تھی۔ کالی چرن نے صرف ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا۔ کاؤنٹر گرل بھی بڑے انہماک سے ڈانس دیکھ رہی تھی۔

"سنو"...... کالی چرن نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے کاؤنٹر گرل سے کہا۔ میوزک کے شور کی وجہ سے اسے اپنی آواز بلند رکھنا

پڑی تھی۔ اس کی آواز سن کر کاؤنٹر گرل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"سر۔کیا آپ کسی کرسی سے اٹھ کر آئے ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے کالی چرن سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں ابھی ہال میں داخل ہوا ہوں"...... کالی چرن نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ کیسے سر۔ ہال میں تو اس وقت داخلہ بند ہے۔ کیونکہ ہال فل ہے"...... کاؤنٹر گرل نے حیران ہو کر کہا۔

"میں اس کلب کی مالکہ مس روزا کا کافرستانی دوست ہوں اور اس سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ وہ اس وقت کہاں ملے گی"۔ کالی چرن نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو اس وقت گیلری میں بیٹھ کر شو دیکھ رہی ہیں۔ آپ یہیں ٹھہریں میں آپ کا پیغام ان تک بھیجتی ہوں۔ اگر انہوں نے آپ سے ملنا پسند کیا تو آپ کو ادھر بھیج دیا جائے گا"...... کاؤنٹر گرل نے کالی چرن سے کہا۔

"پھر اس نے کاؤنٹر کے قریب کھڑے ایک مسلح آدمی کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ جب سے کالی چرن ہال میں داخل ہوا تھا۔ یہ مسلح آدمی مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کاؤنٹر گرل کے قریب آیا تو کاؤنٹر گرل نے اس سے کچھ کہا۔ اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ ایک طرف بڑھ گیا جبکہ کاؤنٹر گرل دوبارہ اسٹیج کی

طرف متوجہ ہو گئی جہاں فرانسیسی ڈانسر کا رقص عروج پر پہنچ چکا تھا۔ کالی چرن بھی رقص دیکھنے میں محو ہو گیا۔

''تشریف لائیے سر''...... کالی چرن ڈانس دیکھنے میں مصروف تھا کہ اسے اپنے قریب سے آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ کاؤنٹر گرل نے جس مسلح آدمی کو مس روزا کی طرف بھیجا تھا وہ اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔ کالی چرن اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا تو کالی چرن اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سیڑھیاں عبور کر کے وہ ایک گیلری میں پہنچ گیا۔ اس گیلری میں چار مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ تقریباً دس بارہ صوفے بھی رکھے ہوئے تھے۔ یہاں سے بھی اسٹیج اچھی طرح نظر آ رہا تھا۔ کالی چرن نے یہاں بھی صرف ایک نظر صوفوں پر ڈالی۔ مس روزا درمیان میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا روزا نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اس سے مصافحہ کرنے کے بعد اس نے کالی چرن کو اپنے ساتھ والے صوفے پر بٹھایا اور پھر خاموشی سے ڈانس دیکھنے لگی۔ کالی چرن بھی ڈانس دیکھنے لگا۔

''ہاں کالی چرن۔ اب بتاؤ کیسے آنا ہوا''...... شو کے ختم ہونے کے بعد روزا کالی چرن کو اپنے آفس میں لے آئی اور اس نے کالی چرن سے پوچھا۔

''میں صرف تم سے ملنے کے لئے آیا ہوں''...... کالی چرن نے

اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''کالی چرن۔ تم میرے کلاس فیلو ہو۔ ہم نے گریجوایشن کے تین سال ساتھ گزارے ہیں۔ میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تم بغیر کام کے کافرستان سے ایکریمیا تک کا سفر اور خرچہ سفر برداشت نہیں کر سکتے''...... روزا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کالی چرن بھی مسکرانے لگا۔

''تمہیں زمانہ طالب علمی میں بھی یہی شکوہ تھا کہ میں کنجوس ہوں''...... کالی چرن نے کہا۔

''صرف تم ہی کیا۔ تمہاری پوری قوم کنجوس ہے۔ خیر ہوتی رہے مجھے کیا۔ تم مقصد کی بات کرو۔ میں نے گھر بھی جانا ہے۔ آج کے شو کی وجہ سے میں دو دن مصروف رہی ہوں۔ لہٰذا آج بہت تھکی ہوئی ہوں''...... روزا نے کہا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلتا ہوں۔ سٹوڈنٹ لائف کی یاد تازہ کریں گے''...... کالی چرن نے روزا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے رومانٹک لہجے میں کہا۔

''کالی چرن وہ جذباتی دور ہوتا ہے۔ میں اس دور سے گزر آئی ہوں۔ پلیز تم کام بتاؤ۔ ورنہ میں پھر چلتی ہوں۔ تم رات میرے کلب میں گزارو، میں ہدایت دے دیتی ہوں۔ تمہیں ہر طرح کی سروس مل جائے گی وہ بھی بغیر چارجز کے''...... روزا نے کالی چرن سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی بدل چکی ہو گی۔ بہرحال ب اب مقصد کی بات کرتا ہوں۔ تم نے ایک بار فون پر مجھ سے کہا کہ تم نے ہاٹ نائٹ کلب خرید لیا ہے اور ساتھ ہی تم نے یہ بتایا تھا کہ تمہاری آج کل ریڈ وولف سے دوستی ہے''...... کالی چ نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جن دنوں میں نے فون کیا تھا۔ ان دنوں میری ریڈ وولف سے دوستی تھی۔ لیکن آج کل میری کسی سے بھی دوستی نہیں ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... روزا نے کہا۔

''میں ریڈ وولف سے ملنا چاہتا ہوں''...... کالی چرن نے بدستو سنجیدہ لہجے میں روزا سے کہا۔

''مل لو۔ وہ ایکس پلازہ میں رہتا ہے۔ اس کے فلیٹ کا نمبر تھرٹی ہے''...... روزا نے کہا۔

''اوکے۔ اب تو رات کا ایک بجنے والا ہے۔ میں اسے کل ملوں گا''...... کالی چرن نے کہا تو روزا نے ٹیبل کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو فوراً ہی ایک مسلح آدمی اندر آ گیا۔

''یس مس''...... مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر کالی چرن میرے دوست اور مہمان ہیں۔ انہیں کلب میں ایک کمرہ دے دو اور جو چیز بھی یہ طلب کریں انہیں فوراً مہیا کر دی جائے''...... روزا نے مسلح آدمی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے میڈم۔ آیئے سر''...... مسلح آدمی نے پہلے روزا اور پھ

کالی چرن سے کہا تو وہ کھڑا ہو گیا۔

''کیا کل ہماری ملاقات ہو سکے گی''...... کالی چرن نے پوچھا۔

''میں کل دو بجے کے بعد کلب آؤں گی۔ اگر تم اس وقت تک موجود ہوئے تو ضرور ملاقات ہوگی''...... روزا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کالی چرن نے مصافحے کے لئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور پھر وہ مسلح آدمی کے ساتھ کاؤنٹر پر آ گیا۔ مسلح آدمی نے کاؤنٹر گرل کو روزا کی دی ہوئی ہدایت کے بارے میں بتایا تو کاؤنٹر گرل نے کالی چرن کو ایک کمرے میں بھجوا دیا۔

اگلے دن دس بجے کے قریب کالی چرن ایکس پلازہ پہنچ چکا تھا۔ فلیٹ سی تھرٹی تلاش کرنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی۔ اس نے ڈور بیل بجائی تو چند سیکنڈ بعد اس کے جسم پر نیلی روشنی پڑی تو وہ سمجھ گیا اسے چیک کیا گیا ہے۔ پھر چند لمحوں کے بعد فلیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک طویل القامت نوجوان دکھائی دیا۔ اس کی آنکھیں نیلے رنگ کی اور بال براؤن کلر کے تھے۔

''جی فرمایئے''...... اس نوجوان نے کالی چرن کا جائزہ لینے کے بعد اس سے پوچھا۔

''میرا نام کالی چرن ہے اور میں کافرستان سے آیا ہوں۔ مجھے ریڈ وولف سے ملنا ہے''...... کالی چرن نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''میرا ہی نام ریڈ وولف ہے۔ تشریف لے آیئے''...... اس

نوجوان نے کہا اور کالی چرن کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

''بیٹھیئے''...... ریڈ وولف نے کالی چرن سے کہا تو وہ ایک صوفے پر اور ریڈ وولف دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''جی اب فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ ریڈ وولف نے پوچھا۔

''ریڈ وولف صاحب۔ میں آپ کے لئے اجنبی ضرور ہوں لیکن آپ میرے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ایکس ایجنسی کے سپر ایجنٹ رہے ہیں اور آج کل آپ پرائیویٹ طور پر کام کرتے ہیں''...... کالی چرن نے کہا۔

''میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ میرے بارے میں اتنی معلومات رکھتے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''میں گورنمنٹ آف کافرستان کا خصوصی نمائندہ ہوں اور ہماری گورنمنٹ ایک مشن آپ کے سپرد کرنا چاہتی ہے اور میں اسی سلسلے میں آیا ہوں''...... کالی چرن نے کہا اور پھر اس نے تصدیق شدہ اپنا سروس آئی ڈی کارڈ بھی ریڈ وولف کو دکھایا۔ اس کارڈ کے مطابق وہ گورنمنٹ آف کافرستان کا نمائندہ خصوصی تھا۔ ریڈ وولف نے ایک نظر وہ کارڈ دیکھا اور پھر کالی چرن کو واپس کر دیا۔

''اوکے۔ اب آپ اپنی آمد کا مقصد بھی بتا دیں''...... ریڈ وولف نے کارڈ واپس کرنے کے بعد کہا۔

''آپ کبھی پاکیشیا گئے ہیں''...... کالی چرن نے اپنا کارڈ جیب

میں رکھتے ہوئے ریڈ وولف سے کہا۔

''نہیں۔ میں پاکیشیا کبھی نہیں گیا''...... ریڈ وولف نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ پاکیشیا نہیں گئے۔ لیکن آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام تو سنا ہو گا''...... کالی چرن نے کہا۔

''نام تو نہیں کہہ سکتے۔ البتہ شہرت کہہ سکتے ہیں۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کی شہرت کے بارے میں بہت سنا ہے اور کہنے والوں کا یہ کہنا ہے کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہوتے ہوئے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل نہیں کیا جا سکتا''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''گویا آپ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوف زدہ ہیں۔ پھر تو آپ سے بات کرنا فضول ہے''...... کالی چرن نے مایوس لہجے میں کہا تو ریڈ وولف کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ بھیڑیئے جیسا ہو گیا تھا۔

''ریڈ وولف زندگی میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو گا''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بولتے ہوئے اس کے لہجے میں بھیڑیوں کی غراہٹ شامل ہو گئی اور اس نے خونی نظروں سے کالی چرن کو دیکھا لیکن کالی چرن خود ایک سیکرٹ ایجنسی کا چیف تھا۔ اس پر ریڈ وولف کی خونی نظروں کا کیا اثر ہونا تھا۔

''گورنمنٹ آف کافرستان آپ کو پاکیشیا کے خلاف ایک مشن

دینا چاہتی ہے۔ یہ مشن طویل المعیاد ہے جو پاکیشیا میں ر
ہوئے مکمل کرنا پڑے گا''...... کالی چرن نے کہا۔

''پاکیشیا کیا ہے۔ تم مجھے مشن پر کوہ قاف بھی بھیج سکتے ہ
ریڈ وولف نے مغرور لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں آپ کو مشن کی تفصیلات بتاتا ہوں''......
چرن نے کہا اور پھر اس نے مشن کے متعلق تفصیل بھی بتا دی۔

''علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں دو
کے لئے یہ مشن مکمل کرنا بہت مشکل ہے لیکن ریڈ وولف کے
یہ مشن بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ تم معاوضہ بتاؤ''...... ریڈ وولف
بدستور مغرور لہجے میں کہا۔

''معاوضہ آپ کو ایک کروڑ ایکریمی ڈالر دیا جائے گا''......
چرن نے ریڈ وولف سے کہا۔

''میں نے پاکیشیا جا کر مکھیاں مارنی ہیں کیا''...... ریڈ وو
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''معاوضہ آپ کو کم لگا ہے۔ اوکے آپ کو دو کروڑ ڈالر معا
دیا جائے گا''...... کالی چرن نے کہا۔

''دس کروڑ ڈالرز سے کم معاوضہ نہیں لوں گا۔ اس کے علا
پاکیشیا میں میرے قیام و طعام کے جو اخراجات ہوں گے وہ بھ
ادا کرو گے''...... ریڈ وولف نے حتمی لہجے میں کہا۔

''دس کروڑ ڈالرز۔ یہ تو بہت زیادہ معاوضہ ہے''...... کالی چ

نے کہا۔

''پھر تم کوئی سستی پارٹی ڈھونڈ لو بلکہ خود پاکیشیا جا کر مشن مکمل کر لو۔ تمہیں ایک ڈالر بھی معاوضہ نہیں دینا پڑے گا''...... ریڈ وولف نے طنزیہ لہجے میں کہا تو کالی چرن کو غصہ آ گیا لیکن اس نے فوراً ہی اپنے غصے پر قابو پا لیا۔

''اوکے۔ دس کروڑ ڈالرز ہی سہی۔ میں پانچ کروڑ ڈالر کا چیک لکھ دیتا ہوں۔ باقی پانچ کروڑ ڈالرز مشن مکمل ہونے کے بعد''۔ کالی چرن نے کہا اور پھر اس نے جیب سے چیک بک نکالی۔

''تم شوگر کا کنٹریکٹ کرنے آئے ہو، جوتے خریدنے آئے ہو یا کپڑے خریدنے آئے ہو۔ دس کروڑ ڈالرز معاوضہ اور دو کروڑ ڈالرز اخراجات۔ فی الحال بارہ کروڑ ڈالرز کا چیک لکھ دو۔ مزید جیسے جیسے اخراجات ہوتے جائیں گے ویسے وصولی کرتا جاؤں گا''۔ ریڈ وولف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں بارہ کروڑ ڈالرز کا چیک لکھ رہا ہوں''...... کالی چرن نے کہا اور چیک پر اندراج کرنے لگا۔

''خرچے کی تم فکر نہ کرنا ریڈ وولف۔ یہ میں ویسے ہی نہیں کہہ رہا تھا۔ کام ہماری منشاء کے مطابق ہوا تو تمہیں معاوضہ کے علاوہ انعام بھی ملے گا اور انعام اتنا ہو گا کہ جس کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ فی الحال میں نے بارہ کروڑ ڈالرز کا چیک لکھ دیا ہے''۔ کالی چرن نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ریڈ وولف نے حیرت سے اس کی

طرف دیکھا۔ اس نے کندھے اچکائے اور چیک لے لیا۔ اس چیک کو غور سے دیکھا۔ چیک ایک ایکریمی بینک کا تھا اور تصد شدہ تھا۔

''اوکے ہماری ڈیل ڈن ہوگئی۔ پاکیشیا پہنچ کر میں تم سے را کروں گا''...... ریڈ وولف نے چیک جیب میں رکھنے کے بعد چرن سے کہا۔

''تم میری ٹرانسمیٹر فریکونسی نوٹ کر لو۔ ضرورت پڑے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لینا''...... کالی چرن نے کہا۔

''اوکے۔ بتاؤ فریکونسی''...... ریڈ وولف نے کہا تو کالی چ نے اپنی ٹرانسمیٹر فریکونسی بتا دی۔

''پاکیشیا پہنچ کر میں تم سے رابطہ کروں گا''...... ریڈ وولف کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے کالی چرن طرف ہاتھ بڑھایا۔ کالی چرن کو اس کی اس بداخلاقی پر بھی بڑا آیا لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ اس نے ریڈ وولف مصافحہ کیا اور پھر کھڑا ہو گیا۔

ریڈ وولف اس وقت لیڈی سمارتا کے ساتھ پاکیشیا کے دارالحکومت کی زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں بیٹھا تھا۔ لیڈی سمارتا اس کی ساتھی سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ وہ بھی ایکس ایجنسی کی سپر ایجنٹ ہوتی تھی۔ ریڈ وولف نے ایجنسی چھوڑی تو لیڈی سمارتا نے بھی چھوڑ دی۔ وہ مستقل ریڈ وولف کے ساتھ تھی۔ وولف جو بھی معاوضہ وصول کرتا تھا اس کا چالیس فیصد لیڈی سمارتا کو دے دیتا تھا۔ کسی بھی مشن پر جتنی محنت وہ کرتا تھا اتنی ہی محنت لیڈی سمارتا بھی کرتی تھی۔

''یہ ہے کرسچن کالونی اور یہ ہے چرچ آف پاکیشیا''...... ریڈ وولف نے نقشے میں ایک جگہ پنسل کی نوک رکھتے ہوئے لیڈی سمارتا سے کہا تو وہ بھی نقشے پر جھک گئی۔ پاکیشیا پہنچنے کے بعد سب سے پہلے ریڈ وولف نے کوٹھی اور کار حاصل کی تھی اور پھر وہ ایک دکان

سے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ بھی لے آیا تھا۔

''نقشہ تو میں نے دیکھ لیا ہے۔ اب مجھے تم اپنی پلاننگ کے بارے میں بتاؤ''...... لیڈی سمارتا نے کہا۔

''میں نے اس چرچ کے فادر جوزف کو دیکھا ہے اور اس سے ملاقات بھی کی ہے۔ فادر جوزف میرے قدوقامت کا ہے۔ لہٰذا میں آسانی سے اس کا میک اپ کر لوں گا۔ میں فادر جوزف کے میک اپ میں عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاؤں گا اور پھر مسلمان کے میک اپ میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے خلاف بھڑکاؤں گا۔ پھر مسلمان کرسچن کالونی پر حملہ کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ یہ مسلمان بہت جلدی جوش اور جذبات میں آجاتے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ کارروائی بہت ہی سادہ اور آسان ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں آج رات ہی فادر جوزف کو اغوا کر لینا چاہئے''۔ لیڈی سمارتا نے کہا تو ریڈ وولف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ہم آج رات ہی فادر جوزف کو اس کوٹھی میں لے آئیں گے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ریڈ۔ ہمیں پاکیشیا میں کتنا عرصہ قیام کرنا پڑے گا''...... لیڈی سمارتا نے پوچھا۔

''کم از کم دو تین ماہ تو لگ ہی جائیں گے۔ یہ مشن ایسا تو نہیں ہے کہ ہم چند گھنٹوں میں اسے مکمل کر لیں''...... ریڈ وولف نے

کہا۔

''ہاں معاوضہ بھی تو تم نے ٹھیک ٹھاک وصول کیا ہے۔ کہاں ہم آٹھ دس لاکھ ڈالرز لیتے تھے اور اب تم نے یکدم جمپ لگایا ہے اور دس کروڑ ڈالرز حاصل کر لئے ہیں''...... لیڈی سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ کافرستان اور اسرائیل پاکیشیا کے بہت بڑے دشمن ہیں اور اس دشمنی میں وہ اپنا سب کچھ لٹا دینے کے لئے تیار ہیں۔ تم دیکھنا کہ میں اخراجات کی مد میں ان سے کتنی رقم وصول کرتا ہوں''...... ریڈ وولف نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو لیڈی سمارتا نے بھی اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے اور رات ہو گئی۔ ریڈ وولف نے وال کلاک پر نظر ڈالی۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے کھانا کھانا چاہئے ۔ پھر فادر جوزف کے گھر چلنا چاہئے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ہاں۔ بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے''...... لیڈی سمارتا نے کہا اور وہ کمرے سے باہر آ گئے۔ باہر برآمدے کے قریب ہی سفید رنگ کی نسان کھڑی ہوئی تھی۔ ریڈ وولف ڈرائیونگ سیٹ پر جب کہ لیڈی سمارتا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ مین گیٹ پر ان کا آدمی جونی موجود تھا۔ اس نے کار کو گیٹ کی طرف آتے دیکھا تو اس نے گیٹ کھول دیا۔ چند منٹوں بعد وہ ایک ہوٹل میں

پہنچ گئے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ دوبارہ کار میں سوار ہو گئے اور کرسچن کالونی پہنچ گئے۔ چرچ کے ساتھ ہی فادر جوزف کی کوٹھی تھی۔ بیل کے جواب میں فادر جوزف نے ہی گیٹ کھولا۔

''ہیلو فادر جوزف۔ کیسے ہیں آپ''...... ریڈ وولف نے فادر جوزف سے کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

''میں ٹھیک ہوں مائی سن۔ تم شاید اپنی مسز کے ساتھ آئے ہو''...... فادر جوزف نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔

''یس فادر۔ یہ سارتا ہے مائی وائف''...... ریڈ وولف نے کہا تو سارتا نے فادر جوزف کو سلام کیا۔ فادر جوزف نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

''اندر آ جاؤ میرے بچو''...... فادر جوزف نے کہا اور انہوں نے گیٹ کھول دیا۔ ریڈ وولف کار میں بیٹھا جب کہ سارتا ویسے ہی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ پھر چند لمحوں بعد وہ فادر جوزف کے ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے۔

''مائیکل۔ مائی سن۔ اتنی رات کو تم نے کیسے زحمت کی''...... فادر جوزف نے ریڈ وولف سے پوچھا۔

''فادر۔ سارتا کا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ یہ کہنے لگی کہ مجھے دعا کرانی ہے۔ مجھے کسی چرچ لے چلو۔ آپ جانتے ہیں ہم آج ہی یہاں آئے ہیں اور یہاں کسی کو جانتے نہیں سوائے آپ کے اس لئے میں اسے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ ہم نے آپ کو بے

وقت تنگ کیا ہے جس کی ہم معذرت بھی چاہتے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''نہیں میرے بچو۔ تم نے مجھے تنگ نہیں کیا۔ گاڈ کی مخلوق کی خدمت کرنا تو نیکی کا کام ہے۔ تم بیٹھو میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... فادر جوزف نے کہا اور اٹھنے لگا۔

''فادر آپ خود چائے بنائیں گے۔ کیا آپ کی مسز نہیں ہیں''...... لیڈی سارتا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جولی اس وقت سو چکی ہے اور میں اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا''...... فادر جوزف نے کہا۔

''آپ رہنے دیں فادر۔ ہم چائے نہیں پئیں گے۔ آپ سارتا کے لئے دعا کر دیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''مائی سن۔ گاڈ نے مہمان کی خدمت کرنے کا بھی حکم دیا ہے''۔ فادر جوزف نے کہا اور ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔

''ریڈ۔ لگتا ہے کہ فادر کی کوٹھی میں کوئی الارم بھی نہیں ہے''۔ لیڈی سارتا نے دھیمی آواز میں کہا۔

''یہ بہت اچھی بات ہے''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں خاموش ہو کر فادر جوزف کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ تقریباً دو منٹ بعد فادر جوزف واپس آ گیا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹرے میں جوس کے دو ٹن پیک اٹھائے ہوئے تھے۔

''یہ لو میرے بچو۔ میں چائے کی بجائے جوس لے آیا ہوں۔ یہ

پی لوتو پھر میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں''...... فادر جوزف نے ٹرے ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو انہوں نے جوس کا ایک ایک ٹن پیک اٹھا لیا۔

''تھینک یو فادر''...... لیڈی سمارتا نے فادر کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں جوس پینے لگے۔

''فادر یہ ٹرے لے لیجئے''...... جوس پینے کے بعد لیڈی سمارتا نے ٹرے اٹھا کر فادر جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو فادر جوزف نے بے اختیار اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسی لمحے ٹرے نیچے گر گئی۔ جب کہ لیڈی سمارتا کا ہاتھ فادر جوزف کی کنپٹی پر پڑا تو فادر جوزف کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے۔ دوسرے ہاتھ پر فادر جوزف کا ذہن تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

''تم فادر کو کار میں پہنچاؤ۔ میں جولی کو لے کر آتی ہوں''۔ لیڈی سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا اور پھر وہ ڈرائینگ روم سے باہر چلی گئی جبکہ ریڈ وولف نے فادر جوزف کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور کار تک آ گیا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر فادر جوزف کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد لیڈی سمارتا ایک عورت کو کندھے پر اٹھائے آ گئی۔ جو یقیناً جولی ہی تھی۔ اس نے جولی کو بھی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔

''میں تالا بھی لے آئی ہوں۔ ہم گیٹ کو تالا لگا کر جائیں گے۔ پھر ہم نے اس کوٹھی میں واپس بھی تو آنا ہے۔ فادر جوزف

اور مسز جوزف بن کر''...... لیڈی سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھی۔ کیوں کہ ریڈ وولف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ لیڈی سمارتا نے گیٹ کھول دیا اور ریڈ وولف کار باہر لے آیا۔ اس نے اردگرد کا جائزہ لیا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس وقت سردی بھی شدید پڑ رہی تھی اس لئے کسی کے باہر ہونے کا امکان کم ہی تھا۔ ریڈ وولف کی کار باہر آ گئی تو لیڈی سمارتا نے گیٹ بند کیا اور گیٹ پر تالا لگا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ زیب کالونی پہنچ گئے۔

''تم جولی کو ہوش میں لے آؤ اور اس سے ان کے معمولات کے بارے میں پوچھو۔ تم نے اس کی آواز کی مشق بھی کرنی ہے۔ ہمیں چند دن فادر جوزف کی کوٹھی پر رہنا ہو گا۔ اس دوران کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے کہ ہم نقلی فادر جوزف اور مسز جوزف ہیں''...... ریڈ وولف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے لیڈی سمارتا سے کہا۔

''ہاں۔ میں سمجھتی ہوں''...... لیڈی سمارتا نے کہا اور پھر اس نے جولی کو بیڈ پر لٹا دیا۔

''ریڈ اس کوٹھی میں تہہ خانے بھی موجود ہیں نا''...... لیڈی سمارتا نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوٹھی حاصل کی ہے۔ اس کوٹھی میں اسلحہ، میک اپ کا سامان، تہہ خانے

اور دیگر ضرورت کا ہر سامان موجود ہے‘‘...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہمارے آنے سے پہلے ہی تمہیں یہ کوٹھی کیسے مل گئی۔ کیا پاکیشیا میں بھی تمہارے لنکس موجود ہیں‘‘...... لیڈی سمارتا نے کہا۔

’’ہمارے یہ لنکس ہمارا آدھے سے زیادہ مشن مکمل کر دیتے ہیں۔ یہ کوٹھی اور کار مجھے راٹسن نے مہیا کی ہے۔ جو کہ پرنس ہوٹل کا مالک اور میرا دوست ہے‘‘...... ریڈ وولف نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ اب جولی اور فادر کو ہوش میں لا کر ان کا تفصیلی انٹرویو کیا جائے‘‘...... لیڈی سمارتا نے ریڈ وولف کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ لیڈی سمارتا نے جیب میں سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور پھر وہ جولی کی طرف بڑھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر جولی کی ناک سے لگایا۔ اس کے بعد اس نے فادر جوزف کے ساتھ بھی یہی عمل دہرایا۔ ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے آثار نظر آنے لگے۔

بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان مارکیٹ سے واپس آ گیا ہے۔ پھر دو تین سیکنڈ کے بعد اسے سلیمان نظر آ گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹوکری اور دوسرے ہاتھ میں اخبار تھا جبکہ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

’’سلیمان۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے‘‘...... عمران نے سلیمان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔ سلیمان ایک گھنٹہ پہلے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ مارکیٹ گیا تھا اور اب پریشان اور غمگین دکھائی دے رہا تھا اور عمران اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ اس ایک گھنٹے میں سلیمان کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔

سلیمان نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اخبار اس کے سامنے رکھا اور خود خاموشی کے ساتھ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے اس انداز نے عمران کو اور زیادہ حیران کر دیا۔ اس نے اخبار

اٹھایا۔ یہ دوپہر کا اخبار تھا۔ پہلے صفحے پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ لیڈنگ نیوز اتنی بری تھی کہ عمران سلیمان سے زیادہ پریشان نظر آنے لگا۔ خبر یہ تھی کہ دارالحکومت کی نواحی بستی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کے پورے محلے کو جلا ڈالا تھا۔ اس کارروائی میں کئی افراد ہلاک ہو گئے تھے اور بہت سے گھر مکمل طور پر راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے۔

عمران خبر پڑھنے کے بعد کافی دیر تک ساکت بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور فلیٹ سے باہر آ گیا۔ نیچے پارکنگ میں پہنچ کر وہ اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا اور پھر اس کی کار کا رخ سراج گوٹھ کی طرف ہو گیا۔ آگ لگائے جانے کی یہ خبر سراج گوٹھ ہی کی تھی۔ سراج گوٹھ میں کرسچن کمیونٹی کا ایک پورا محلہ آباد تھا اور معاشی طور پر یہ محلہ غریب تھا۔

تقریباً پچاس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عمران سراج گوٹھ پہنچ گیا۔ سراج گوٹھ کی فضا سوگوار تھی۔ عمران کرسچن محلے میں پہنچا تو اسے آہ و بکا کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران کو کئی مکان جلے ہوئے دکھائی دیئے۔ چند جھونپڑی نما مکان تو جل کر خاکستر ہو چکے تھے۔ اس محلے میں پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ عمران کی کار کو بھی روک لیا گیا۔

''سر۔ آگے جانا منع ہے''...... ایک اے ایس آئی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ آگے سے ہٹو''...... عمران نے بھی کرخت لہجے میں کہا تو وہ فوراً ہی عمران کے لہجے سے متاثر ہو گیا۔ وہ ابھی ہٹ ہی رہا تھا کہ انسپکٹر جلال وہاں آ گیا۔ انسپکٹر جلال سوپر فیاض کا ماتحت تھا اور عمران کو نہ صرف سوپر فیاض کے دوست کے حیثیت سے بلکہ سرعبدالرحمٰن کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے بھی جانتا تھا اور یہ دونوں حیثیتیں اس کے لئے بہت تھیں اس لئے عمران کی کار کے قریب آ کر اس نے عمران کو سلیوٹ کیا۔ اس نے سلیوٹ کیا تو وہاں موجود تمام پولیس ملازمین نے بھی عمران کو سلیوٹ کیا۔ ان سلیوٹ کرنے والوں میں اے ایس آئی بھی شامل تھا۔

''سر۔ یہاں بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہے''...... انسپکٹر جلال نے کہا تو عمران کار سے نیچے اتر آیا۔

''اسی سانحہ کی خبر پڑھ کر تو میں آیا ہوں۔ سوپر فیاض کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ کچھ دیر پہلے تک تو یہاں تمام اعلیٰ افسران موجود تھے۔ آپ کے والد صاحب بھی موجود تھے۔ پھر ضروری کارروائی کے بعد اعلیٰ افسران چلے گئے ہیں۔ سوپر صاحب لاشوں اور زخمیوں کو لے کر ہسپتال گئے ہیں''...... انسپکٹر جلال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں ذرا یہاں کا جائزہ لے لوں، پھر سوپر فیاض کی طرف جاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... انسپکٹر جلال نے کہا تو عمران اس کے

ساتھ آگے بڑھا۔ وہ تقریباً دس منٹ تک اس محلے کا جائزہ لیتا رہا۔ عورتوں کی آہ و بکا اور بچوں کی چیخ و پکار سے دل دہل رہا تھا۔ دس منٹ بعد عمران نے انسپکٹر جلال سے اجازت لی اور واپس دارالحکومت آ گیا۔ دارالحکومت پہنچ کر اس کی کار کا رخ سنٹرل انٹیلی جنس کی عمارت کی طرف ہوگیا۔ جیسے ہی وہ سوپر فیاض کے آفس پہنچا اردلی اسے دیکھ کر بینچ سے کھڑا ہو گیا۔

''السلام وعلیکم چھوٹے صاحب''...... سوپر فیاض کے اردلی نے عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کیسے ہیں بابا آپ''...... عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

''اللہ کا کرم ہے چھوٹے صاحب۔ اللہ آپ کو خوش رکھے''۔ اردلی نے عمران کو دعا دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ بابا۔ آپ کے صاحب موجود ہیں اندر''...... عمران نے اردلی سے سوپر فیاض کے بارے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ چند منٹ پہلے ہی آئے ہیں''...... اردلی نے کہا تو عمران آفس میں داخل ہوگیا۔ جیسے ہی عمران آفس میں داخل ہوا۔ سوپر فیاض نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس وقت سوپر فیاض کے سامنے چھ افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شکل وصورت سے مولوی صاحب نظر آ رہا تھا۔

''اوہ۔ عمران تم۔ آؤ۔ آؤ''...... سوپر فیاض نے عمران کو دیکھتے

ہی کہا۔ وہ بھی ذہنی طور پر اپ سیٹ لگ رہا تھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے فیاض''...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض کے سامنے بیٹھ گیا۔

''یہ دو افراد کرسچن ہیں اور یہ چار افراد مسلمان ہیں۔ یہ جو شخص باریش نظر آ رہا ہے یہ سراج گوٹھ کی مسجد کا پیش امام ہے۔ اس سانحے میں دونوں اطراف سے بہت سے لوگ ملوث ہیں۔ فی الحال یہ چار افراد گرفتار ہوئے ہیں۔ باقی بھی گرفتار ہو جائیں گے''...... سوپر فیاض نے عمران سے کہا۔

''مولوی صاحب۔ آپ بتائیں۔ یہ سانحہ کیسے پیش آیا''۔ عمران نے پیش امام صاحب سے پوچھا۔

''میں کچھ نہیں جانتا صاحب۔ میں تو رات بارہ بجے سویا۔ صبح شور سن کر میری آنکھ کھلی۔ میں نے اپنے گھر سے باہر نکل کر دیکھا تو کرسچن محلے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ یہ پولیس والے نجانے مجھے کیوں پکڑ کر لے آئے ہیں''...... پیش امام صاحب نے رونے والے لہجے میں کہا۔

''تم بہت معصوم اور بھولے ہو۔ میں تمہاری معصومیت اور بھولپن ایک منٹ میں ختم کر دوں گا''...... سوپر فیاض نے گرجتے ہوئے کہا تو پیش امام صاحب سہم سے گئے۔

''مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... پیش امام صاحب نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے پیش امام کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے پوچھا۔

''میرا نام رحمت الٰہی ہے جناب''...... اس شخص نے عمران سے کہا۔ وہ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔

''تم نے زندہ انسانوں کو جلا ڈالا ہے۔ یہ رحمت والا کام کیا ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں صاحب۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا''...... رحمت الٰہی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے نہیں کیا تو پھر کس نے کیا ہے۔ یہی تو ہم پوچھ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جناب میں بھی سویا ہوا تھا کہ سپیکر کی آواز سن کر میری آنکھ کھلی۔ مسجد کے سپیکر میں اعلان ہو رہا تھا کہ عیسائیوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ہے اور قرآن پاک کے مقدس اوراق ان کی گلیوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ لہٰذا غیرت مند مسلمان کلام پاک کی بے حرمتی کا بدلہ لینے کے لئے فوراً کرسچن محلے میں پہنچ جائیں''...... رحمت الٰہی نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔

''پھر تم مٹی کا تیل یا پٹرول لے کر فوراً کرسچن محلے میں پہنچ گئے اور دیگر افراد کے ساتھ مل کر تم نے بھی کرسچن محلے کو آگ لگا دی''...... سوپر فیاض نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جناب۔ یہ تو سچ ہے کہ میں فوراً ہی کرسچن محلے کی طرف

دوڑا۔ میرے ساتھ اور بھی کئی لوگ تھے۔ لیکن ہم سب خالی ہاتھ تھے۔ کسی کے پاس تیل یا پٹرول نہیں تھا۔ جب ہم کرسچن کالونی پہنچے تو کئی گھروں میں آگ لگی ہوئی تھی اور قرآن پاک کے اوراق گلیوں میں اڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ہم فوراً ہی اوراق اٹھانے لگے''...... رحمت الٰہی نے کہا۔

''تم میں سے کسی نے آگ بجھانے کی کوشش نہیں کی''۔ عمران نے رحمت الٰہی سے پوچھا۔

''ہم ابھی اوراق اٹھا رہے تھے کہ ہم پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ہم بوکھلا گئے۔ ہم میں سے کئی لوگ زخمی ہو گئے۔ جو شاید اس وقت ہسپتال میں ہیں''...... رحمت الٰہی نے کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے ایک کرسچن سے پوچھا۔

''میرا نام سردار مسیح ہے جناب''...... اس آدمی نے عمران نے کہا۔

''سردار صاحب۔ ان لوگوں پر فائرنگ کس نے کی تھی''۔ عمران نے سردار سے پوچھا۔

''ہم تو افراتفری کا شکار تھے جناب۔ ہمیں نہیں معلوم''۔ سردار مسیح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان پر فائرنگ ہوئی تھی۔ تم نے فائرنگ کی آواز سنی تھی''۔ عمران نے سردار مسیح سے پوچھا۔

''فائرنگ کی آواز تو ہم نے سنی تھی۔ اب یہ معلوم نہیں کہ

فائرنگ مسلمانوں پر ہوئی تھی یا ہم پر"...... سردار مسیح نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ مسلمان ملزمان تو گھبرائے ہوئے لگ رہے تھے لیکن سردار مسیح کے انداز میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں تھی۔

"جناب۔ ہمارے ہاں پولیس کی یہی تو خوبی ہے۔ جن مظلوموں کا مرڈر ہوتا ہے یہ انہی کو پکڑ کر انوسٹی گیشن شروع کر دیتی ہے۔ تازہ مثال سب کے سامنے ہے ہمارے گھر جلا دیئے گئے ہیں۔ ہمارے کئی بہن بھائی زندہ جل گئے ہیں اور پولیس ہمیں پکڑ لائی ہے۔ یہ اندھیر نگری ہے جناب"...... دوسرے کرسچن نے طنزیہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کو غصہ آ گیا۔

"اوئے رحمت جان۔ تم ہم سے زیادہ انوسٹی گیشن کے طریقے جانتے ہو"...... سوپر فیاض نے غصے میں کہا۔

"تم اس وقت پولیس کی تحویل میں نہیں ہو بلکہ انٹیلی جنس کی زیر تفتیش ہو اور یہ محکمہ پولیس سے بڑا بھوت ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہاں اندھیر نگری نہیں ہے۔ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے اس کی ذمہ داری کسی ایک فریق پر عائد نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ سادہ تفتیش ہے۔ یہ یقیناً پاکیشیا کے خلاف سازش ہے۔ پاکیشیا کے دشمن پاکیشیا کی عوام کو ایک دوسرے سے لڑانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اصل ملزمان تک پہنچنا ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ بلاوجہ تو گرفتار نہیں کیا گیا ہو گا"۔ عمران نے رحمت جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر رحمت جان نے

عمران کے سوال کا جواب نہ دیا۔

"فیاض۔ انہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے"...... جب رحمت جان نے جواب نہ دیا تو عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

"ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ پچھلے چند دنوں سے اپنے محلے میں مسلمانوں کے خلاف بول رہے تھے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تم نے سن لیا کہ تمہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کس کے کہنے پر لوگوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بو رہے تھے"...... عمران نے رحمت جان سے کہا۔

"فادر جوزف ہمیں مسلمانوں کے خلاف سبق دیتے اور ہم یہ سبق اپنے محلے میں پھیلا رہے تھے"...... سردار مسیح اور رحمت جان چند لمحوں تک خاموش رہے، پھر سردار مسیح نے عمران سے کہا۔

"فادر جوزف کا تعلق کس چرچ سے ہے"...... عمران نے سردار مسیح سے پوچھا۔

"چرچ آف پاکیشیا۔ کنڈل روڈ سے"...... سردار مسیح نے جواب دیا تو عمران نے سوپر فیاض کی طرف دیکھا۔ سوپر فیاض نے فوراً ہی گھنٹی بجائی تو اس کا اردلی اندر آ گیا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے سلام بھی کیا۔

"انسپکٹر رفیق کو بلاؤ"...... سوپر فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اردلی واپس چلا گیا۔

"مولوی صاحب۔ آپ یہ بتائیں کہ مسجد میں کس نے اعلان

کیا تھا کہ عیسائیوں نے کلام پاک کی بے حرمتی کی ہے''...... عمران نے پیش امام صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے بتایا تو ہے کہ میں رات کو ایسا سویا کہ صبح اس ہنگامے کی وجہ سے میری آنکھ کھلی''...... پیش امام صاحب نے کہا۔

''کچھ کیوں نہیں جانتا۔ جناب یہ سب کچھ جانتا ہے۔ دو دن پہلے اس نے مجھ سے کہا کہ تم لوگ ہمارے کلام کی بے حرمتی کر رہے ہو اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا''...... رحمت جان نے کہا۔

''میں نے تم سے کہا۔ استغفراللہ۔ اب تو لوگ منہ پر جھوٹ بولنے لگے ہیں۔ جناب۔ یہ مجھے پھنسانے کی خاطر ایسا کہہ رہا ہے۔ میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی''...... پیش امام صاحب نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا انسپکٹر رفیق کمرے میں داخل ہوا اور اس نے سلام کیا۔

''رفیق ۔تم کنڈل روڈ کے چرچ چلے جاؤ اور وہاں سے فادر جوزف کو نہایت ہی عزت و احترام سے لے آؤ''...... سوپر فیاض نے انسپکٹر رفیق سے کہا۔

''اوکے سر''...... انسپکٹر رفیق نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ آفس سے باہر نکل گیا۔

''مولوی صاحب۔ سپیکر کے مائیک وغیرہ الماری میں تالے لگا کر رکھے جاتے ہیں۔ آپ کی مسجد میں بھی لازماً مائیک ہی ہوتا ہو

۔ اب آپ بتائیں کہ کیا مسجد کے دروازے کا تالا اور الماری کا لا ٹوٹا ہوا تھا''...... عمران نے پیش امام سے پوچھا۔

''اس افراتفری کی وجہ سے مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں رہا''۔ لوی صاحب نے کہا۔

''آپ بھی جاگنے کے بعد کرسچن کالونی کی طرف گئے تھے''۔ ران نے امام صاحب سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں بھی اس طرف بھاگا تھا۔ لیکن میں ابھی راستہ ں تھا کہ لوگ دوڑتے ہوئے واپس آ رہے تھے۔ وہ سب بے حد فزدہ تھے۔ لہٰذا میں بھی خوفزدہ ہو گیا اور میں واپس اپنے گھر آ یا''...... امام صاحب نے کہا۔

''مولوی صاحب یہ واقعہ کس وقت کا ہے''...... عمران نے امام احب سے پوچھا۔

''فجر کی اذان سے چند منٹ پہلے کا ہے یہ واقعہ''...... پیش امام احب نے کہا۔

''پھر آپ نے فجر کی اذان دی اور فجر کی نماز پڑھائی''۔ عمران نے پیش امام صاحب سے کہا۔

''اذان دینے کے لئے تو مؤذن آتا ہے جو شاید اس ہنگامے ی وجہ سے آج نہیں آیا اس لئے میں نے خود ہی اذان دی لیکن ج نماز پڑھنے کوئی بھی نہیں آیا اس لئے میں نے تنہا ہی نماز ادا ی''...... پیش امام صاحب نے کہا۔

''فیاض تم نے مؤذن کو شامل تفتیش نہیں کیا''...... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''وہ نہیں ملا۔ جیسے ہی نظر آیا اسے بھی گرفتار کر لیا جائے گا''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''جناب۔ میں تھک گیا ہوں۔ کیا میں بیٹھ جاؤں''...... پیش امام صاحب نے عمران سے پوچھا۔

''اوئے۔ تم یہاں مذہبی سکالر کی حیثیت سے نہیں، ایک ملزم کی حیثیت سے آئے ہو اور جس طرح دوسرے ملزم کھڑے ہوئے ہیں تم بھی اس طرح کھڑے رہو''......سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

''فیاض۔ امام صاحب سے اس لہجے میں تو بات نہ کرو''۔ عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

''تم نہیں جانتے امام صاحب کو۔ سراج گوٹھ کے مکینوں نے بتایا ہے کہ یہ امام صاحب کرسچن کمیونٹی کے خلاف مسلمانوں کو بھڑکاتے رہتے تھے اور یہ جو اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے۔ یہ انہی کی باتوں کی وجہ سے ہوا ہے''...... سوپر فیاض نے پیش امام صاحب کو گھورتے ہوئے کہا۔

''جناب نہ یہ لوگ قرآن کی بے حرمتی کرتے اور نہ ان کے خلاف یہ کارروائی ہوتی''...... رحمت الٰہی نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس کے بات کرنے کا انداز جرأت مندانہ تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے اس کارروائی میں حصہ لیا ہے''۔ عمران نے رحمت الٰہی سے کہا۔

''نہیں جو کچھ میں نے پہلے کہا ہے وہی سچ ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ آگ کس نے لگائی۔ اتنے لوگوں کی ہلاکت کا ہمیں بھی دکھ ہے۔ ان لوگوں سے ہماری دوستیاں اور میل جول ہیں۔ کئی کرسچن آدمی میرے دوست ہیں۔ میں ان کی شادیوں میں گیا ہوں۔ وہ ہماری شادیوں میں آتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں لیکن انہوں نے جو حرکت کی اس حرکت کی انہیں سزا مل گئی''...... رحمت الٰہی نے کہا

''یہ سب غلط باتیں ہیں جناب۔ ہمارے محلے کا کوئی فرد یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایسی حرکت کرے گا۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ اگر ہماری طرف سے ایسی کوئی حرکت ہوئی تو اس سے ملک میں انتشار پھیلے گا۔ ملک میں بد امنی اور انتشار ہو گا تو اس سے ملکی ترقی رک جائے گی۔ جناب ہم پاکیشیائی ہیں۔ محبِ وطن پاکیشیائی، پرامن پاکیشیائی۔ ہمیں نہ صرف اپنے وطن سے محبت ہے بلکہ ہم دوسرے مذاہب کا احترام بھی کرتے ہیں۔ مسلمان تو کیا ہم ہندو اور سکھوں کے مذہبی جذبات کو بھی مجروح نہیں کر سکتے''...... رحمت جان نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''رحمت صاحب۔ ہر جگہ اور ہر قوم میں اچھے اور برے لوگ تو ہوتے ہیں۔ نیکی اور برائی ازل سے ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ لہٰذا

آپ کی طرف چند شرپسند عناصر نے کلام پاک کی بے حرمتی کی ہو گی اور اس طرف سے چند جذباتی افراد نے یہ کارروائی کر ڈالی ہو گی۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ آپ کی طرف سے یہ کارروائی ہوئی ہو اور نہ مسلمانوں کی طرف سے بلکہ یہ پاکیشیا کے دشمنوں کی سازش ہو جو پاکیشیا کو ترقی کرتا اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے“۔ عمران نے رحمت جان سے کہا۔ اسی وقت انسپکٹر رفیق آفس میں داخل ہوا۔ اس نے آفس میں داخل ہوتے ہی سیلوٹ کیا۔

”ہاں رفیق۔ کہاں ہیں فادر جوزف صاحب“...... سوپر فیاض نے انسپکٹر رفیق سے پوچھا۔

”سر۔ فادر جوزف اور ان کی مسز کا مرڈر ہو گیا ہے۔ وہ اپنے گھر میں مردہ پائے گئے ہیں۔ متعلقہ تھانے نے ایف آئی آر درج کر لی ہے اور وہ انوسٹی گیشن کر رہے ہیں“...... انسپکٹر رفیق نے کہا۔

”فیاض۔ فادر جوزف اور ان کی اہلیہ کا قتل اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ تم ان کا کیس بھی اپنے پاس ٹرانسفر کر لو اور انوسٹی گیشن کے بعد جو صحیح صورت حال سامنے آئے مجھے بھی اس سے آگاہ کر دینا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

”عمران۔ دو دن پہلے تم بتا رہے تھے کہ چیف تمہیں اب منہ نہیں لگاتا۔ تم سے کام نہیں لیتا“...... سوپر فیاض نے سنجیدہ لہجے میں

کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”ہاں۔ مگر تم اس وقت یہ بات کیوں کہہ رہے ہو“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں یہ بات بھول گیا تھا۔ میں تمہیں چیف کا نمائندہ ہی سمجھ رہا تھا اس لئے تم نے میرے کام میں مداخلت کی تو میں خاموش رہا۔ اب اگر تم نے میرے کام میں مداخلت کی یا مجھے کوئی ہدایت دینے کی کوشش کی تو میں تمہیں ہتھکڑی لگا دوں گا۔ سمجھے تم“...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یار میں تو دوست سمجھ کر تمہاری مدد کرنے آ گیا تھا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے“...... سوپر فیاض نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ جب مدد کی ضرورت ہو تو بلا لینا۔ میں پانچ دس روپے کی مدد تو کر ہی دوں گا“...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سوپر فیاض کے آفس سے باہر آ گیا۔ پھر چند ہی لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر آ گئی اور اب اس کا ارادہ دانش منزل جانے کا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ آج تو بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہے“...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ میں سراج گوٹھ بھی گیا تھا اور اب فیاض کے آفس سے آ رہا ہوں''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو تفصیل بتا دی۔

''آج آپ نے پولیس والوں کے انداز میں انوسٹی گیشن کی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ کیس بھی تو پولیس اور انٹیلی جنس کا ہے۔ میں تو جذباتی ہو کر فیاض کے آفس پہنچ گیا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ کلام پاک کی بے حرمتی کرسچن کی طرف سے نہیں ہوئی اور نہ ہی مسلمانوں نے کرسچن کالونی کو آگ لگائی ہے۔ یہ پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری سازش ہے۔ جن لوگوں نے فادر جوزف اور ان کی مسز کا قتل کیا ہے وہ لوگ اس سازش میں ملوث ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ پاکیشیا کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہے۔ میں نے فیاض سے بھی کہا ہے کہ وہ فادر جوزف کے قتل پر بھی توجہ دے۔ اب کیونکہ یہ کیس انٹیلی جنس کا ہے لہٰذا سوپر فیاض نے ہی انوسٹی گیشن کرنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ سوپر فیاض جلد ہی اس سازش کے اصل کرداروں تک پہنچ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان مجرموں کو جلد گرفتار ہونا بھی چاہئے ورنہ وہ اس قسم کی مزید کارروائیاں بھی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے

عمران سے کہا۔

''میں نے اگر اس کیس کے سلسلے میں سوپر فیاض سے کوئی بات کی تو وہ مجھے ہتھکڑی لگا دے گا۔ اسے پتہ چل گیا ہے کہ اب سیکرٹ سروس کا چیف بھی مجھے منہ نہیں لگاتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے منہ پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران صاحب۔ سوپر فیاض سے کس نے کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف بھی آپ کو منہ نہیں لگاتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اپنے پاؤں پر کلہاڑی میں نے خود ہی ماری ہے''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوپر فیاض کی فلیٹ آمد اور اس سے دو لاکھ کا چیک بٹورنے کی کہانی بھی بلیک زیرو کو سنا دی۔

''بے چارہ سوپر فیاض۔ آپ تو آپ سلیمان بھی اس بیچارے کو اپنے جال میں پھانس لیتا ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرانے لگا۔

''میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... کچھ دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ اس کے اٹھنے کے چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران موجود ہے''۔

دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سلطان معظم۔ کیا عمران سے کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے اور اس کی گردن زنی کے احکامات آ گئے ہیں''...... عمران نے اس مرتبہ بلیک زیرو کی آواز میں کہا۔

''طاہر۔ یہ تم مجھ سے کس انداز میں بات کر رہے ہو۔ اوہ۔ سمجھ گیا۔تم عمران ہی بول رہے ہو''...... سرسلطان نے پہلے تو غصے سے کہا۔ پھر فوراً ہی ان کا لہجہ نرم ہو گیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ عمران ہی ہے جو طاہر کی آواز میں بول رہا ہے۔

''اب تو سلطان بغیر مشیر کے ہی معاملے کی تہہ تک پہنچنے لگ گئے ہیں''...... عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔تم فوراً میرے آفس آ جاؤ''...... سرسلطان نے کہا۔

''سلطان معظم۔ جان کی امان پاؤں تو ایک عرض کروں''۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جو کچھ بھی کہنا ہے میرے آفس میں آ کر کہہ دینا''۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

''کالا صفر چائے بنا کر لے آیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہوتو میں یہ چائے پینے کے بعد آپ کے دربار میں حاضری دوں''۔ عمران نے کہا کیونکہ واقعی اس وقت بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا تھا۔

''کالا صفر۔ یہ کالا صفر کیا ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کالا صفر یعنی بلیک زیرو۔ سلطان معظم۔ آپ کس سکول میں پڑھتے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''طاہر اگر چائے بنا کر لے آیا ہے تو پھر پی کر ہی آفس آنا''۔ سرسلطان نے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔

''یہ بھی بڑی بات ہے کہ سلطان معظم کی طرف سے چائے پینے کی اجازت مل گئی ہے''...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔ عمران نے کپ اٹھایا اور منہ سے لگا لیا۔

ٹھاکر رام داس اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی ٹیبل پر مختلف کلرز کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ ٹیلی فون سیٹوں کے علاوہ ایک انٹرکام سیٹ بھی ٹیبل پر نظر آ رہا تھا۔ ٹھاکر رام داس چند منٹ پہلے ہی اپنے آفس میں آیا تھا اور اب وہ اخبار پڑھ رہا تھا۔ آفس میں اسے زیادہ کام نہیں ہوتا تھا اس لئے آفس میں بیٹھ کر وہ اخبار پڑھتا تھا یا فارغ بیٹھا رہتا تھا۔ وہ اخبار کی خبریں، کالم، مضامین، فیچر حتیٰ کہ ایڈیٹر ڈاک بھی پڑھتا تھا۔ اب بھی وہ ایک کالم پڑھ رہا تھا کہ سلور کلر کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر اخبار سے نظریں اٹھائیں اور ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔

”یس۔ ٹھاکر رام داس سپیکنگ“...... ٹھاکر رام داس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”ٹھاکر صاحب۔ میں ریڈ وولف بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ ریڈ وولف صاحب آپ“...... ٹھاکر رام داس نے ریڈ وولف کی آواز سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

”لگتا ہے کہ آپ تک خبر نہیں پہنچی۔ آپ ایسا کریں کہ ٹی وی آن کریں اور نیوز چینل دیکھیں۔ میں پانچ منٹ بعد آپ کو دوبارہ فون کرتا ہوں“...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا آپ نے کوئی خاص کارروائی کی ہے“...... ٹھاکر رام داس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ نیوز دیکھیں پھر بات کریں گے۔ گڈ بائی“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کال منقطع ہو گئی۔ ٹھاکر رام داس نے بھی رسیور رکھا اور پھر اُس نے ٹیبل پر رکھا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا لیا۔ کونے میں ٹی وی سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آن کیا۔ ٹی وی آن ہوتے ہی اس کے سامنے ستارا نیوز چینل آ گیا۔

ستارا نیوز چینل پر بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔ جس کے مطابق پاکیشیا کی نواحی بستی سراج گوٹھ میں کرسچن نے کلام پاک کی بے حرمتی کی تھی۔ جس سے مشتعل ہو کر مسلمانوں نے بستی ہی جلا ڈالی تھی جس سے کئی کرسچن ہلاک ہو گئے تھے اور کئی زخمی تھے جبکہ

پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک چرچ کے فادر کو اس کی مسز سمیت گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ دنیا بھر کی حکومتوں نے اس واقعے کی شدید مذمت کی تھی۔ ٹی وی پر اس واقعے کی ویڈیوز بھی دکھائی جا رہی تھیں۔ اس نے چینل تبدیل کیا اور ایک انگلش نیوز چینل لگایا۔ اس چینل پر بھی یہی خبر چل رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے پاکیشیا کے دو چینل لگائے۔ ان دونوں پر بھی یہی خبر چلائی جا رہی تھی۔ اس خبر کو دیکھنے کے بعد ٹھاکر رام داس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ویری گڈ۔ ریڈ وولف۔ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے"۔ ٹھاکر رام داس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے سلور کلر کے ٹیلی فون کی بیل دوبارہ بجنے لگی۔ اس نے ٹی وی کی آواز کم کی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ٹھاکر رام داس سپیکنگ"...... اس نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"خبر پسند آئی ٹھاکر صاحب"...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں ابھی اپنے ملک کے تمام چینلز کو زبانی ہدایت بھجوا دیتا ہوں کہ وہ تجزیہ نگار بلائیں اور گورنمنٹ آف پاکیشیا کے خلاف خوب بولیں"...... ٹھاکر رام داس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھاکر صاحب۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر دوسرے دن ایسے

واقعات پاکیشیا میں عام ہو جائیں گے۔ میں نے مزید تین چار شہروں کی پلاننگ بھی کر لی ہے"...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

"بالکل پلاننگ کرو اور پاکیشیا کو خون میں نہلا دو۔ پاکیشیا میں اتنا خون نظر آئے کہ پاکیشیا ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دے اور ہم سے مدد کی درخواست کرے"...... ٹھاکر رام داس نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھاکر صاحب۔ میں نے اپنے چند اور ساتھی ایکریمیا سے بلوائے ہیں۔ تاکہ یہ کارروائیاں بڑے پیمانے پر ہو سکیں اور اس پہلی کارروائی کے اخراجات اڑھائی کروڑ ڈالرز ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ میرے ایکریمی بینک اکاؤنٹ میں اخراجات کی مد میں مزید اڑھائی کروڑ ڈالرز جمع کرا دیں۔ باقی جیسے جیسے اخراجات ہوتے جائیں گے، میں آپ کو بتاتا جاؤں گا اور رقم آپ سے وصول کرتا جاؤں گا"...... ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

"اخراجات کی فکر مت کرو۔ بس کارروائی ایسی ہی ہونی چاہئے جیسے آج ہوئی ہے"...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

"کارروائی کی بھی فکر نہ کریں ٹھاکر صاحب۔ جیسے آپ آج خوش ہوئے ہیں، ویسے ہی آپ آئندہ بھی خوش ہوں گے"۔ دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

"ریڈ وولف صاحب۔ آپ اس کارروائی کی کچھ تفصیل بتانا

پسند کریں گے۔ تاکہ میں صدر صاحب کو رپورٹ پیش کرتے ہوئے کارروائی کی تمام تفصیل بتاؤں"...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

"کوئی لمبی چوڑی تفصیل نہیں ہے ٹھاکر رام داس صاحب۔ سراج گوٹھ کے کرسچن عبادت کے لئے چرچ آف پاکیشیا کنڈل روڈ آتے ہیں۔ میں نے اس چرچ کے فادر جوزف اور اس کی مسز کو اغوا کیا اور پھر میں نے فادر جوزف کا میک اپ کیا جبکہ میری ایکریمی ساتھی نے مسز جوزف کا۔ اس کے بعد ہم نے کرسچن کمیونٹی میں خوف وہراس پھیلایا کہ مسلمان ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف میں نے سراج گوٹھ کی مسجد کے پیش امام کا ذہن اپنے قابو میں کر لیا۔ میرے پاس ایم سی ڈبل ون موجود ہے۔ اس سے کسی بھی شخص کا دماغ اپنے قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ دماغ میرے قابو میں آ جانے کے بعد پیش امام صاحب نے میری ہدایت پر اپنے لوگوں میں کرسچن کے خلاف باتیں کیں اور انہیں بتایا کہ کرسچن لوگ کلام پاک کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ آج صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے میرے آدمیوں نے سراج گوٹھ کرسچن محلے میں کلام پاک کے چند اوراق ڈال دیئے اور ساتھ ہی میرے ایک اور آدمی نے سراج گوٹھ مسجد کے سپیکر سے اعلان کر دیا کہ کرسچنز نے کلام پاک کی بے حرمتی کی ہے۔ اس اعلان سے مسلمان کافی جوش میں آ گئے لیکن اس کے باوجود مجھے خطرہ تھا کہ کہیں مسلمان میری مرضی کی کارروائی سے گریز نہ کریں

اس لئے میں نے اپنے آدمیوں کو یہ ہدایت بھی کی کہ جیسے ہی مسجد میں اعلان ہو وہ فوراً ہی کرسچن محلے کے گھروں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دیں۔ انہوں نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ اب کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ کارروائی بھی مسلمانوں نے کی ہے کیونکہ چند دنوں سے فادر جوزف ان کے خلاف بول رہے تھے۔ دوسری طرف کرسچن محلے کی طرف جانے والے مسلمانوں پر بھی میرے آدمیوں نے فائرنگ کی جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے اور مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان پر فائرنگ عیسائیوں نے کی ہے"۔ دوسری طرف سے ریڈ وولف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تفصیل بتانے کے بعد اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ ٹھاکر رام داس نے محسوس کیا کہ اس قہقہے میں بھیڑیئے کی غراہٹ بھی شامل تھی۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ ریڈ وولف صاحب۔ آپ اپنی کارروائی جاری رکھیں۔ میں ابھی صدر صاحب کو رپورٹ پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی اڑھائی کروڑ ڈالرز بھی آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہوں"...... ٹھاکر رام داس نے کہا اور پھر اس نے الوداعی کلمات ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کے نمبر پریس کر دیئے۔

"لیس سر"...... اگلے ہی لمحے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"آپ سیکرٹری اطلاعات ونشریات کو ہدایت کر دیں کہ وہ تمام

ٹی وی چینلز کو زبانی ہدایت کریں کہ آج پاکیشیا میں جو واقعہ ہوا ہے۔ اس کے خلاف خوب مہم چلائیں۔ اپنے تجزیہ نگاروں اور ماہرین کو بلائیں۔ گورنمنٹ پاکیشیا کے خلاف زیادہ سے زیادہ باتیں ہونی چاہئے اور دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ واقعہ خود گورنمنٹ آف پاکیشیا نے کیا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے اپنی پی اے کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی سیکرٹری اطلاعات ونشریات کو آپ کا پیغام دے دیتی ہوں''...... پی اے نے کہا تو ٹھاکر رام داس نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور سلور کلر کے ٹیلی فون سیٹ کا رسیور اٹھا کر پریذیڈنٹ آفس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس سر۔ پریذیڈنٹ آفس''...... دوسری طرف سے صدر کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''میں ٹھاکر رام داس بول رہا ہوں۔ جناب صدر سے بات کرائیں''...... ٹھاکر رام داس نے بارعب لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ چند سیکنڈ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس ٹھاکر صاحب۔ کیسے فون کیا آپ نے''...... چند لمحوں بعد کافرستانی صدر کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ پاکیشیا میں آج ایک اہم واقعہ ہوا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے اس کی خبر مل گئی تھی اور میں نے نیوز چینل پر خبر دیکھی ہے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ میں نے سیکرٹری اطلاعات ونشریات کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس خبر کو فوکس کریں اور پاکیشیا کے خلاف خوب پروپیگنڈا کریں''...... ٹھاکر رام داس نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''چند منٹ پہلے میں نے بھی سیکرٹری اطلاعات ونشریات کو ہدایت بھجوائی ہے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ یہ کارروائی ہمارے ہائر کردہ سیکرٹ ایجنٹ ریڈ وولف نے کی ہے۔ اس نے مجھے ابھی فون کر کے تفصیلات سے آگاہ کیا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا۔ ہم ریڈ وولف کی کارروائی سے مطمئن اور خوش ہیں۔ اس نے ہماری مرضی کے مطابق کام کیا ہے''...... صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ ریڈ وولف کہہ رہا تھا کہ اس کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ ان اخراجات کی مد میں وہ مزید اڑھائی کروڑ ڈالرز مانگ رہا ہے''...... ٹھاکر رام داس نے مؤدبانہ لہجے کہا۔

''آپ اسے اڑھائی کروڑ ڈالرز بھجوا دیں۔ اس میں پریشانی کی کون سی بات ہے''...... صدر نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی اسے اڑھائی کروڑ ڈالرز بھجوا دیتا ہوں''۔ ٹھاکر رام داس نے کہا۔

"یہ اڑھائی کروڑ ڈالرز آپ کس فنڈ سے بھجوائیں گے"۔ صدر صاحب نے ٹھاکر رام داس سے پوچھا۔

"سر۔ ہمارا ایک ہی تو خفیہ فنڈ ہے اور یہ فنڈ ہم پاکیشیا کے خلاف سرگرمیوں پر خرچ کرتے ہیں اور اس فنڈ کا کوئی آڈٹ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ آپ کا صوابدیدی فنڈ ہے"...... ٹھاکر رام داس نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے صدر صاحب کی آواز سنائی دی اور کال منقطع ہوگئی۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور رکھ دیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنی پی اے کے نمبر پریس کئے۔

"یس سر"...... پہلی ہی بیل کے بعد ٹھاکر رام داس کی پی اے نے رسیور اٹھا لیا۔

"سیکرٹری خزانہ کو میرے آفس پہنچنے کی ہدایت کرو"...... ٹھاکر رام داس نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"اوکے سر"...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو ٹھاکر رام داس نے رسیور رکھ دیا۔ کافرستان کا ایک انتہائی خفیہ فنڈ تھا اور اس فنڈ کی تمام رقم پاکیشیا مخالف سرگرمیوں میں خرچ ہوتی تھی۔ اس فنڈ سے حکومت کے صرف چند افراد واقف تھے۔ جن میں صدر، صدر کا مشیر خاص ٹھاکر رام داس اور سیکرٹری خزانہ شامل تھے۔ اب ٹھاکر رام داس نے سیکرٹری خزانہ کو یہی ہدایت کرنی تھی کہ وہ اڑھائی کروڑ ڈالرز ایک ایکریمی بینک اکاؤنٹ میں جمع کرا دے۔

"چائے تو تم پی آئے ہو اس لئے میں تمہیں چائے نہیں پلاؤں گا"...... سر سلطان نے عمران سے کہا۔ عمران ابھی سر سلطان کے آفس پہنچا تھا۔ سلام دعا کے بعد جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا، سر سلطان اس سے مخاطب ہوئے۔

"آپ کی بہت نوازش ہے سلطان معظم"...... عمران نے سر کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے کہا۔ سر سلطان نے بیل بجائی تو فوراً ہی چپڑاسی اندر آ گیا۔

"دو ایپل جوس کے گلاس لے آؤ"...... سر سلطان نے چپڑاسی سے کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

"آج پاکیشیا میں جو سانحہ ہوا ہے۔ اس کی اطلاع تو تمہیں مل چکی ہو گی"...... سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں سراج گوٹھ سے بھی ہو آیا ہوں اور اس سلسلے

میں سوپر فیاض سے بھی ملا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا واقعی یہ وہاں کے مکینوں کا آپس کا جھگڑا ہے''...... سرسلطان نے پوچھا۔

''انکل۔ پاکیشیا میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوتے ہیں ان میں عموماً غیر ملکی ہاتھ ملوث ہوتے ہیں اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن اب جو بات ہمارے علم میں آئی ہے۔ اس کے مطابق فادر جوزف اور سراج گوٹھ کے مسجد کے پیش امام اس واقعہ کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ فادر جوزف کا تو مرڈر ہو چکا ہے اور پیش امام صاحب سوپر فیاض کی تحویل میں ہیں''۔ سرسلطان نے کہا اور اسی وقت چپڑاسی ایپل جوس بھی لے آیا۔ اس نے ایک ایک گلاس ان دونوں کو دیا اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''کیا بات آپ کے علم میں آئی ہے''...... عمران نے کہا اور جوس سپ کرنے لگا۔

''ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ پچھلے پانچ دن سے فادر جوزف اور پیش امام صاحب اپنے اپنے لوگوں میں بہت ہی غلط باتیں پھیلا رہے تھے۔ ایسی باتیں جس سے نفرت بڑھتی ہے''۔ سرسلطان نے کہا۔

''پچھلے پانچ دنوں سے ان دونوں نے اچانک یہ باتیں شروع کر دیں۔ اس سے پہلے یہ لوگ ایسی باتیں نہیں کرتے تھے''۔ عمران

نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس سے قبل یہ لوگ نفرت پھیلانے والی باتیں نہیں کرتے تھے۔ فادر جوزف تو محبت کا درس دیا کرتے تھے جبکہ پیش امام صاحب بھی دینی اور اخلاقی باتیں ہی کرتے تھے''...... سرسلطان نے کہا۔

''حیرت ہے۔ ایک ساتھ ان میں تعصب اور نفرت کیسے پیدا ہو گئی''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اسی بات پر مجھے حیرت ہو رہی ہے اور مجھے شک ہے کہ پاکیشیا دشمن عناصر نے انہیں بھاری رقوم دے کر خرید نہ لیا ہو''۔ سرسلطان نے کہا۔

''آپ کی بات قابل غور ہے انکل اور میرا خیال ہے کہ ان دونوں کے بینک اکاؤنٹس چیک کئے جائیں۔ اگر پچھلے آٹھ دس دنوں میں یا ایک دو مہینوں میں ان کے اکاؤنٹس میں غیر معمولی رقم جمع ہوئی ہے تو پھر تو آپ کی بات کنفرم ہو جائے گی اور آپ سوپر فیاض کی اچھی خاصی مدد کر سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیس سیکرٹ سروس کا نہیں ہے، انٹیلی جنس کا ہی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طور پر اس سلسلے میں کام کرو۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ کیس سوپر فیاض کے بس کا نہیں ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''میں آپ کو اپنا بزرگ سمجھتا ہوں اور آپ مجھ سے کوئی دشمنی

نکالنا چاہتے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... سرسلطان نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

''سوپر فیاض نے مجھے صاف صاف دھمکی دے دی ہے کہ اگر میں نے اس کے کام میں مداخلت کی تو سرکاری امور میں مداخلت کے جرم میں وہ مجھے ہتھکڑی لگا دے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سرسلطان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اب تم مذاق بھی اتنے سنجیدہ انداز میں کرتے ہو کہ دوسروں کی جان نکل جاتی ہے''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اسے مذاق سمجھ رہے ہیں۔ سوپر فیاض کی ایک عرصہ سے خواہش ہے کہ مجھے ہتھکڑی لگائے''...... عمران نے کہا۔

''سوپر فیاض بہت حوصلے والا انسان ہے۔ ورنہ تم اسے جتنا زچ کرتے ہو اگر کوئی کم حوصلے والا ہوتا وہ کب کا خودکشی کر چکا ہوتا''...... سرسلطان نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرانے لگا۔

''آج آپ سوپر فیاض کے گن گا رہے ہیں۔ خیریت تو ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو اس بچارے پر ترس آتا ہے۔ اتنا بڑا آفیسر ہو کر بھی تمہاری انگلیوں کے اشاروں پر ناچتا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''اب آپ تو مجھے مسلسل شرمندہ کئے جا رہے ہیں''...... عمران

نے مصنوعی شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ سوری۔ عمران بیٹے میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں تھا''۔ سرسلطان نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب ان باتوں کو چھوڑیں اور مجھے یہ بتائیں کہ فادر جوزف کی پوسٹ مارٹم رپورٹ آ گئی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی تو رپورٹ نہیں آئی۔ میں پتہ کرتا ہوں''۔ سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگے جبکہ عمران نے آنکھیں بند کر کے اپنا سر کرسی سے ٹکا دیا۔

''عمران بیٹے۔ تم کس سوچ میں ڈوبے ہوئے ہو''...... عمران کو سرسلطان کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

''جی ہاں۔ میں آج ہی کے واقعے کے بارے میں سوچ رہا تھا اور میرا دل کہتا ہے کہ یہ ہمارے خلاف کوئی گہری سازش ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تمہاری بات بالکل درست لگ رہی ہے۔ فادر جوزف کی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ یہ بتا رہی ہے کہ فادر جوزف پانچ دن مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد قتل ہوئے ہیں''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بری طرح اچھل پڑا۔

''اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ پچھلے پانچ دنوں میں ان کی جگہ کسی اور نے لے رکھی تھی''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”پوسٹ مارٹم سے تو یہی بات ظاہر ہو رہی ہے“...... سرسلطان نے کہا۔

”پھر یہ عام مجرموں کا کام نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں کہ یہ کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کر دیں۔ سیکرٹ سروس اس معاملے کو دیکھ لے گی“...... عمران نے کہا تو سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”او کے۔ میں یہ کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کرا دیتا ہوں اور اب مجھے یقین ہے کہ ہم بہت جلد دنیا کے سامنے پاکیشیا کے خلاف اس بڑی سازش کو بے نقاب کر دیں گے“...... سرسلطان نے کہا۔

”اوکے۔ میں اب فادر جوزف کے گھر سے اپنی انوسٹی گیشن کا آغاز کرتا ہوں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سرسلطان سے مصافحہ کیا اور ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار کنڈل روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ بہت جلد وہ کنڈل روڈ پر موجود چرچ آف پاکیشیا پہنچ گیا۔ چرچ پر پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی۔ اس نے اپنی کار چرچ کے قریب روکی تو دو تین پولیس اہلکار اس کے قریب آ گئے۔

”جناب۔ آپ گاڑی یہاں پارک نہ کریں“...... ایک سپاہی نے تحکمانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

”وہ کیوں“...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ افسران بالا کا حکم ہے“...... سپاہی نے پہلے سے سخت

لہجے میں کہا۔

”کون کون سے افسران بالا کا“...... عمران نے بدستور معصوم لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا۔ بس تمہیں کہہ دیا ہے۔ تم گاڑی یہاں پارک نہ کرو۔ یہاں قتل ہو گیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ قتل تمہارے ذمہ لگ جائے“...... سپاہی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کار سے نیچے اتر آیا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ گاڑی یہاں پارک نہ کرو اور تم کار سے نیچے اتر آئے ہو“...... سپاہی نے سخت لہجے میں کہا۔

”اس وقت تمہارا سب سے بڑا افسر کون ہے“...... عمران نے یکدم سنجیدہ لہجے میں کہا تو سپاہی بے اختیار چونک پڑا۔

”بڑے افسر صاحب۔ وہ چوہدری صاحب ہیں“...... سپاہی نے عمران کے انداز سے بوکھلا کر کہا اور اس نے ایک طرف اشارہ کیا۔ عمران نے ادھر دیکھا تو ایک اے ایس آئی کرسی پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بوتل اور دوسرے ہاتھ میں برگر تھا۔

”بلاؤ اسے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سپاہی دوڑ کر اے ایس آئی کی طرف گیا۔ اے ایس آئی کے قریب پہنچ کر اس نے جھک کر کوئی بات کی تو اے ایس آئی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر وہ اٹھ کر عمران کے قریب آیا۔ وہ اتنا موٹا تھا کہ بمشکل چل رہا تھا۔

''جناب آپ کون صاحب ہیں''...... اے ایس آئی نے عمران سے نرم لہجے میں پوچھا۔

''تمہیں کس احمق نے پولیس میں بھرتی کیا ہے۔ اگر تمہیں چور کے پیچھے بھاگنا پڑ جائے تو کیا تم بھاگ سکو گے۔ چور تو کیا تم تو بھاگ کر اپنے پانچ سال کے بچے کو بھی نہیں پکڑ سکتے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''بس جناب۔ کچھ موٹاپا چڑھ آیا ہے۔ میں اسے کم کر لوں گا''...... اے ایس آئی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈیوٹی کے دوران بیٹھ کر برگر اور بوتلیں پیئو گے تو تمہارا یہی حال ہو گا۔ میں تمہارے ایس ایس پی کو بلا کر تمہاری صورت اسے دکھاتا ہوں اور اس سے پوچھتا ہوں کہ کیا پولیس اہلکار ایسے ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں سے موبائل فون نکال لیا۔ اے ایس آئی کا رنگ زرد پڑ گیا۔

''سس۔ سس۔ سر معاف کر دیں۔ صرف ایک موقع دے دیں۔ میں فاقے کروں گا، دوائیں کھاؤں گا اور ورزشیں کروں گا۔ میں آٹھ دس دن میں ہی آپ کو سمارٹ ہو کر دکھاؤں گا سر۔ صرف ایک موقع اور دے دیں''...... اے ایس آئی نے ہکلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کے سامنے ہاتھ بھی باندھ دیئے۔

''یہ جو تم برگر کھا رہے تھے اور بوتل پی رہے تھے کیا یہ تم اپنی کمائی سے کھا پی رہے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''مم۔ میں پیسے دوں گا سر۔ میں خود پیسے دوں گا سر''...... اے ایس آئی نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں چرچ کے منتظمین سے ملنے چرچ کے اندر جا رہا ہوں اس دوران تم نے یہاں کھڑے ہو کر ڈیوٹی دینی ہے۔ ڈیوٹی کے دوران بیٹھ جاتے ہو اس لئے تو تمہارا یہ حال ہو گیا ہے۔ چل بھی نہیں سکتے تم۔ ایڈیٹ''...... عمران نے بالکل افسران کے انداز میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور پھر وہ چرچ کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ گیٹ پر بھی ایک پولیس اہلکار کھڑا تھا۔ وہ اے ایس آئی کو ڈانٹ پڑتے دیکھ رہا تھا اس لئے جیسے ہی عمران اس کے قریب گیا اس نے زور سے عمران کو سیلوٹ کیا۔

''تم چرچ کے منتظم کو جانتے ہو''...... عمران نے گیٹ پر کھڑے پولیس اہلکار سے پوچھا۔

''یس سر۔ مسٹر داؤد جان اس چرچ کے خادم ہیں''...... سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے بلاؤ۔ مجھے اس سے ملنا ہے''...... عمران نے سپاہی سے کہا تو اس نے بلند آواز میں داؤد جان کو پکارا۔ چند لمحوں بعد ایک چالیس پینتالیس سال کا شخص گیٹ پر آ گیا۔ اس نے غور سے عمران کو دیکھا۔

''مسٹر داؤد۔ یہ بہت بڑے افسر ہیں اور یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں''...... سپاہی نے داؤد جان سے کہا۔

”آیئے سر“...... داؤد جان نے کہا تو عمران اس کے ساتھ چرچ میں داخل ہو گیا۔ چرچ کے احاطے میں ایک طرف پانچ چھ کمرے تھے اور برآمدہ بنا ہوا تھا۔ جبکہ ان کمروں سے چند قدم آگے چرچ کی اصل عمارت تھی۔ داؤد جان، عمران کو ساتھ لئے کمروں کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں پہلے عبادت گاہ دیکھوں گا“...... عمران نے کہا تو داؤد جان نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں اصل چرچ کی طرف بڑھے۔ دروازے پر پہنچ کر داؤد جان نے جوتے اتارے تو عمران نے بھی جوتے اتار دیئے۔ جوتے اتارنے کے بعد وہ دونوں عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ عبادت گا ہ کی دیواروں پر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے حواریوں کی خیالی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ یہ تصاویر مختلف روایات و کہانیاں بیان کر رہی تھیں۔ ایک کونے میں شیشے کے شوکیس پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کے بت رکھے ہوئے تھے۔ دوسرے کونے پر ڈھولکیاں اور ہارمونیم بھی رکھے ہوئے تھے۔ فرش پر انتہائی قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔

”فادر جوزف کہاں بیٹھ کر دعا کرتے تھے“...... عمران نے داؤد سے پوچھا تو اس نے بتوں کی طرف اشارہ کیا۔

”فادر جوزف حضرت عیسیٰؑ اور مقدس مریمؑ کے بتوں کے قریب کھڑے ہو کر دعا کرتے اور درس دیا کرتے تھے“...... داؤد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ کہیں چل کر بیٹھتے ہیں۔ مجھے فادر جوزف کے بارے میں چند باتیں کرنی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”آیئے“...... داؤد نے کہا اور پھر وہ عبادت گاہ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران بھی اس کے ساتھ چلتا ہوا باہر آ گیا۔

”سر۔ کیا آپ پہلی بار کسی چرچ میں آئے ہیں“...... داؤد نے عبادت گاہ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ جب میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا تو اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ کبھی کبھی چرچ چلا جایا کرتا تھا۔ خاص طور پر کرسمس کے موقع پر تو ضرور جاتا تھا۔ کیک بھی کھاتا تھا اور اپنے دوستوں کو وش بھی کرتا تھا“...... عمران نے داؤد سے کہا۔

”کیا آپ ہمارے ساتھ کھانے پینے میں قباحت محسوس نہیں کرتے“...... داؤد نے پوچھا۔

”نہیں۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیر مسلموں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے۔ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے۔ وہ بیمار ہو جاتے تو ان کی مزاج پرسی کو جاتے۔ آپ پر امن اور شریف غیر مسلموں سے بھی محبت رکھتے تھے۔ تو پھر میں کیوں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ جاؤں“۔ عمران نے کہا۔

”سر۔ یہ باتیں ہم نے پڑھی ہوئی ہیں۔ ہم نے آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی کئی کتابیں بھی پڑھی ہیں

لیکن۔ معاف کیجئے گا آپ مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل نہیں کرتے''...... داؤد جان نے کہا۔ اس دوران وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ جسے ڈرائینگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں پہنچ کر داؤد جان نے عمران کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی صوفے پر بیٹھ گیا۔

''آپ ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پئیں گے''...... داؤد جان نے عمران سے پوچھا۔

''ضرور پیئوں گا۔ میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ میں کرسمس کیک بھی بہت شوق سے کھاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر داؤد جان اٹھا اور ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کی واپسی ہو گئی۔

''آپ شکوہ کر رہے تھے کہ ہم مسلمان اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل نہیں کرتے''...... عمران نے داؤد جان سے کہا۔

''جی ہاں۔ کیا میں نے غلط شکوہ کیا ہے''...... داؤد جان نے عمران سے کہا۔

''تقریباً۔ اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ چند افراد کی برائیاں زیادہ نظر آتی ہیں جبکہ زیادہ لوگوں کی اچھائیاں دوسروں کو نظر نہیں آتیں''...... عمران نے کہا۔ داؤد نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ایک بزرگ خاتون ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی

جس نے ایک ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ ٹرے میں چائے کے برتن اور کیک رکھا ہوا تھا۔ داؤد نے اٹھ کر بزرگ خاتون سے ٹرے لے لی۔

''مدر۔ اب آپ جائیں''...... داؤد نے بزرگ خاتون سے کہا تو وہ چلی گئی۔ داؤد جان نے چائے بنائی اور ایک کپ عمران کی طرف بڑھایا۔ ساتھ ہی اس نے کیک بھی عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''مدر کے آنے سے پہلے میں یہ کہہ رہا تھا کہ آج کی کارروائی کے بارے میں آپ کیا کہیں گے''...... داؤد نے کہا۔

''آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کارروائی مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ کارروائی مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوئی ہے''...... داؤد نے کہا۔

''پچھلے پانچ چھ دنوں سے فادر کچھ متعصبانہ باتیں کر رہے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ان باتوں کے بدلے میں پورا محلّہ جلا دیا جائے''...... داؤد نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جبکہ فادر جوزف کی پوسٹ مارٹم رپورٹ بتاتی ہے کہ فادر پچھلے پانچ دن مسلسل بے ہوش رہے ہیں''...... عمران نے داؤد سے کہا تو اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں

حیرت اُمڈ آئی تھی۔

''یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... داؤد جان نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یہی ہوا ہے۔ پاکیشائی مخالف عناصر کو پاکیشیا کا امن ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ انہوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں کو آپس میں لڑانے کے لئے یہ کارروائی کی ہے۔ آپ سوچیں کہ فادر جوزف تو پیار و محبت کا درس دیا کرتے تھے۔ پھر پانچ دن پہلے انہوں نے اچانک ہی متعصبانہ باتیں کیوں شروع کر دیں''...... عمران نے کہا۔

''میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... داؤد جان نے کہا۔

''اس لئے کہ متعصبانہ باتیں کرنے والا فادر جوزف نہیں تھا بلکہ ان کے میک اپ میں کوئی اور تھا۔ فادر جوزف تو پانچ دن بے ہوش پڑے رہے ہیں اور آج جب اس سازش کے عناصر نے اپنی کارروائی مکمل کر لی تو انہوں نے فادر اور ان کی مسز کو قتل کر دیا۔ تاکہ اس واقعے کا اثر اور زیادہ ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''آپ شاید درست کہہ رہے ہیں۔ مسز جوزف زیادہ بولنے کی عادی تھیں لیکن پچھلے پانچ دنوں سے شاید ہی انہوں نے ہمارے سامنے کوئی بات کی ہو۔ اس کے علاوہ خلاف معمول فادر جوزف اور ان کی مسز دن رات میں کئی کئی گھنٹے اپنے گھر سے غائب بھی رہتے تھے''...... داؤد جان نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''آپ مزید غور کریں گے تو آپ خود درست نتیجے پر پہنچ سکتے

ہیں کہ یہ کارروائی عیسائیوں اور مسلمانوں کے مشترکہ دشمن کی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ یہ کارروائی اسرائیل کی ہے''...... داؤد نے عمران سے کہا۔

''یہ بات ابھی قبل از وقت ہے۔ پاکیشیا کا دشمن صرف اسرائیل نہیں ہے اور بھی کئی ممالک ہیں جن کی نظروں میں پاکیشیا کانٹا بن کر چبھتا ہے۔ ہم نے تحقیقات شروع کر دی ہیں، جلد ہی اصل مجرموں تک پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا ایک وفد آج رات گریٹ لینڈ سے پاکیشیا پہنچ رہا ہے۔ اس وفد نے سراج گوٹھ کا وزٹ کرنا ہے اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے ملاقات بھی کرنی ہے۔ اس چرچ کا وزٹ بھی ان کے پروگرام میں شامل ہے۔ میں اس وفد کو پچھلے پانچ دن کی فادر جوزف اور ان کی مسز کی خلاف معمول سرگرمیوں کے بارے میں ضرور بتاؤں گا کیونکہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ آج کا یہ سانحہ پاکیشیا کے دشمن عناصر کی کارروائی ہے''...... داؤد جان نے کہا۔

''تھینک یو۔ وفد آپ کی باتوں کا مثبت اثر لے گا''...... عمران نے داؤد جان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ پاکیشیا ہمارا وطن ہے اور جتنی محبت مسلمانوں کو اس وطن سے ہو سکتی ہے اتنی ہی محبت ہمیں بھی ہے''۔ داؤد جان نے کہا۔

"ہم جانتے ہیں۔ ہمیں آپ کی حب الوطنی پر کوئی شک نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"مسلمان ہمارے دوست ہیں، بھائی ہیں۔ ہم تو ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں"...... داؤد جان نے کہا۔

"بے شک۔ اچھا اب میں فادر جوزف کا گھر دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے ان کا گھر دکھا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آیئے میرے ساتھ"...... داؤد جان نے کہا اور پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں فادر جوزف کے گھر آ گئے۔ فادر جوزف کا گھر دس مرلے رقبے پر مشتمل تھا۔ گھر بہت ہی خوبصورت اور صاف ستھرا تھا۔ عمران نے سارے گھر کا جائزہ لیا لیکن اسے ایسی کوئی بھی چیز نہیں نظر آئی جو اسے اس کیس میں مدد دے سکتی۔ گھر کے کمپاؤنڈ میں ایک کار بھی کھڑی تھی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر کار کا جائزہ بھی لیا۔ لیکن اس میں بھی کچھ نہیں تھا اس لئے عمران داؤد جان کے ساتھ فادر جوزف کے گھر سے باہر آ گیا۔

"اوکے۔ داؤد صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ میرا فرض تھا سر۔ میری آپ سے ایک گزارش بھی ہے"...... داؤد جان نے کہا۔

"جی۔ فرمایئے"...... عمران نے کہا۔

"کرسمس کے موقع پر آپ کرسمس کیک کھانے میرے گھر ضرور آئیں گے"...... داؤد جان نے کہا۔

"اوکے۔ بشرط زندگی میں ضرور آؤں گا"...... عمران نے داؤد جان سے وعدہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے داؤد جان سے مصافحہ کیا اور اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے اے ایس آئی کی طرف دیکھا جو مستعد کھڑا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہاں موجود تمام پولیس اہلکار مستعد ہو گئے تھے۔ عمران نے ان سب پر ایک نظر ڈالی اور پھر وہ اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اگلے ہی لمحے کار آگے بڑھ گئی۔

سیکرٹ سروس کے تمام ارکان جولیا کے فلیٹ پر جمع تھے۔ آج رات کا کھانا انہوں نے ہوٹل میں کھانے کی بجائے جولیا کے فلیٹ میں کھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ جولیا اس وقت کچن میں مصروف تھی جبکہ باقی افراد سٹنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

''کیا مس جولیا نے آج عمران صاحب کو نہیں بلایا''...... باتوں کے دوران صدیقی نے صفدر سے پوچھا۔

''عمران کی حرکتوں کی وجہ سے جولیا اس سے سخت بیزار ہو چکی ہے۔ اب وہ عمران کو اپنی محفلوں میں نہیں بلایا کرے گی''...... اس سے پہلے کہ صفدر بولتا۔ تنویر نے صدیقی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی''...... چوہان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ جاؤ جا کر جولیا سے پوچھ

لو''...... تنویر نے خفا ہوتے ہوئے کہا۔

''تم جھوٹ نہیں بول رہے۔ لیکن اس بات پر ہمیں حیرت تو ہو رہی ہے نا''...... چوہان نے تنویر سے کہا۔

''اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ ایک انسان کو اس قدر تنگ کیا جائے تو ایک دن اس نے بیزار ہونا ہی ہے۔ برداشت کی بھی آخر ایک حد ہوتی ہے''...... تنویر نے چوہان سے کہا۔

''تنویر کی بات ٹھیک ہے۔ عمران صاحب ہمیں تنگ بھی تو بہت کرتے ہیں''...... صفدر نے چوہان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم سب متحد ہو جائیں اور فیصلہ کریں کہ اب ہم نے عمران کو خود سے الگ کر دینا ہے تو چیف بھی ہمیں مجبور نہیں کر سکے گا۔ ہم کہہ دیں گے کہ ہم سب کا فیصلہ ہے کہ ہم نے عمران کی لیڈر شپ میں کام نہیں کرنا۔ کیا چیف ہم سب کو سروس سے نکال دے گا۔ یا گولی مار دے گا''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر کی بات سو فیصد درست ہے۔ اب ہمیں فیصلہ کرنا ہی پڑے گا''...... نعمانی نے بھی جوشیلے انداز میں کہا۔ وہ صفدر کی بات سن کر سمجھ گیا تھا کہ صفدر اس وقت تفریح کے موڈ میں ہے۔ اس لئے اس نے صفدر اور تنویر کی تائید کی تھی۔

''کس بات کا فیصلہ کرنا پڑے گا''...... جولیا نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب ہم سب کو بہت تنگ کرتے ہیں۔

ہم ان کی حرکتوں سے عاجز آ چکے ہیں اور تنویر نے بتایا ہے کہ آپ بھی عمران صاحب سے سخت بیزار ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اب ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اب عمران صاحب کو قطعاً برداشت نہیں کرنا اور آئندہ ان کی سربراہی میں کوئی کام نہیں کرنا''...... خاور نے جولیا سے کہا۔

''بالکل ٹھیک بات ہے۔ میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں''۔ جولیا نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ بھی ماحول کو دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی۔ ایک تنویر ہی تھا جو جوش کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کے موڈ کو نہیں سمجھ رہا تھا۔

''ہماری بات غلط تو نہیں ہے نا۔ عمران ہمیں کیوں تنگ کرتا ہے''...... تنویر نے بدستور جوشیلے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آج فیصلہ ہو گیا کہ ہم نے آئندہ عمران صاحب کی سربراہی میں کام نہیں کرنا۔ کیا سب اس بات پر متفق ہیں''...... صفدر نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں متفق ہوں''...... جولیا نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

''میں بھی متفق ہوں''...... نعمانی نے بھی اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ پھر سب نے ہاتھ بلند کر کے اتفاق کیا۔

''اور ہمارے اس فیصلے کا لیڈر ہے تنویر اور تنویر ایک جرأت مند انسان ہے۔ وہ عمران کو نہایت ہی جرأت کے ساتھ ہر بات کا

جواب دے سکتا ہے''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران کوئی تیس مار خان تو ہے نہیں جو ہم اس سے ڈرتے رہیں''...... تنویر نے اب بھی جوش میں کہا۔

''تنویر۔ آج یہ قصہ ختم ہو جانا چاہئے ۔تم اس فیصلے سے چیف کو آگاہ کرو''...... جولیا نے تنویر سے کہا۔

''چیف کو میں اس فیصلے سے آگاہ کروں۔ لیکن جولیا، چیف سے تو تم بات کیا کرتی ہو''...... جولیا کی بات سن کر ہی تنویر کا سارا جوش جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔

''لیکن یہ فیصلہ تمہاری تحریک پر اور تمہاری سربراہی میں ہوا ہے۔ لہٰذا چیف کو بھی تمہی آگاہ کرو گے اور تم کوئی بزدل انسان تو نہیں ہو کہ چیف سے بات ہی نہ کر سکو''...... جولیا نے تنویر سے کہا۔

''مس جولیا۔ تنویر کے نام کے ساتھ آپ بزدل کا لفظ ہرگز استعمال نہ کریں''...... خاور نے جولیا سے کہا۔

''میں جانتی ہوں۔ بزدلی کا طعنہ تنویر کے لئے سب سے بڑی گالی ہے اور میں کیوں تنویر کو بزدل کہوں۔ تنویر تو آگ اور خون کے دریا میں بے جگری سے کود پڑنے والا انسان ہے''...... جولیا نے خاور سے کہا۔

''میں تمہاری ان باتوں سے سمجھ گیا ہوں کہ تم مجھے فول بنا رہے ہو''...... تنویر نے ناراض لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔ ہم کیوں تمہیں بے وقوف بنانے لگے۔ تم

ہمارے اتنے اچھے ساتھی ہو"...... جولیا نے تنویر سے کہا۔

"جولیا۔ عمران چاہے تمہیں جتنا تنگ کر لے، جس قدر چاہے تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچالے۔ لیکن تم نے اس کی حمایت نہیں چھوڑنی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ کھانا تیار ہونے میں کتنی دیر ہے"...... صفدر نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"ابھی کچھ وقت لگے گا"...... جولیا نے صفدر سے کہا۔

"اچھا۔ مجھے تو بہت زور سے بھوک لگی ہے"...... صفدر نے جولیا سے کہا۔

"مس جولیا۔ یہ موضوع اس بات سے شروع ہوا تھا کہ آپ نے آج عمران کو بلایا ہے یا نہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو اسے نہیں کہا۔ صفدر تم عمران کو فون کر دو"...... جولیا نے صفدر سے کہا اور خود اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی جبکہ صفدر ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر عمران کے فلیٹ کے نمبرز پریس کئے۔

"دی گریٹ کک آغا سلیمان پاشا۔ پریذیڈنٹ آف ورلڈ کک آرگنائزیشن سپیکنگ"...... چار پانچ مرتبہ بیل بجنے کے بعد رسیور اٹھایا گیا اور سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کہاں ہیں"۔ صفدر نے سلیمان سے پوچھا۔

"اوہ صفدر صاحب آپ۔ اب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ صاحب کہاں ہیں۔ صاحب"...... سلیمان نجانے کیا کہنا چاہتا تھا کہ صفدر نے کریڈل پر انگلی رکھ کر کال منقطع کر دی۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان نے عمران کی طرح باتیں کرنی ہیں اور وہ باتوں میں ان دونوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ ایک دو سیکنڈ بعد اس نے انگلی ہٹائی تو اگلے ہی لمحے فون میں پھر ٹون آ گئی۔ صفدر نے عمران کا موبائل فون نمبر پریس کیا۔ مکمل نمبر پریس ہونے کے بعد دوسرے طرف بیل جانے لگی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ"۔ چندلمحوں بعد عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں"...... عمران کی آواز سنتے ہی صفدر نے کہا۔

"دفتر بول رہا ہے۔ لیکن دفتر کیسے بول سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"پہلے نہیں بولتے ہوں گے۔ اب بولنے لگ گئے ہیں۔ اگر آپ نے مس جولیا کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا ہے تو فوراً ہی مس جولیا کے فلیٹ پہنچ جائیں"...... صفدر نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ رسیور رکھ کر مڑا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی بیل بج اٹھی وہ ایک مرتبہ پھر ٹیلی فون کی طرف مڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی اس نے رسیور کان سے لگایا ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو کی آواز سنتے ہی صفدر مستعد بھی ہو گیا اور اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ سب ایکسٹو کی آواز سن سکیں۔

"یس چیف۔ صفدر بول رہا ہوں"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا کہاں ہے۔ فون اس نے اٹنڈ کیوں نہیں کیا"...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"چیف۔ مس جولیا اس وقت کچن میں ہیں۔ آج انہوں نے ہم سب کو کھانے پر بلایا ہے۔ میں نے ابھی عمران صاحب کو بھی فون کیا تھا کہ آپ کا فون آ گیا اس لئے میں نے فون اٹنڈ کر لیا"۔ صفدر نے ایکسٹو سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران ابھی راستے میں ہی ہے۔ میں نے عمران کو جولیا کے فلیٹ کی طرف بھیجا ہے۔ کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ تم لوگوں نے اس کی باتیں غور سے سننی ہیں"...... ایکسٹو نے نرم آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ صفدر پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے لیکن ایکسٹو نے اسے موقع ہی نہیں دیا تھا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"عمران نے وعظ دینا شروع کر دیا ہے اس لئے ہمیں اس کی

باتیں غور سے سننا ہوں گی"...... جب صفدر صوفے پر بیٹھ چکا تو تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صفدر نے اس کی طرف دیکھا۔

"تنویر۔ تمہیں پتہ ہے کہ تم کس کے خلاف بول رہے ہو"۔ صفدر نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو کچھ بھی کہا ہے عمران کے بارے میں کہا ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ میں عمران کو بالکل پسند نہیں کرتا"۔ تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف نے کہا ہے کہ عمران کی باتیں غور سے سننا۔ چیف نے یہ ہمارے لئے نہیں صرف تمہارے لئے کہا ہے اور چیف کی اس بات کو تم وارننگ ہی سمجھو"...... صفدر نے تنویر سے کہا تو تنویر خاموش رہا۔ اسی لمحے ڈور بیل بھی بج اٹھی۔ ڈور بیل کی آواز سنتے ہی صدیقی کھڑا ہو گیا۔

"عمران صاحب ہوں گے میں دروازہ کھولتا ہوں"...... صدیقی نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

"السلام علیکم۔ یا اہل فلیٹ"...... چند ہی لمحوں بعد سب کو عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام"...... سٹنگ روم میں موجود تمام افراد نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے تو بتایا ہی نہیں کہ آپ جولیا کے فلیٹ کی طرف رواں دواں تھے"...... صفدر نے عمران سے کہا۔

’’تم نے موقع ہی کب دیا ہے۔ تم نے تو اتنی تیزی کے ساتھ فون بند کیا جیسے فون میں سے بھوت نکل کر تمہیں چمٹ رہا تھا‘‘۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’آپ کو فون کرنے کے فوراً ہی بعد چیف کی کال آ گئی تھی‘‘۔ صفدر نے عمران سے کہا۔

’’اچھا۔ پھر تو میں نے بھوت والی بات صحیح کہی ہے۔ دیکھو بعض اوقات انسان کی زبان سے خود بخود سچی باتیں نکل جاتی ہیں‘‘۔ عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’اے مسٹر۔ یہ تم بھوت کسے کہہ رہے ہو‘‘...... تنویر نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

’’دیکھو بھائی۔ بھوت کا کوئی حقیقی وجود تو ہے نہیں۔ بھوت اس خوفناک بلا کو کہتے ہیں جس کا نام سن کر لوگ ڈر جائیں اور تم سب لوگ ہی چیف کا نام سن کر ڈر جاتے ہو۔ تو چیف بھوت ہوا نا‘‘۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

’’تم چیف کو بھوت کہہ رہے ہو۔ میں ابھی چیف سے تمہاری شکایت کرتا ہوں‘‘...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’شکایت یعنی چغل خوری۔ تمہیں معلوم ہے کہ چغل خور کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر غصیلی نظروں سے اسے گھورنے لگا۔ جس پر عمران

کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

’’تنویر۔ تم عمران صاحب کی باتوں پر کیوں چڑتے ہو۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے‘‘...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

’’تم نے سنا نہیں یہ چیف کے خلاف بول رہا ہے‘‘...... تنویر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

’’تو بولنے دو۔ اس سے تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ چیف بھی جانتا ہے کہ عمران صاحب ایسی باتیں اور حرکتیں کرتے رہتے ہیں‘‘۔ صفدر نے کہا تو تنویر نے صفدر کو بھی گھور کر دیکھا لیکن صفدر خاموش رہا۔

’’ان باتوں کو چھوڑیں اور عمران صاحب سے پوچھیں کہ کیا نیا کیس شروع ہو گیا ہے‘‘...... خاور نے کہا۔

’’تمہاری میری کٹی ہے کیا۔ تم خود نہیں پوچھ سکتے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے خاور سے کہا۔

’’چلیئے میں ہی آپ سے پوچھ لیتا ہوں۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے‘‘...... جواب میں خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

’’جب ملک میں تم سب کنوارے پھرتے رہو گے تو کیس کیسے شروع ہوں گے‘‘...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’عمران صاحب پلیز۔ ہم سب سنجیدہ ہیں‘‘...... نعمانی نے عمران سے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سب سنجیدہ ہو اور میں تم سب کے لئے رنجیدہ ہوں''۔ عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ ہمارے لئے رنجیدہ ہیں لیکن کیوں''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کنوارے جو ہو۔ اسی لئے رنجیدہ ہوں۔ جب تم شادی شدہ ہو جاؤ گے تو میں خوش ہو جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''سب باتیں چھوڑ دو۔ کھانا لگ گیا ہے لہٰذا سب کھانے کی میز پر آجاؤ''...... ڈائننگ روم سے جولیا کی آواز آئی۔ جولیا کی آواز سنتے ہی وہ سب ڈائننگ روم میں آگئے۔ ڈائننگ ٹیبل پر کئی قسم کی ڈشیں موجود تھیں۔ ان ڈشوں سے اٹھنے والی خوشبو نے سب ہی کی بھوک چمکا دی تھی۔ لہٰذا وہ جلدی سے کرسیوں پر بیٹھے اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے دوران خاموشی رہی۔

''جی عمران صاحب۔ اب آپ نے باتیں کرنی ہیں اور ہم نے غور سے سننی ہیں''...... کھانے کے بعد وہ واپس سٹنگ روم میں آ کر بیٹھے تو صفدر نے عمران سے کہا۔

''میں نے کوئی وعظ کرنا ہے جو تم میری باتیں غور سے سنو گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہی بات تنویر نے بھی کہی تھی۔ جس پر صفدر تنویر سے ناراض ہو گیا تھا''...... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''دراصل چیف نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ ہم آپ کی باتیں غور سے سنیں''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے یہ بات خاص طور پر تنویر کے لئے کہی ہو گی''۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے میری شکایت چیف سے کی ہو گی۔ چغل خور''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے ضرورت نہیں ہے شکایت کرنے کی۔ تم جانتے ہو کہ اگر یہاں کوئی سوئی بھی گرے گی تو اس کی آواز بھی چیف تک پہنچ جائے گی''...... عمران نے کہا اور تنویر جانتا تھا کہ عمران کی یہ بات بالکل درست ہے۔

''عمران صاحب۔ اب آپ اِدھر اُدھر کی باتوں کو رہنے دیں اور ہمیں کیس کے بارے میں بتائیں''...... نعمانی نے کہا۔ اسی لمحے جولیا سٹنگ روم میں چائے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی آ گئی اور پھر اس نے سب کو چائے پیش کی۔

''آج صبح پاکیشیا میں جو سانحہ ہوا۔ اس کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہو چکا ہو گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ میں تو شام تک بہت ڈسٹرب رہا ہوں۔ مس جولیا کے فلیٹ پر آ کر طبیعت کچھ سنبھلی ہے''۔ صدیقی نے رنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''شاعر نے شاید تمہارے ہی لئے کہا ہے۔ کہ ان کے دیکھنے

سے جو چہرے پر رونق آ جاتی ہے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ پٹڑی سے اتر گئے ہیں“...... صدیقی نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے بات ہی ایسی کی ہے۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا“۔ عمران نے پہلے تو مسکراتے ہوئے صدیقی سے کہا اور پھر اس انداز میں پوچھا جیسے وہ بات کرتے کرتے بھول گیا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

”آپ آج کے سانحے پر بات کر رہے تھے“...... خاور نے عمران کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آج کا سانحہ بہت افسوسناک ہے اورہم نے اس سانحے پر کام کرنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”عمران۔ یہ تو پولیس یا زیادہ سے زیادہ انٹیلی جنس کا کیس ہے“...... جولیا نے کہا۔

”تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ یہ انٹیلی جنس کا ہی کیس ہے اور انٹیلی جنس اس پر کام بھی کر رہی تھی۔ لیکن میں نے سر سلطان کو ڈرا دھمکا کر یہ کیس سیکرٹ سروس کو ریفر کرا لیا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بھئی تم لوگ تو ہو سرکاری ملازم۔ کام ہو نہ ہو ہر ماہ تمہیں تو

تنخواہ مل جاتی ہے۔ لیکن مجھے تو کام پر چیک ملتا ہے۔ اب کئی ہفتوں سے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں تھا۔ کسی کو بھی میرا خیال نہیں آیا کہ میں کیسے گزارہ کر رہا ہوں۔ اگر سب اپنی تنخواہ کا پانچ دس فیصد مجھے دے دیتے یا ایکسٹو اگلے کیس کا آدھا معاوضہ مجھے ایڈوانس دے دیتا تو نوبت میرے فاقوں تک نہ آتی۔ سو ان فاقوں سے بچنے کے لئے آج مجھے اچھی خاصی بھاگ دوڑ کرنی پڑی اور آخر کار میں سر سلطان کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا کہ یہ کارروائی پاکیشیا کے خلاف بہت بڑی سازش کا نتیجہ ہے اور اس سازش کو سیکرٹ سروس ہی بے نقاب کر سکتی ہے۔ لہٰذا یہ کیس فوراً سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا جائے۔ بس میری باتوں سے متاثر ہو کر سر سلطان نے یہ کیس سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ اگر تمہارے مالی حالات خراب ہوئے تھے تو تم نے ہم میں سے کسی سے کہا ہوتا“...... تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں آج ہی ایک کاسہ بنوا لیتا ہوں۔ پھر باقاعدہ آواز لگایا کروں گا“...... عمران نے کہا۔

”تم ہمیں بتاؤ گے نہیں تو ہمیں پتہ کیسے چلے گا“...... جولیا نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ تنویر اور جولیا کو تو چکر دے سکتے ہیں، سب کو نہیں۔ لہٰذا کوئی چکر دیئے بغیر آپ آج کی اپنی کارکردگی

کے بارے میں بتائیں۔ آج کا سانحہ حقیقت میں سیکرٹ سروس کا کیس ہو گا تبھی آپ نے اسے ریفر کرایا ہے''...... صفدر نے کہا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے۔ لوگ تھوڑی دیر کے لئے بھی مظلوم نہیں بننے دیتے''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ مظلوم کیوں بننا چاہتے ہیں عمران صاحب''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

''مظلوم لوگوں سے لڑکیاں بہت جلد متاثر ہو جاتی ہیں اور ان کے دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر یہ ہمدردی کے جذبات محبت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ظالم سماج یہ بات برداشت ہی نہیں کرتا کہ کسی کو مجھ سے بھی محبت ہو''۔ عمران نے ترچھی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ بھی ٹین ایجر ہیں۔ جو اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا جذباتی انداز میں سوچنا صرف تیرہ سال سے انیس سال کی عمر کے افراد کا حق ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں دعویٰ کر رہا ہوں کہ میں بھی ٹین ایجر ہوں''...... عمران نے صدیقی سے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ دعویٰ مت کریں۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں''...... صدیقی نے جلدی سے کہا۔ تو وہاں موجود تمام افراد ہی مسکرانے لگے۔

''عمران صاحب۔ آپ اپنی آج کی مصروفیات کے بارے میں بتانے والے تھے''...... صفدر نے عمران سے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عمران کو روکا نہ گیا تو وہ اسی طرح باتیں کرتا رہے گا اور رات تمام ہو جائے گی۔

''میں نے آج ناشتہ دیر سے کیا اور ناشتہ کے بعد اسٹڈی روم میں بیٹھ کر کتابیں پڑھنے لگا۔ دوپہر میں سلیمان مارکیٹ سے واپس آیا تو اس نے دوپہر کا اخبار میرے سامنے رکھا تو مجھے اس سانحے کے بارے میں معلوم ہوا''...... عمران نے کہنا شروع کیا اور پھر اس نے اپنی تمام مصروفیات سے انہیں آگاہ کر دیا۔

''اب یہ کیس سیکرٹ سروس کے پاس ہے۔ لیکن اب کیا فائدہ۔ اب تو کارروائی ہو چکی اور ملزمان بھی تقریباً گرفتار ہو چکے ہیں۔ چاہے وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ اس واقعے میں ملوث ہیں''۔ تنویر نے کہا۔

''ہم نے اصل مجرموں کو تلاش کرنا ہے''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ اس کارروائی کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھ گئے ہوں۔ وہ پاکیشیا سے فرار بھی تو ہو سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ امکان بھی ہے اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ پہلی کامیاب کارروائی کے بعد وہ دوسری کارروائی بھی کریں گے اور ہم

نے اس دوسری کارروائی کو ہونے سے روکنا ہے۔ اسی لئے ہم پہلی کارروائی کے اصل مجرموں کو ہی تلاش کریں گے۔ تاکہ وہ دوسری کارروائی کے قابل نہ رہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ یس۔ یہ بہت ضروری ہے''...... خاور نے بلند آواز میں کہا تو باقی افراد نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ لوگ دوسری کارروائی بھی اسی نوعیت کی کر سکتے ہیں۔ یعنی کرسچن اور مسلمانوں کے درمیان نفرت پھیلانے والی''...... چوہان نے عمران سے پوچھا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ ایسا ہی کریں۔ جہاں کرسچن زیادہ ہوں اور مسلمان کم ہوں۔ وہاں وہ مسلمانوں کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کر دیں۔ اس کے علاوہ یہاں ہندو ہیں، سکھ ہیں، دوسری اقلیتی قومیں ہیں۔ وہ ان کے خلاف بھی کارروائی کر سکتے ہیں یا مسلمانوں ہی کے مختلف فرقوں میں تعصب کی یہ آگ بھڑکا سکتے ہیں''...... عمران نے چوہان کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ تو بہت ہی خطرناک سچویشن ہے''۔ نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ ایسی کارروائیاں ملک کو عدم استحکام سے ہمکنار کرتی ہیں اور پاکیشیا کے دشمن یہ کارروائیاں کرتے ہی رہتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران۔ اب تمہارا کیا لائحہ عمل ہے۔ ان مجرموں کو کیسے تلاش

کیا جائے''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''ایک جرم ہو چکا ہے اور جس طرح ہم پہلے جرائم کے بعد مجرموں کا کھوج لگاتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی مجرموں کو تلاش کرنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم اس طرح مسکرا کیوں رہے ہو۔ کیا میں نے غلط سوال کیا ہے''...... جولیا نے ناراض لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم نے سوال ایسے ہی کیا ہے جیسے اب مجرموں کی تلاش کا طریقہ کار بدل گیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''اس بات پر تو میرا تم سے اختلاف ہے کہ تم خود کو جینیس اور دوسروں کو بے وقوف سمجھتے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''اچھا۔ تمہیں بھی بات کرنے کا موقع مل گیا ہے''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں بات نہیں کر سکتا۔ کیا تم نے میرے ہونٹ سیئے ہوئے ہیں''۔ تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میری ایسی مجال۔ توبہ استغفار''...... عمران نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''تم لوگوں نے پھر فضول باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔ کبھی تو کام کی بات بھی کر لیا کرو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں تو کام کی سب باتیں ہو چکی ہیں''۔ عمران نے جولیا سے کہا۔

"تم نے ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم کام کا آغاز کیسے کریں"۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"اس کیس میں غیر ملکی ہاتھ ملوث ہیں۔ فادر جوزف کے میک اپ میں پانچ دنوں تک رہنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ کا کام ہے۔ لہٰذا ہم نے اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے کام کا آغاز کرنا ہے اور چونکہ یہ کیس اندرون ملک ہے لہٰذا اس کیس کی سربراہی جولیا نے کرنی ہے۔ مجھ سمیت تمام افراد نے اپنے کام کی رپورٹ جولیا کو ہی پیش کرنی ہے"...... عمران نے سب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کیس پر کام کب شروع کرنا ہے"...... تنویر نے عمران سے پوچھا۔

"کیس کا آغاز تو ہو چکا ہے۔ تم چاہو تو اگلے ہفتے سے کام شروع کر دینا"...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران کھڑا ہو گیا۔

"تم نے میری باتیں غور سے سن لیں اور سمجھ بھی لیں۔ اب میں چلتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

ریڈ وولف اور سمارتا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی اور میز پر شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی ایک پلیٹ میں برف کے ٹکڑے بھی پڑے تھے۔ ریڈ وولف اور سمارتا خوش دکھائی دے رہے تھے۔

"ریڈ۔ اس ملک میں کارروائی کرنا تو بہت آسان ہے"۔ سمارتا نے کہا اور پھر اس نے بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی۔ شراب ڈالنے کے بعد اس نے برف کے ٹکڑے بھی گلاسوں میں ڈالے۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ اس ملک کی سیکرٹ سروس کو تو ہوا بنا دیا گیا ہے اور علی عمران کے بارے میں تو ایسے ایسے واقعے مشہور ہیں کہ وہ انسان کی بجائے افسانوی کردار لگتا ہے"...... ریڈ وولف نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ریڈ۔ کیا خیال ہے۔ اس مشن کے ساتھ ساتھ ہم عمران کا خاتمہ بھی نہ کر دیں''...... سمارتا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے شراب کا ایک گلاس اٹھا کر ریڈ وولف کی طرف بڑھایا۔ ریڈ وولف نے اس سے گلاس لے لیا۔

''نہیں بلاوجہ اسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ اس کیس کے دوران ہمارے سامنے آ گیا تو پھر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہم اسے گولی مار دیں گے۔ سامنے نہ آیا تو پھر اس کی قسمت''۔ ریڈ وولف نے کہا۔

''میری تو خواہش ہے کہ وہ ہمارے سامنے آئے اور میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں''...... سمارتا نے کہا۔

''جبکہ میری خواہش ہے کہ وہ ہمارے سامنے نہ آئے''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا تو سمارتا چونک پڑی۔

''کیوں۔ تمہاری یہ خواہش کیوں ہے''...... سمارتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم پاکیشیا سے کامیابیاں سمیٹ کر جائیں گے تو کئی ممالک کی آنکھیں حیرت سے کھل جائیں گی اور کئی ممالک کی یہ خواہش ہے کہ عمران کا خاتمہ ہو جائے۔ جن میں کافرستان اور اسرائیل سرفہرست ہیں۔ جب ان ممالک کو ہمارے کارناموں کا علم ہو گا تو وہ عمران کے خاتمے کے لئے ہم سے رابطہ

کریں گے۔ پھر ہم منہ مانگے معاوضے پر کام کریں گے۔ مفت میں یہ کام کیوں کیا جائے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''اوہ۔ پروفیشنل ہونا اس لئے سوچ بھی مکمل طور پر پروفیشنل ہی ہے''...... سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پروفیشنل سوچ ہی انسان کو پروفیشن میں کامیاب کرتی ہے''۔ ریڈ وولف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے خالی گلاس میز پر رکھ دیا۔ سمارتا بھی اپنا گلاس خالی کر چکی تھی۔ اس نے دوبارہ دونوں گلاس بھرے اور پہلے ہی کی طرح اس نے ایک گلاس ریڈ وولف کی طرف بڑھایا۔ ریڈ وولف نے اس سے گلاس لیا ہی تھا کہ اس کی جیب سے بیل کی آواز آنے لگی۔ اس نے شراب کا گلاس میز پر رکھا اور جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

''سر۔ جونی بول رہا ہوں''...... اس نے اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون سیٹ کان سے لگایا تو جونی کی آواز سنائی دی۔

''ہاں جونی۔ کیا بات ہے۔ کس لئے فون کیا ہے''...... ریڈ وولف نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ مسٹر کرامت گیٹ پر آئے ہیں''...... دوسری طرف سے جونی کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ اسے بھیج دو اندر''...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ کر سیٹ جیب میں رکھ لیا۔

''کرامت عرف وکرم دیو کو یہ رہائش دکھا کر تم نے کوئی غلطی تو

نہیں کی“...... سمارتا نے کہا۔

”نہیں۔ وکرم دیو پاکیشیا میں دس سال سے رہ رہا ہے اور یہ کافرستان سیکرٹ ایجنسی کا ایجنٹ ہے۔ لہٰذا اس سے ہمیں کوئی خطرہ بھی نہیں ہوسکتا“...... ریڈ وولف نے کہا۔

”یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ وکرم سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے پیچھے پیچھے کوئی یہاں پہنچ گیا تو پھر“...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ریڈ وولف سمارتا کے سوال کا جواب دیتا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

”یس۔ کم ان“...... ریڈ وولف نے بلند آواز میں کہا تو وکرم دیو اندر آ گیا۔ اس نے دونوں کو سلام کیا۔ وکرم دیو کافرستانی ایجنٹ تھا اور پچھلے دس سال سے پاکیشیا میں کرامت اللہ کے نام سے رہ رہا تھا۔ وہ ایک ہوٹل میں سپر وائزر کے عہدے پر فائز تھا۔ یہ ہوٹل فنکشن کرانے کی شہرت رکھتا تھا اور مہینے میں دو تین بار اس ہوٹل میں فنکشن ہوتے تھے۔ جس میں دارالحکومت کا اعلیٰ طبقہ اور اعلیٰ سرکاری افسران شریک ہوتے تھے۔ وکرم دیو کے تعلقات کئی سرکاری افسران سے تھے۔

”ہاں وکرم دیو۔ کیا رپورٹ ہے“...... ریڈ وولف نے وکرم دیو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”سر۔ کافرستان سے مسلمانوں کا ایک عالم دین ایک ہفتے کے دورے پر کل پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ رہا ہے۔ وہ کل دو مختلف

علاقوں میں جلسہ عام سے خطاب کرے گا۔ شام چار بجے نیشنل باغ کے میدان میں اور رات نو بجے شاہ نور اسٹیڈیم میں۔ اگر اس عالم دین کو قتل کر دیا جائے تو اس کے دو فائدے ہوں گے“...... وکرم دیو نے اتنا کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

”کون سے دو فائدے“...... سمارتا نے وکرم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک تو ہماری حکومت، پاکیشیا حکومت پر پریشر ڈالے گی اور جس فرقے کا یہ عالم دین ہے وہ فرقہ مشتعل ہو جائے گا اور اس اشتعال کی وجہ سے وہ مخالف فرقے کے لوگوں کو نقصان پہنچائے گا۔ کیونکہ اس عالم دین کے قتل کا الزام سیدھا سیدھا دوسرے فرقے پر جانا ہے“...... وکرم دیو نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹارگٹ تو اچھا ہے“...... ریڈ وولف نے سمارتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”اس عالم دین نے یہاں دارالحکومت میں جن جن افراد کا مہمان بننا ہے۔ ان افراد کی تفصیل مع تصویر ہمیں لادو۔ نہ صرف ان مخصوص افراد کی بلکہ ان کے بہت ہی قریبی ساتھیوں کی بھی“۔ ریڈ وولف نے کہا۔

”اوکے سر۔ میں آج شام تک آپ کو ساری تفصیل پہنچا دیتا ہوں“...... وکرم دیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے وش یو گڈ لک“...... ریڈ وولف نے وکرم دیو سے کہا

جس کا مطلب تھا کہ وہ اب جا سکتا ہے۔ ریڈ وولف کا مطلب سمجھتے ہوئے وکرم نے ان دونوں کو سلام کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ہاں ریڈ۔ میرے سوال کا جواب درمیان میں رہ گیا تھا کہ اگر وکرم دیو کے پیچھے پیچھے کوئی آ گیا تو“...... جب وکرم دیو کمرے سے نکل گیا تو سمارتا نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا۔

”وکرم دیو کافی ہوشیار ایجنٹ ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ رہائش ہم نے مستقل تو نہیں رکھنی۔ ہم یہ ٹارگٹ ہٹ کر کے پھر وکرم دیو سے رابطہ بھی نہیں رکھیں گے اور یہ رہائش بھی چھوڑ دیں گے“۔ ریڈ وولف نے کہا۔

”کسی اور رہائش کا بندوبست کر لیا ہے تم نے“...... سمارتا نے کہا۔

”ایک نہیں۔ دو تین رہائش گاہوں کا بندوبست ہو چکا ہے“۔ ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے میز پر رکھا ہوا شراب کا گلاس اٹھایا اور ہونٹوں سے لگا لیا۔

”اب کل تم کیا کارروائی کرنا چاہتے ہو“...... سمارتا نے کہا اور اس نے بھی گلاس میں موجود باقی ماندہ شراب حلق سے نیچے اتار لی۔

”بہت ہی سادہ سی کارروائی کا پروگرام ہے۔ کل میں کافرستان سے آئے ہوئے عالم دین کے میزبانوں میں سے کسی ایک کے

میک اپ میں اس کے قریب جاؤں گا اور اسے گولی مار دوں گا۔ بس قصہ ختم“...... ریڈ وولف نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس کارروائی میں میرا تو کہیں بھی حصہ نہیں بنتا“...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

”ہاں۔ کل میں شکار کھیلوں گا اور تم ریسٹ کرنا“...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے سے کہا۔

”اوکے۔ کل میں مقامی میک اپ کر کے پاکیشیا کے دارالحکومت کی سیر و تفریح کروں گی“...... سمارتا نے کہا اور پھر اسی شام وکرم دیو نے ریڈ وولف کو ایک لفافہ لا دیا۔ ریڈ وولف نے لفافہ کھول کر دیکھا۔ اس میں چند تصویریں اور چند کاغذ تھے۔ تصویروں پر نام لکھے ہوئے تھے جبکہ کاغذوں پر نام کے ساتھ ساتھ ایڈریس بھی لکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی چند بنیادی معلومات بھی درج تھیں۔

”زوہیب چوہدری۔ سٹار کالونی مکان نمبر ڈبلیو ون او فائیو۔ دیکھو کیسا نوجوان ہے یہ“...... ریڈ وولف نے ایک تصویر سمارتا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ سمارتا نے تصویر لی اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔

”ہاں۔ خوبصورت نوجوان ہے۔ مجھے قبول ہے“...... سمارتا نے تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں کچھ سمجھا نہیں“...... ریڈ وولف حیران ہوتے ہوئے کہا تو سمارتا مسکرانے لگی۔

”تم بھول رہے ہو۔ ایکریمیا سے روانگی سے قبل ہم نے پاکیشیا کی معاشرت کے بارے میں دلچسپ بات پڑھی تھی کہ جب والدین لڑکی کا رشتہ طے کرنے لگتے ہیں تو وہ لڑکی کو لڑکے کی تصویر دکھاتے ہیں۔ تصویر دیکھ کر لڑکی لڑکے کو پسند یا ناپسند کرتی ہے۔ تم نے مجھے تصویر دکھائی تو مجھے یہی خیال آیا کہ تم میرا رشتہ طے کر رہے ہو اس لئے مجھے یہ تصویر دکھا رہے ہو“...... سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ وولف بھی مسکرانے لگا۔

”ہاں آج رات اس کا رشتہ طے ہو جائے گا۔ تم سے نہیں بلکہ موت سے“...... ریڈ وولف نے سفاکانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت ہی ہینڈسم نوجوان ہے ریڈ۔ تم اسے مارنے کی بجائے بے ہوش کر کے رکھنا۔ یہ اسی کوٹھی میں بے ہوش پڑا رہے گا۔ کل ویسے بھی ہم نے یہ کوٹھی چھوڑ دینی ہے“...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

”تم ایک بھیڑیئے سے رحم کی توقع کر رہی ہو۔ ویری ویری بیڈ“...... ریڈ وولف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”بس دل میں ایک خیال آ گیا تھا جو تم سے کہہ دیا۔ تم اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تو نہ سہی“...... سمارتا نے کہا۔

”آئندہ اس بات کا خیال رکھنا۔ میرے سامنے کسی پر رحم مت کھانا“...... ریڈ وولف نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

”نہیں کھاؤں گی کسی پر رحم۔ میں نے تو ایسے ہی ایک بات کہہ دی تھی“...... سمارتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ریڈ وولف کی لیڈی وولف ہو۔ تم میں بھی رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے“...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی تک تو تم نے مجھے باقاعدہ اپنی لیڈی نہیں بنایا“۔ سمارتا نے ناراض لہجے میں کہا۔

”باقاعدہ نہیں بنایا تو کیا ہوا۔ بے قاعدہ تو بنایا ہوا ہے“۔ ریڈ وولف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب کہ میں چاہتی ہوں کہ یہ بے قاعدگی، قاعدے میں بدل جائے“...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

”او کے۔ اس مشن سے فارغ ہو کر جب ہم ایکریمیا پہنچیں گے تو سب سے پہلے شادی کریں گے“...... ریڈ وولف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سمارتا کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔

”اوہ۔ یو آر ویری سویٹ ریڈ“...... سمارتا سے خوشی سے معمور لہجے میں ریڈ وولف سے کہا تو وہ بھی مسکرانے لگا۔

”آج رات تیار رہنا۔ ہم اس زوہیب کو اغوا کر کے لائیں گے“...... ریڈ وولف نے سمارتا سے کہا۔

”تمہاری خاطر میں ایک کیا سینکڑوں ہزاروں افراد کو اغوا کر سکتی ہوں اور اغوا کرنے کے بعد انہیں قتل بھی کر سکتی ہوں“...... سمارتا نے جذباتی لہجے میں کہا تو ریڈ وولف کے چہرے پر مسکراہٹ آ

گئی۔ وہ دونوں باتیں کرتے رہے اور رات ہوگئی۔ ریڈ وولف نے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہمیں مقامی میک اپ کر لینا چاہیے۔ میک اپ کے بعد ہم کھانا کھانے چلیں گے اور پھر اس زوہیب چوہدری کی طرف''...... ریڈ وولف نے کہا تو سمارتا نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور اس کے بعد انہوں نے میک اپ کیا اور کار میں بیٹھ گئے۔ کار جب گیٹ پر پہنچی تو جونی نے گیٹ کھول دیا۔ کار میں بیٹھے ہوئے دونوں افراد جونی کے لئے اجنبی تھے لیکن جونی نے اس پر کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ وہ کئی مہینوں سے ریڈ وولف اور سمارتا کے ساتھ رہ رہا تھا اور یہ بات جانتا تھا کہ ریڈ وولف اور سمارتا میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے ان دونوں کو مقامی حلیوں میں دیکھ کر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔

جلد ہی ریڈ وولف اور سمارتا ایک ہوٹل میں آگئے۔ جہاں انہوں نے کھانا کھایا اور پھر وہ سٹار کالونی کی طرف بڑھنے لگے۔ چونکہ انہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت کے نقشے کو غور سے دیکھا تھا اور پچھلے سات آٹھ دنوں سے وہ دارالحکومت میں گھوم رہے تھے اس لئے یہ راستے ان کے لئے اجنبی نہیں رہے تھے۔ تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سٹار کالونی پہنچ گئے۔ مکان نمبر ڈبلیو ون او فائیو تلاش کرنے میں انہیں تھوڑی ہی دیر لگی۔ دروازے پر بیل لگی ہوئی تھی۔ لہٰذا ریڈ وولف نے بیل بجائی۔

''جی جناب''...... چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور زوہیب چوہدری کی شکل دکھائی دی۔ چونکہ وہ زوہیب چوہدری کی تصویر دیکھ چکے تھے اس لئے اسے فوراً پہچان گئے۔

''ہم نے زوہیب چوہدری صاحب سے ملنا ہے''...... ریڈ وولف نے مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں ہی زوہیب چوہدری ہوں فرمایئے''...... زوہیب چوہدری نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تعلق محکمہ خفیہ سے ہے۔ ہم حضرت بابا ظہور کے سلسلے میں آپ سے ملنے آئے ہیں۔ آیئے ادھر چل کر بیٹھتے ہیں''۔ ریڈ وولف نے زوہیب چوہدری سے کہا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔

''کل دارالحکومت میں حضرت بابا ظہور کے دو جلسے ہیں۔ دہشت گردی کا بہت خطرہ ہے۔ ہم آپ سے سیکورٹی انتظامات کے بارے میں بات کرنے آئے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''جناب۔ دہشت گردی سے تو ہم خود بھی بہت تنگ آئے ہوئے ہیں۔ بہرحال آپ فرمایئے آپ مجھ سے کیا باتیں کرنے آئے ہیں''...... زوہیب چوہدری نے کہا۔

''یہ ہماری کار ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر اس نے زوہیب کے لئے فرنٹ دروازہ کھولا تو زوہیب فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ

ریڈ وولف خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور سمارتا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

''آپ نے کل سیکورٹی کے کیا انتظامات کیے ہیں''۔ ریڈ وولف نے زوہیب سے پوچھا۔

''ضلعی انتظامیہ کی طرف سے سیکورٹی لازماً ہو گی۔ اس کے علاوہ ہم خود بھی سیکورٹی کے انتظامات کریں گے۔ ہمارے اپنے سکاؤٹس اور سیکورٹی اہلکار اتنی تعداد میں موجود ہیں کہ وہ کسی بھی مشکوک آدمی کو پنڈال میں داخل نہیں ہونے دیں گے''...... زوہیب نے کہا۔

جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا اس کے سر پر ریوالور کا دستہ لگا اور اسے کار گھومتی ہوئی نظر آنے لگی۔ دوسرے وار پر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ دونوں وار سمارتا نے اس کے سر پر کیے تھے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی ریڈ وولف نے کار موڑی اور پھر تقریباً پچیس منٹ بعد زیب کالونی پہنچ گئے۔ جونی نے کار دیکھ کر دروازہ کھول دیا تھا۔ پھر جیسے ہی کار گیٹ پر پہنچی۔ جونی نے ریڈ وولف اور سمارتا کو سلام کیا۔ دونوں نے ہی اس کے سلام کو نظر انداز کر دیا اور کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

چند لمحوں بعد وہ زوہیب سمیت تہہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔ ریڈ وولف نے زوہیب کے ہاتھوں کو رسی سے باندھا اور اس کے بعد اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر زوہیب

کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ریڈ وولف نے اس کے کندھے پر مکا مارا۔

''یہ خنجر دیکھ رہے ہو زوہیب''...... ریڈ وولف نے خنجر زوہیب کو دکھاتے ہوئے کہا۔ خنجر دیکھ کر زوہیب کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''تت۔ تت تم۔ کک کون ہو''...... زوہیب نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ریڈ وولف ہے اور میں جنگلی درندے بھیڑیئے سے زیادہ سفاک ہوں۔ میں اس خنجر سے تمہارا قیمہ بنا دوں گا''...... ریڈ وولف نے سفاکانہ لہجے میں زوہیب سے کہا۔

''لل۔ لیکن۔ کک۔ کیوں میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''۔ زوہیب نے کپکپاتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے جسم کا قیمہ بناؤں گا اس صورت میں کہ اگر تم نے میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب نہ دیئے۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب دے دیئے تو پھر تمہیں کچھ نہیں کہوں گا''۔ ریڈ وولف نے کہا۔

''کک۔ کیسے سوال پوچھنے ہیں۔ پوچھو۔ مم۔ میں جواب دوں گا''...... زوہیب نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارے گھر میں کتنے افراد ہیں''...... ریڈ وولف نے اس سے پہلا سوال کیا۔

''شہر میں، میں اکیلا ہوں۔ میرے گھر کے دیگر افراد گاؤں میں رہتے ہیں''...... زوہیب نے کہا۔

''کل حضرت بابا ظہور نے جلسے سے خطاب کرنا ہے۔ اس جلسے کے انتظام میں تمہارا کیا کردار ہے''...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

''میرا کوئی خاص کردار نہیں ہے۔ جلسے سے پہلے بابا نے میرے گھر پر چائے پینی ہے اور پھر چائے کے فوراً بعد انہوں نے جلسہ گاہ کی طرف چلے جانا ہے''...... زوہیب نے کہا۔

''کتنے افراد ہوں گے حضرت بابا ظہور کے ساتھ''...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

''وہ جب میرے گھر آئیں گے۔ پندرہ بیس افراد ان کے ساتھ ہوں گے''...... زوہیب نے کہا۔

''کیا شیڈول بنے گا''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''تقریباً ساڑھے تین بجے وہ میرے گھر آئیں گے اور چار بجنے سے پانچ چھ منٹ پہلے جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے''۔ زوہیب نے کہا۔

''وہ خاص طور پر تمہارے گھر کیوں آئیں گے''...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

''میرے والد کے ساتھ بابا ظہور کی گہری دوستی تھی۔ دو ماہ پہلے میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ تعزیت کے لئے میرے گھر آئیں گے''...... زوہیب نے جواب دیا تو ریڈ وولف نے اثبات

کے انداز میں سر ہلایا۔

''تم بھی حضرت بابا کے ساتھ ہی جلسہ گاہ میں جاؤ گے''۔ ریڈ وولف نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے بھی ان کے ساتھ جانا ہے''...... زوہیب نے جواب دیا۔

''نہیں۔ تم ان کے ساتھ نہیں، ان سے پہلے جاؤ گے''...... ریڈ وولف نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''جج۔ جج۔ جی۔ کک۔ کیا مطلب''...... زوہیب نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مطلب کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ جب حضرت بابا آئیں گے تو تمہارے ساتھ اور کون کون ہو گا۔ ظاہری بات ہے کہ صرف تمہی تو چائے وغیرہ پیش نہیں کرو گے۔ تمہارے کچھ دوست، رشتے دار وغیرہ بھی تو اس موقع پر ہوں گے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ہاں۔ کل ایک بجے کے بعد میرا کزن ثناء اللہ گاؤں سے آ جائے گا۔ وہ کھانا پکانے کا ماہر ہے چائے وہی بنائے گا۔ اس کے علاوہ شاکر اور عزیز بھی ہوں گے شاکر اور عزیز میرے ہمسائے بھی ہیں اور دوست بھی ہیں اور ہماری جماعت کے سرگرم کارکن بھی ہیں''...... زوہیب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس ثناء اللہ کا حلیہ، قدوقامت اور رنگت کے بارے میں بتاؤ''...... ریڈ وولف نے کہا تو زوہیب نے ثناء اللہ کا حلیہ پوری

طرح تفصیل کے ساتھ بتا دیا۔

''شاکر اور عزیز کے حلیئے بھی بتا دو''...... ریڈ وولف نے کہا تو زوہیب نے شاکر اور عزیز کے حلیئے بھی پوری طرح تفصیل کے ساتھ بتا دیئے۔

''میرا خیال ہے کہ اتنی گفتگو کافی ہے۔ اب میں گزارہ کر لوں گا''...... ریڈ وولف نے سمارتا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا جو اس دوران مکمل طور پر خاموش رہی تھی۔

''ہاں۔ تم نے ساری معلومات تو حاصل کر لی ہیں''...... سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا خیال ہے۔ اسے بھیج نہ دیا جائے جہاں کل حضرت بابا ظہور نے جانا ہے''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بات پوچھنی پڑ جائے''...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم اسے زندہ رکھنا چاہتی ہو۔ تمہارے دل میں اس کے لئے نرم گوشہ اس کی تصویر دیکھ کر ہی پیدا ہو گیا تھا''...... ریڈ وولف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے دل میں صرف تم بستے ہو۔ کسی اور کی گنجائش کہاں بنتی ہے''...... سمارتا نے ناراض لہجے میں کہا۔

''جانتا ہوں۔ لیکن اس ہینڈسم نوجوان کے لئے تمہارے دل میں ہمدردی کے جذبات تو ہیں نا''...... ریڈ وولف نے سمارتا کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اپنی نظریں جھکا لیں۔

''اوکے۔ کل شام تک یہ اس دنیا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اگر یہ اس تہہ خانے میں بند رہ کر دنیا دیکھ سکتا ہے تو۔ کل حضرت بابا ظہور کو رخصت کرنے کے بعد اس کو بھی رخصت کر دیا جائے گا''...... ریڈ وولف نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر زوہیب کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔

''تت۔ تت۔ تم لوگ۔ تم مجھے مار دو گے''...... زوہیب نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں تو تمہیں ابھی مار دوں۔ لیکن سمارتا کو تم سے ہمدردی پیدا ہو رہی ہے اس لئے تمہاری زندگی ایک دن بڑھ گئی ہے''...... ریڈ وولف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے مت مارو۔ میں نے تو تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے''۔ زوہیب نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''آؤ سمارتا۔ اسے یہیں پڑا رہنے دو''...... ریڈ وولف نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اوپر آ گئے۔ کمرے میں آتے ہی ریڈ وولف نے میک اپ بکس اٹھایا اور زوہیب کی تصویر اٹھا کر آئینے کے سامنے بیٹھ گیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ زوہیب کے میک اپ میں تھا۔

''مجھے وہ میڈیسن بھی دے دو جس سے نزلہ، زکام اور کھانسی ہو جاتی ہے''...... ریڈ وولف نے کہا تو سمارتا نے اثبات میں سر ہلایا

اور پھر اس نے اپنے بیگ کی طرف رخ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ میڈیسن ریڈ وولف اس وقت استعمال کرتا تھا جب اس نے کسی کے میک اپ میں زیادہ دیر رہنا ہوتا تھا اور اس دوران اس کی ملاقات کئی لوگوں سے ہونی ہوتی تھی۔ نزلے، زکام اور کھانسی کے دوران انسان کی آواز کسی حد تک تبدیل ہو جاتی ہے اور ملنے والوں کو اس پر کم شک پڑتا ہے۔ فادر جوزف کے میک اپ میں رہنے کے دوران بھی اس نے یہی میڈیسن استعمال کی تھیں۔ یہ عام نہیں ملتی تھیں صرف ایکریمیا میں چوری چھپے تیار ہوتی تھیں اور چوری چھپے ہی ان کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ ریڈ وولف بھی یہ میڈیسن استعمال کرتا تھا اور ضرورت پڑنے پر سمارتا بھی یہ میڈیسن استعمال کرتی تھی۔ سمارتا نے بیگ سے میڈیسن نکال کر ریڈ وولف کے حوالے کیں تو اس نے میڈیسن جیب میں رکھ لی۔

''سمارتا ۔تم مجھے سٹار کالونی تک چھوڑ آؤ''...... ریڈ وولف نے سمارتا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ خیال رکھنا۔ میرے بعد زوہیب کے پاس نہ پہنچ جانا۔ وہ واقعی بہت ہینڈسم انسان ہے''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا تو سمارتا کا چہرہ یکدم بگڑ گیا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... سمارتا نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ریڈ وولف کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''کہاں''...... ریڈ وولف نے اس سے پوچھا۔

''بس آؤ میرے ساتھ۔ کوئی سوال مت کرو''...... سمارتا نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا اور اسے کھینچتی ہوئی تہہ خانے میں آ گئی۔ تہہ خانے میں زوہیب چوہدری گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ کھڑا ہونے لگا لیکن چونکہ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ تیزی سے کھڑا نہ ہو سکا جبکہ اس دوران سمارتا نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا رخ زوہیب چوہدری کی طرف کر دیا تھا۔ ریوالور کا رخ اپنی طرف دیکھ کر زوہیب چوہدری کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا۔ سمارتا نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ تہہ خانہ دھماکے کی آواز سے گونج اٹھا۔ گولی زوہیب چوہدری کے سینے میں لگی وہ اچھلا اور فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

"زوہیب بھائی۔ آپ کی طبیعت تو خراب ہو رہی ہے۔ آپ نے کسی ڈاکٹر سے دوائی لی"...... ثناء اللہ نے ریڈ وولف سے پوچھا۔ ریڈ وولف اس وقت زوہیب چوہدری کے میک اپ میں اسی کے گھر پر تھا۔ ثناءاللہ کے علاوہ شاکر اور عزیز بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ چاروں ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب تو حضرت بابا ظہور کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔ جلسے کے بعد دوائی لوں گا"...... ریڈ وولف نے کھانستے ہوئے کہا۔ پھر اسی وقت ڈرائینگ روم کے سامنے پولیس کی گاڑی آ کر رکی۔ پولیس کی گاڑی دیکھتے ہی ریڈ وولف پریشان ہو گیا لیکن اس نے اپنی پریشانی کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ تھا اور بڑی بڑی مشکل سچویشن پر بھی وہ پریشان نہیں ہوتا تھا اور اگر کبھی پریشانی آ بھی جاتی تھی تو وہ اپنی پریشانی کو ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ مجرم اور

سیکرٹ ایجنٹ میں یہی فرق ہوتا ہے۔

پولیس کی گاڑی کو دیکھ کر اس کے ساتھی کرسیوں سے کھڑے ہوئے تو وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ گاڑی سے ایک اے۔ ایس۔ آئی اور دو سپاہی اتر کر ان کی طرف بڑھے جبکہ باقی پولیس اہلکار گاڑی میں بیٹھے رہے۔

"آپ میں سے زوہیب چوہدری کون ہے"...... اے ایس آئی نے ڈرائینگ روم میں آتے ہی پوچھا۔

"میں ہوں جناب زوہیب چوہدری"...... ریڈ وولف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں حضرت بابا ظہور صاحب آ رہے ہیں اور ہم نے گھر کی تلاشی لینی ہے"...... اے ایس آئی نے کہا۔

"جی سر۔ ضرور تلاشی لیں۔ اندر چلے جائیں۔ سارا گھر اوپن ہے"...... ریڈ وولف نے کہا اور ساتھ ہی اسے کھانسی بھی آ گئی۔

"کیا آپ بیمار ہیں"...... اے ایس آئی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بھائی شدید بیمار نہیں ہیں۔ بس انہیں کھانسی اور نزلہ ہے"۔ ثناء اللہ نے اے ایس آئی سے کہا۔

"انہیں دوائی لینی چاہئے تھی۔ خیر ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ چلو اوئے۔ تم سارے گھر کی تلاشی لو"...... اے ایس آئی نے پہلے ثناء اللہ اور پھر سپاہیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو دونوں سپاہی تیزی سے

اندر چلے گئے۔ اے ایس آئی نے خود ڈرائینگ روم کا جائزہ لیا۔ ڈرائینگ روم کا جائزہ لینے کے بعد وہ بھی اندر چلا گیا۔ پھر دو منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔

"اس گھر کا صحن پچھلی طرف سے اوپن ہے۔ میں نے ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ وہ دیوار پر بیٹھ کر ڈیوٹی دے گا۔ دوسرا سپاہی گھر کی چھت پر رہے گا اور باقی سپاہی گلی میں موجود رہیں گے"...... اے ایس آئی نے ریڈ وولف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو وہ دل میں مسکرانے لگا۔

"سر۔ بابا جی تو میرے والد کی فاتحہ خوانی کے لئے آ رہے ہیں۔ اتنے انتظامات کی کیا ضرورت ہے"...... ریڈ وولف نے کہا۔ اس کا لہجہ بہت حد تک مؤدبانہ تھا۔

"وہ بہت بڑے عالم دین ہیں۔ جہاں ان کے لاکھوں چاہنے والے ہیں وہیں کچھ حاسدین بھی ہوں گے۔ لہٰذا ہم نے تو ان کی مکمل سیکورٹی کا انتظام کرنا ہے"...... اے ایس آئی نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ ویسے بھی ہمارے ہاں فرقہ واریت بہت پھیلتی جا رہی ہے"...... عزیز نے اے ایس آئی سے کہا۔ اس وقت اے ایس آئی کے ہاتھ میں موجود وائرلیس سیٹ سے آواز آنے لگی۔

"سر۔ جبار خان اے ایس آئی سٹار کالونی سے بول رہا ہوں"...... اے ایس آئی نے وائرلیس سیٹ منہ سے لگاتے ہوئے

کہا۔

"ہاں جبار خان۔ کیا پوزیشن ہے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سب اوکے ہے سر۔ ہم زوہیب چوہدری کے مکان پر موجود ہیں۔ میں نے چاروں طرف اپنے آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی ہے سر"...... اے ایس آئی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جبار خان۔ ہم تین منٹ بعد سٹار کالونی پہنچ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوکے سر"...... جبار خان نے کہا اور پھر اس نے وائرلیس سیٹ سے منہ ہٹا لیا۔

"زوہیب بھائی۔ میں چائے تیار کر لوں"...... ثناء اللہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریڈ وولف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں آپ کی مدد کرتا ہوں"...... شاکر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوئے برکتے"...... اے ایس آئی نے زور سے کہا تو ایک سپاہی فوراً ہی پولیس وین سے نیچے اتر کر ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ اس نے آتے ہی اے ایس آئی کو سیلوٹ کیا۔

"یس سر"...... سپاہی نے سیلوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"اوئے برکتے۔ یہ نوجوان حضرت بابا ظہور کے لئے چائے بنانے جا رہے ہیں۔ تو نے ان کے ساتھ جانا ہے اور ان کی بنائی

ہوئی چائے اور بسکٹ چکھنے ہیں۔ اگر چائے اور بسکٹ میں زہر ملا ہو اور تو انہیں چکھنے سے مر جائے تو، تو نے فوراً آ کر مجھے بتانا ہے''...... اے ایس آئی نے سپاہی برکتے سے کہا۔

''او کے سر''...... سپاہی برکتے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اے ایس آئی کو سیلوٹ بھی کیا۔ اس کے بعد ثناء اللہ، شاکر اور سپاہی ڈرائینگ روم سے باہر چلے گئے۔

''سر۔ جب برکتے زہر کھا کے مر جائے گا تو پھر آپ کو آ کر کیسے بتائے گا''...... عزیز نے اے ایس آئی سے کہا۔

''اوئے جوان۔ ہماری بہت ہی سخت ڈیوٹی ہوتی ہے۔ کبھی ادھر بھاگ۔ کبھی ادھر دوڑ۔ ہر وقت پریشانی میں گزرتا ہے۔ بس یہ چھوٹے چھوٹے جملے کہہ کر اور ہلکا پھلکا مذاق کر کے ہم فریش ہو جاتے ہیں۔ آخر ہم بھی تو انسان ہیں''...... اے ایس آئی نے کہا۔

''بالکل سر۔ یہ تو آپ نے سولہ آنے درست بات کہی ہے''۔ عزیز نے کہا۔

''کون سی بات جوان''...... اے ایس آئی نے پوچھا۔

''یہی کہ آخر آپ بھی تو انسان ہی ہیں۔ ورنہ اکثر لوگ تو آپ کو انسان سمجھتے ہی نہیں''...... عزیز نے جواب دیا۔

''جوان۔ تو نے یہ بات بہت نازک موقع پر کہی ہے۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو میں تجھے فوراً ہی رگڑا لگا دیتا۔ یعنی حد ہو گئی ہے قانون کے ساتھ مذاق کرتے ہیں''...... اے ایس آئی نے عزیز کو

گھورتے ہوئے کہا۔ عزیز کچھ کہنا چاہتا تھا کہ گاڑیوں کی آواز سنائی دی۔

پولیس کی پہلے والی وین تو اب کچھ آگے جا کر کھڑی ہو گئی تھی جبکہ اسی وقت ایک اور پولیس کی وین ڈرائینگ روم کے سامنے سے گزری اور چار فٹ آگے جا کر کھڑی ہو گئی۔ پولیس وین کے پیچھے ایک پرائیویٹ ڈبل کیبن وین تھی۔ وہ بالکل ڈرائینگ روم کے دروازے کے سامنے رکی۔ اس کے دروازے کھلے اور اس میں سے حضرت بابا ظہور صاحب نیچے اترے۔ ان کے ساتھ چار مسلح آدمی اور سات آٹھ عام آدمی بھی ڈبل کیبن وین کی بیک سے اور سیٹوں سے نیچے اتر آئے۔ پولیس گاڑی کو دیکھتے ہی ریڈ وولف، عزیز اور اے ایس آئی دروازے پر آ گئے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت بابا ظہور کے ہاتھ چومے اور انہیں سلام کیا۔ حضرت بابا ظہور نے ان کے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''بیٹا۔ ہمیں آپ کے والد کی وفات کا بہت دکھ ہوا ہے۔ وہ بہت اچھے انسان اور ہمارے بہت ہی اچھے دوست تھے''۔ حضرت بابا ظہور نے ریڈ وولف سے تعزیتی کلمات کہے۔

''بابا جی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی''...... ریڈ وولف نے اپنے لہجے کو غمگین بناتے ہوئے کہا۔

''اب ہم ان کے لئے سوائے دعا کے کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بہت نیک انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آیئے

ان کے حق میں دعا کریں''...... حضرت بابا ظہور نے کہا اور پھر انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے تو وہاں موجود تمام افراد نے بھی ہاتھ بلند کر لئے۔ حضرت بابا ظہور نے بلند آواز میں دعا کی اور پھر جیسے ہی دعا ختم ہوئی ثناء اللہ اور شاکر چائے اور بسکٹ لے کر آ گئے۔

''بیٹا۔ یہ تو آپ نے تکلیف کی ہے''...... حضرت بابا ظہور نے کہا۔

''نہیں بابا جی۔ یہ تو میری خوشی ہے اور آپ میرے مہمان ہیں اور مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں''...... ریڈ وولف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اللہ تمہیں جزائے خیر دے''...... حضرت بابا ظہور نے کہا اور چائے کا کپ لے لیا۔ ریڈ وولف نے دنیا بھر کی معاشرت کا مطالعہ کیا ہوا تھا اور پاکیشیا روانگی سے پہلے اس نے اور سمارتا نے خاص طور پر پاکیشیا کی معاشرت پر مبنی کئی کتابیں پڑھی تھیں اور کئی فلمیں بھی دیکھی تھیں اس لئے اسے یہاں کوئی دقت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

''بابا جی۔ آپ کے خطاب کا وقت ہونے والا ہے''...... ان کے ساتھ آئے ہوئے ایک آدمی نے کہا تو انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ چار بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ وہ چائے پی چکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے خالی کپ میز پر رکھ دیا۔

''بیٹا۔ میں جب بھی پاکیشیا آتا تھا تمہارے والد صاحب جلسہ میں میرے ساتھ جاتے تھے۔ اب میری درخواست ہے کہ تم میرے ساتھ چلو''...... حضرت بابا ظہور نے ریڈ وولف سے کہا تو وہ دل ہی دل میں خوش ہو گیا۔

''بابا جی۔ میری خواہش بھی یہی ہے اور اب تو آپ کا حکم بھی ہے۔ میں آپ کا حکم کیسے ٹال سکتا ہوں''...... ریڈ وولف نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت بابا ظہور کھڑے ہو گئے۔ ان کے کھڑے ہوتے ہی باقی تمام افراد بھی کھڑے ہو گئے۔

''ثناء اللہ ۔تم گھر پر ہی رہنا۔ میں بابا جی کا خطاب سن کر واپس آتا ہوں''...... ریڈ وولف نے ثناء اللہ سے کہا۔

''جی زوہیب بھائی''...... ثناء اللہ نے کہا اور پھر وہ تمام لوگ ڈرائینگ روم سے باہر آ گئے۔ حضرت بابا ظہور نے ریڈ وولف کو اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھا لیا۔ یہ اس کے لئے ایک اور خوش قسمتی کی بات تھی۔ تقریباً سات منٹ بعد وہ جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ انہیں سپیشل بنے ہوئے راستے سے لے جایا گیا۔ اس راستے پر پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ اگر ریڈ وولف حضرت بابا ظہور کے ساتھ نہ آیا ہوتا تو اس راستے سے گزرنا ناممکن تھا۔ ریڈ وولف حضرت بابا ظہور کے ساتھ اسٹیج پر آ گیا۔ اسٹیج پر کئی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی حضرت بابا ظہور اسٹیج پر پہنچے وہ سب افراد

کھڑے ہو گئے۔ پنڈال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پنڈال میں موجود لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

بابا جی زندہ باد کے نعروں سے پنڈال گونج رہا تھا۔ حضرت بابا ظہور نے اسٹیج پر موجود لوگوں سے ہاتھ ملایا اور پھر درمیان میں رکھی ہوئی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئے۔ بیٹھے ہوئے افراد کے علاوہ اسٹیج کے ارد گرد کئی افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ریڈ وولف نے ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی خالی کرسی نہیں تھی۔

''بابا جی ۔ میں وہاں سامنے کھڑا ہو جاتا ہوں''...... ریڈ وولف نے جھکتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ ریڈ وولف اسٹیج پر کھڑے ہوئے لوگوں کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے پنڈال میں داخل ہونے کے راستے کا جائزہ لیا۔ پنڈال میں داخلے کے راستے پر کیمرے لگے ہوئے تھے۔ کیمروں کے علاوہ مشینیں بھی فٹ تھیں۔ کوئی بھی شخص ہتھیار سمیت اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ راستے پر کئی پولیس اہلکار کھڑے تھے اس ایک راستے کے علاوہ پنڈال کو ہر طرف سے سیل کر دیا گیا تھا۔

پنڈال کچھ دیر تک نعروں سے گونجتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ تمام لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ اسٹیج سیکرٹری نے حضرت بابا ظہور کو خطاب کے لئے مدعو کیا۔ وہ ڈائس پر آئے تو پنڈال ایک بار پھر نعروں سے گونج اٹھا۔ کچھ دیر بعد بابا ظہور نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو نعرے ختم ہوئے۔

ریڈ وولف بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ پھر حضرت بابا ظہور نے خطاب شروع کیا۔ ان کے خطاب کو پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ پنڈال میں ایک زبردست دھماکہ ہوا اور پنڈال دھویں سے بھر گیا۔ پنڈال اور اسٹیج پر بھگدڑ مچ گئی۔ لوگوں کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ حضرت بابا ظہور بھی ڈائس سے ہٹ کر مخصوص راستے کی طرف بھاگنا چاہتے تھے لیکن ریڈ وولف نے انہیں بھاگنے کا موقع ہی نہ دیا ریڈ وولف کی جیب میں ایک چھوٹا سا ریوالور تھا۔ اس نے وہ ریوالور نکالا اور بھاگتے ہوئے حضرت بابا ظہور پر فائر کئے۔ ایک گولی ان کی گردن پر لگی اور دوسری سر میں۔ گولیاں لگتے ہی وہ اسٹیج پر گر گئے جبکہ ریڈ وولف نے بھاگتے بھاگتے اپنا رخ بدلا اور وہ اسٹیج سے نیچے اتر کر پنڈال میں آ گیا۔ پنڈال میں ہزاروں لوگ تھے جو باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ وہ بھی ان بھاگنے والوں میں شامل ہو گیا۔

سارتا رائل ہوٹل میں موجود تھی۔ وہ کمرے کی کھڑکی سے قریب کرسی ڈال کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دوربین تھی اور اس کی نظریں سامنے گراؤنڈ پر تھیں۔ اس گراؤنڈ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا اور وہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ چار بجے اس جلسے کو حضرت بابا ظہور نے خطاب دینا تھا۔

کمرے میں ایک اور کرسی بھی رکھی ہوئی تھی اور اس پر جونی بیٹھا ہوا تھا۔ جونی بھی اس وقت مقامی میک اپ میں تھا اور اس کے ہاتھ میں راکٹ لانچر تھا۔ رات ریڈ وولف نے اپنے پروگرام میں کچھ تبدیلی کی تھی۔ اس نے اور سارتا نے جلسہ منعقد ہونے کی جگہ دیکھی تھی۔ پھر انہوں نے اس ہوٹل کو منتخب کیا تھا۔ کیونکہ یہ ہوٹل جلسہ گاہ کے بالکل سامنے تھا۔ ریڈ وولف نے اس کارروائی میں سارتا اور جونی کو بھی شامل کر لیا تھا۔ ان کے ذمے یہ کام تھا

کہ وہ جلسے گاہ میں اس وقت ایک راکٹ فائر کر دیں جب حضرت بابا ظہور خطاب کر رہا ہو۔ راکٹ فائر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جلسہ گاہ میں بھگدڑ مچ جائے۔ کسی کو کچھ ہوش نہ رہے اور ریڈ وولف کو وہاں سے نکلنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اسی لئے سارتا اور جونی ہوٹل کے اس کمرے میں موجود تھے۔ سارتا کے ہاتھ میں جو دوربین تھی وہ انتہائی طاقتور تھی اور اسے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ جلسہ گاہ میں لوگ تین بجے سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے لیکن حضرت بابا ظہور ابھی تک نہیں آئے تھے۔ اسٹیج پر ایک خالی کرسی موجود تھی اور سارتا کا اندازہ تھا کہ یہ خالی کرسی حضرت بابا ظہور کے لئے ہی ہے۔

پھر چار بجنے میں ابھی ایک، ڈیڑھ منٹ باقی تھا کہ کچھ لوگ اسٹیج پر آئے تو وہاں ہلچل مچ گئی۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے افراد اور گراؤنڈ میں موجود لوگ کھڑے ہو گئے۔ یہ ہلچل کچھ دیر تک رہی پھر اس نے ایک بزرگ کو خالی کرسی پر بیٹھتے دیکھا۔ اسی دوران اسے ریڈ وولف بھی نظر آیا جو کہ زوہیب کے میک اپ میں تھا۔ اس نے ریڈ وولف کو جھک کر بزرگ سے بات کرتے ہوئے دیکھا اس کے بعد ریڈ وولف اسٹیج پر کھڑے ہوئے لوگوں کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند منٹ اور گزرے تو بزرگ کرسی سے اٹھ کر ڈائس پر آئے۔ جیسے ہی وہ ڈائس پر آئے، گراؤنڈ میں موجود لوگوں میں جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

"جونی۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ کارروائی کا وقت قریب آ گیا ہے"۔ سارتا نے جونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مس۔ میں تیار ہوں اور ہوشیار بھی"...... جونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سارتا نے دوربین دوبارہ اپنی آنکھوں سے لگا لی۔ اس نے دیکھا کہ بزرگ نے ہاتھ ہلا کر پنڈال میں موجود افراد کو پرسکون رہنے کی ہدایت کی۔ لوگ آہستہ آہستہ پرسکون ہوتے گئے اور پھر اس نے بزرگ کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اپنی کارروائی کرتی۔

"جونی۔ کھڑکی میں آ جاؤ"...... سارتا نے کہا تو جونی کرسی سے اٹھ کر کھڑکی میں آ گیا۔

"تمہیں گراؤنڈ میں موجود لوگ نظر آ رہے ہیں نا"...... سارتا نے جونی سے پوچھا۔

"یس مس"...... جونی نے سارتا سے کہا اور پھر وہ گراؤنڈ کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

"بس اندھا دھند یہاں ایک راکٹ فائر کر دو"...... سارتا نے جونی کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"یس مس۔ مجھے معلوم ہے"...... جونی نے کہا اور پھر اس نے راکٹ لانچر ایڈجسٹ کیا۔ راکٹ لانچر چھوٹا لیکن جدید ساخت کا تھا جو کھل کر مختلف حصوں میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ وہ اس راکٹ لانچر کو ایک بریف کیس میں ڈال کر لائے تھے اور اس کمرے میں پہنچ کر

اسے فٹ کیا تھا۔ راکٹ لانچر کو کھڑکی میں رکھ کر جونی نے سارتا کی طرف دیکھا تو سارتا نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ جیسے ہی سارتا نے سر ہلایا، جونی نے راکٹ فائر کر دیا۔ ایک سیکنڈ بھی نہیں گزرا تھا کہ جلسہ گاہ میں دھماکہ ہوا اور اتنا شور بلند ہوا کہ آواز ہوٹل تک آنے لگی۔

"میں جا رہی ہوں۔ تم ٹیکسی کے ذریعے کوٹھی تک پہنچ جانا۔ لیکن اپنے تعاقب کا خیال رکھنا"...... سارتا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے نکلتے ہی جونی نے بھی راکٹ لانچر وہیں پھینکا اور وہ بھی کمرے سے باہر نکل آیا۔ ہوٹل کے کوریڈور میں بھی افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ کئی لوگ کمروں سے نکل آئے تھے۔ ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات تھے۔ وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ یہ دھماکہ کیسا تھا۔ جونی ان سب سے لاتعلق سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچ گیا۔ نیچے ہوٹل کا ہال خالی تھا۔ ہوٹل کے عملے کے افراد بد حواس دکھائی دے رہے تھے۔

"سر۔ ہوٹل سے دور دھماکہ ہوا ہے۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے"...... ہوٹل کے ایک ملازم نے جونی سے کہا۔ جونی بھی خوفزدہ اور بدحواس دکھائی دے رہا تھا اور وہ ملازم یہی سمجھا تھا کہ جونی خوفزدہ ہو کر ہوٹل سے باہر جا رہا ہے۔

"دور دھماکہ نہیں ہوا۔ ہوٹل کی چھت پر دھماکہ ہوا ہے"۔ جونی

نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ہوٹل ملازمین اور بھی زیادہ خوفزدہ ہو گئے اور جونی تقریباً بھاگتا ہوا ہال گیٹ تک پہنچا اور پھر گیٹ سے باہر نکل آیا۔ سڑک پر آ کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن اسے ٹیکسی کہیں بھی نظر نہ آئی۔ وہ ایک طرف بڑھنے لگا۔ چند گز دور جا کر اس نے فٹ پاتھ کے قریب ایک ٹیکسی کو دیکھا۔ ٹیکسی ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"چلو گے بھائی صاحب"...... جونی نے ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ قریب ہی دھماکہ ہوا ہے اور پولیس نے سارا علاقہ سیل کر دیا ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"بھائی صاحب۔ میرے دل میں تکلیف ہو رہی ہے۔ پلیز مجھے کسی قریبی ہسپتال لے چلو۔ ورنہ میں مر جاؤں گا"...... جونی نے تکلیف زدہ لہجے میں کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ جونی نے اپنے چہرے پر بھی تکلیف کے تاثرات پیدا کر لئے۔

"بیٹھیں جناب۔ پولیس والوں کو میں سنبھال لوں گا"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو جونی جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ٹیکسی آگے بڑھی۔ جونی نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا لیا۔ اب اسے پولیس کی طرف سے خطرہ تھا۔ اگر پولیس ٹیکسی روک کر اس سے پوچھ گچھ کرتی تو اس کا پکڑا جانا لازمی امر تھا۔ اسے اس بات

کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ سمارتا اسے چھوڑ کر کیوں گئی تھی۔ چند سیکنڈ تو وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے ڈھیلے ڈھیلے انداز میں بیٹھا رہا۔ پھر وہ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی نظر بھی سامنے پڑ رہی تھی۔

"کیا ہوا جناب۔ کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اسے آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب میں کچھ بہتر محسوس کر رہا ہوں"...... جونی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ پولیس نے راستے سیل کر دیئے ہیں۔ لیکن ابھی تک تو پولیس نظر نہیں آئی"...... جونی نے کہا۔

"دھماکہ ہوئے وقت ہی کتنا ہوا ہے۔ محض چند منٹ۔ چند منٹ بعد ہم وہاں جائیں گے تو پھر وہاں پولیس ہی پولیس نظر آئے گی"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"پھر کیا فائدہ۔ اتنی دیر میں تو دھماکہ کرنے والے نکل جائیں گے"...... جونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب آپ مکمل طور پر ٹھیک ہو گئے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کو واپس نہ لے چلوں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے واپس نہ لے چلو۔ بلکہ کسی ایسی کالونی میں لے چلو جہاں ابھی تعمیرات ہو رہی ہوں"...... جونی نے کہا۔

"بہت بہتر جناب"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور پھر ان کے

درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔

''جناب۔ مجھے آپ کی سمجھ نہیں آئی''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''کیسے''...... جونی نے ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھا۔

''وہاں آپ نے کہا کہ آپ کے دل میں تکلیف ہے میں آپ کو کسی ہسپتال لے چلوں۔ جب ہم دھماکے والے علاقے سے باہر نکل آئے تو آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو گئی اور آپ نے کہا کہ میں آپ کو کسی ایسی کالونی میں لے چلوں جہاں ابھی تعمیرات ہو رہی ہوں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب ہم کسی ایسی کالونی میں پہنچ جائیں گے تو میں یہ بات تمہیں سمجھا دوں گا''...... جونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم ایسی کالونی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ وہ دیکھئے سامنے جو کالونی آ رہی ہے اس میں تعمیراتی کام ابھی شروع ہو رہا ہے''۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو جونی نے اردگرد دیکھا۔ یہ ایک سنسان جگہ تھی۔ کہیں کہیں کسی گھر کی تھوڑی بہت تعمیر نظر آ رہی تھی ورنہ زیادہ تر وہاں پلاٹوں کی نشاندہی ہی کی گئی تھی۔

''ویری گڈ۔ تم مجھے بہت ہی اچھے علاقے میں لے آئے۔ اب تم ٹیکسی روک دو''...... جونی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ جیسے ہی اس نے ٹیکسی روکی، اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا کیونکہ اس نے جونی کے

ہاتھ میں ریوالور دیکھ لیا تھا۔

''یہ ریوالور دیکھ کر تم سمجھ چکے ہو گے کہ میں تمہیں یہاں کیوں لے آیا ہوں''...... جونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم مجھ سے میری ٹیکسی چھیننا چاہتے ہو''...... ٹیکسی ڈرائیور نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''اور میں دھماکے والے علاقے سے مریض بن کر کیوں نکلا''۔ جونی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کک۔ کیوں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''اس لئے کہ وہ دھماکہ کیا ہی میں نے تھا''...... جونی نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

''اچھا۔ اب تم ایسا کرو کہ ٹیکسی سے نیچے اتر جاؤ''...... جونی نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹیک سی۔ مم۔ مت چھینو۔ مم۔ میں ساری عمر اس کی قیمت نہیں اتار سکوں گا''...... ٹیکسی ڈرائیور نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''مائی ڈیئر۔ کوئی بھی تم سے ٹیکسی کی قیمت نہیں مانگ سکے گا''...... جونی نے پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹیکسی کا مالک بہت کنجوس ہے۔ وہ مجھے نہیں بخشے گا''...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

''احمق آدمی۔ جب تم زندہ ہی نہیں بچو گے تو وہ تم سے ٹیکسی کی

قیمت کیسے مانگے گا“...... جونی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ٹیکسی ڈرائیور کے زرد چہرے پر موت کی سیاہی پھیل گئی۔

”چلو نیچے اترو۔ اگر تم نیچے نہیں اترو گے تو میں تمہارے ماتھے میں سوراخ کر کے تمہیں نیچے پھینک دوں گا“...... جونی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا لیکن اس کا ہاتھ اس بری طرح سے لرز رہا تھا کہ اس سے ٹیکسی کا دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔

”تم اتنے بزدل انسان ہو“...... جونی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا اور اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور ابھی اپنا سر جھٹک رہا تھا کہ جونی اس کے دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ڈرائیور کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے رحم طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

”چلو۔ نیچے اترو“...... جونی نے سخت لہجے میں کہا تو ٹیکسی ڈرائیور لرزتا، کانپتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح نیچے نہیں اترا تھا کہ جونی کی نگاہ سامنے اٹھی اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

دو دن ہو گئے تھے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ابھی تک اندھیرے میں تھے۔ کسی کو بھی مجرموں کے بارے میں کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ جس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ یا تو مجرم کارروائی کے بعد پاکیشیا سے فرار ہو گئے ہیں یا فی الحال انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں۔ مجرموں کے نہ ملنے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے ان کی تلاش موقوف نہیں کی تھی۔

جولیا اس وقت نیشنل روڈ پر تھی۔ اس روڈ پر ایک خوبصورت پبلک باغ تھا۔ جس کا نام نیشنل باغ تھا اور اس باغ کی وجہ سے اس روڈ کا نام بھی نیشنل روڈ تھا۔ جولیا بہت سے علاقے گھومنے کے بعد اس روڈ پر آئی تھی اور اب اسے چائے کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے چائے کا ایک چھوٹا سا ہوٹل دیکھ کر کار اس کے سامنے روک لی اور پھر اس نے اشارے سے تیرہ چودہ سال کے

اس لڑکے کو بلایا جو گاہکوں کو چائے سرو کر رہا تھا۔

''یس مس۔ ٹی''...... لڑکے نے ایکریمین لہجے میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''ہاں۔ چائے لا دو۔ لیکن صاف ستھرے کپ میں''...... جولیا نے بالکل صاف پاکیشیائی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو لڑکے نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ جولیا کو دیکھا۔

''بہت بہتر باجی جی۔ میں آپ کو ڈسپوز ایبل کپ میں چائے لا دیتا ہوں''...... لڑکے نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ یہ لو۔ یہ پیسے بھی لیتے جاؤ''...... جولیا نے پرس سے ایک نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ لڑکے نے پیسے لئے اور واپس مڑ گیا۔ دو منٹ بعد ہی وہ آ گیا۔ اس نے جولیا کو چائے کا کپ دیا اور بقیہ پیسے بھی اس کی طرف بڑھائے۔

''یہ تم رکھ لو''...... جولیا نے بقایا پیسے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا بہت شکریہ باجی۔ لیکن میں یہ پیسے نہیں لے سکتا۔ ہاں۔ میں نے آپ کے لئے کوئی محنت کا کام کیا ہوتا تب یہ پیسے میرے لئے حلال تھے۔ اب نہیں''...... لڑکے نے جولیا کا شکریہ اد کرتے ہوئے کہا۔ اس نے پیسے جولیا کو دیئے اور پھر واپس م گیا۔ جولیا اس لڑکے سے بہت ہی متاثر ہوئی۔ اس نے کار آہستہ سے آگے بڑھائی اور فٹ پاتھ کے قریب کر کے روک لی او

چائے سپ کرنے لگی۔ چائے پینے کے ساتھ ساتھ اس کی نظریں ارد گرد بھی گھوم رہی تھیں۔ اس نے آدھا ہی کپ پیا ہو گا کہ اس کے کانوں سے ایک مانوس سی آواز ٹکرائی اور ساتھ ہی اس نے ایک چمک بھی دیکھی۔ اس لمحے ایک دھماکہ بھی ہوا۔ دھماکہ ہوتے ہی اس نے سامنے موجود نیشنل باغ میں دھویں کے بادل اٹھتے دیکھے اور انسانوں کا ایک شور سنائی دیا۔ جولیا سمجھ چکی تھی کہ راکٹ لانچر سے راکٹ فائر کیا گیا ہے اور اس نے سمت کا بھی اندازہ لگا لیا۔ اس کے اندازے کے مطابق یہ راکٹ نیشنل باغ کے بالکل سامنے موجود ہوٹل کے کسی کمرے سے فائر کیا گیا ہے۔

جولیا نے چائے پیتے ہوئے کار بند کر دی تھی۔ اب اس نے ڈسپوزیبل کپ کار سے باہر پھینکا اور کار سٹارٹ کر کے ہوٹل کی طرف بڑھنے لگی۔ ابھی وہ ہوٹل کے مین گیٹ سے تھوڑی دور تھی کہ اس نے ایک آدمی کو ہوٹل سے باہر نکلتے دیکھا۔ وہ آدمی نہایت تیزی سے چلتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکلا تھا لیکن وہ خوفزدہ یا بدحواس دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جولیا نے کار روک لی۔ اس نے ہوٹل سے باہر آنے والے آدمی کو دیکھا جو سڑک کے کنارے کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جولیا سمجھ گئی کہ وہ ٹیکسی کے انتظار میں ہے لیکن شاید دھماکے کی وجہ سے اس وقت ہوٹل کے قریب کوئی ٹیکسی نہیں تھی۔

چند لمحے رک کر وہ آدمی جولیا کی مخالف سمت میں چلنے لگا۔

جب وہ آدمی کافی دور چلا گیا تو جولیا نے کار آگے بڑھائی۔ جولیا کو یہ آدمی مشکوک لگا تھا اس لئے اس نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کچھ دور جا کر وہ آدمی فٹ پاتھ کے قریب رکی ہوئی ایک ٹیکسی کے دروازے پر جھکا ہوا تھا۔ جولیا نے ایک بار پھر کار روک لی۔ دھماکے کی وجہ سے لوگ دبک گئے تھے اور ٹریفک نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ اس لئے جولیا کو کافی فاصلہ دینا پڑ رہا تھا۔ پھر جولیا نے اس مشکوک آدمی کو ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا اور اگلے لمحے ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔

جولیا نے کار اس کے پیچھے لگا دی لیکن فاصلہ بہت زیادہ رکھا۔ کافی دیر بعد ٹیکسی ایک غیر آباد علاقے میں پہنچ گئی تو جولیا نے فاصلہ مزید بڑھا دیا۔ ٹیکسی ایک ایسے علاقے میں پہنچ کر رک گئی جہاں ابھی نئی کالونی کی تعمیر کا آغاز ہو رہا تھا۔ یہ تمام علاقہ غیر آباد تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ ٹیکسی ایک جگہ رک گئی تھی۔ جولیا نے اپنی کار ایک سائیڈ پر کر کے ایک درخت کے نیچے کار روک لی اور کار کے ڈیش بورڈ پر رکھی ہوئی دوربین اٹھا کر وہ درخت پر چڑھ گئی۔ دوربین سے وہ ٹیکسی ڈرائیور اور مشکوک آدمی کی حرکات نوٹ کر سکتی تھی۔ جیسے ہی اس نے دوربین سے ٹیکسی کی طرف دیکھا وہ چونک پڑی۔

کار کے اندر مشکوک آدمی کے ہاتھ میں اسے ریوالور دکھائی دیا تھا اور ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر اسے خوف کے تاثرات نظر آ

رہے تھے۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے دیکھا کہ مشکوک آدمی نے ٹیکسی ڈرائیور کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا تھا اور ٹیکسی سے نیچے اتر کر ڈرائیور کے دروازے پر آ گیا تھا۔ اب ٹیکسی ڈرائیور کی جان کو خطرہ تھا اور جولیا کے نزدیک وہ بے گناہ تھا اور کسی بے گناہ انسان کی جان بچانا بہت نیکی کا کام تھا۔ لہٰذا اس نے درخت سے جمپ لگایا اور ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچ گئی اور اگلے ہی لمحے کار حرکت میں آئی اور بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی دو تین سیکنڈوں میں ہی جولیا کی کار ٹیکسی کے بہت قریب پہنچ گئی۔ اتنا قریب کہ اس نے مشکوک آدمی کو چونکتے ہوئے صاف دیکھ لیا تھا۔ ٹیکسی کے قریب پہنچ کر جولیا نے فل بریک لگائی اور کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس وقت ٹیکسی ڈرائیور بھی نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک خوف کے تاثرات تھے۔

"مسٹر۔ تم اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تمہارے ہاتھ سر سے نیچے آئے تو تم خود اوپر پہنچ جاؤ گے"...... مشکوک آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ویسا ہی کیا۔ اس دوران جولیا بھی اپنی کار سے نیچے اتر آئی تھی۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئی ہو"...... مشکوک آدمی نے جولیا سے ایکریمی لہجے میں پوچھا۔ جولیا اس کے لہجے پر حیران رہ گئی کیونکہ وہ اسے مقامی سمجھ رہی تھی جبکہ یہ غیر ملکی تھا۔

"میں تو سٹار ورلڈ این جی او کی رکن ہوں۔ ہماری این جی او نے دفتر کے لئے یہاں زمین لیز پر لی ہے۔ میں اس زمین کو ایک نظر دیکھنے آئی ہوں۔ لیکن تم کون ہو۔ تم لگتے تو مقامی ہو لیکن تمہارا لب و لہجہ ایکریمی ہے اور تم نے بیچارے ٹیکسی ڈرائیور پر گن کیوں تانی ہوئی ہے"...... جولیا نے سوئس لہجے میں بات کرتے ہوئے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"تمہاتی بدقسمتی کہ تم غلط وقت پر یہاں آئی ہو تمہاری این جی او کو تمہاری یہاں لاش ہی ملے گی"...... مشکوک آدمی نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر دباؤ بھی ڈالنا چاہا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ ابھی گولی مت چلانا۔ پہلے میرے سوال کا جواب تو دے دو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا لب و لہجہ اس لئے ایکریمی ہے کیونکہ میں ہوں بھی ایکریمی اور مقامی اس لئے دکھائی دے رہا ہوں کہ میں مقامی میک اپ میں ہوں اور اس بیچارے ڈرائیور پر اس لئے گن تانی ہوئی ہے کہ میں اس کا مرڈر کرنے والا ہوں"...... اس مشکوک آدمی نے جولیا کے تمام سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔ اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... جولیا نے اس مشکوک آدمی سے کہا تو وہ مسکرانے لگا۔

"تم نے بھی میرا کچھ نہیں بگاڑا۔ لیکن اب میں پہلے تمہارا مرڈر کروں گا اور پھر اس کا کیونکہ تم مجھے کچھ نڈر قسم کی لڑکی لگ رہی

ہو"...... اس ایکریمی نے کہا اور اس نے ایک بار پھر ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا۔ ٹریگر دبا، ایک دھماکہ ہوا اور جولیا نے فضا میں ایک جمپ لگایا۔ گولی تو جولیا کے جمپ لگانے سے کہیں دور چلی گئی لیکن جولیا کی دونوں ٹانگیں ایکریمی کے سینے پر لگیں اور وہ فضا میں اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس کے تو خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ ایک عام سی لڑکی میں اتنی تیزی ہو سکتی ہے۔ جولیا کی ٹانگیں اس کے سینے پر پڑیں تو ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ گولی چلنے کی آواز سن کر ٹیکسی ڈرائیور نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں اور اسے یقین تھا کہ لڑکی گولی لگنے سے مر چکی ہو گی لیکن اسے لڑکی کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھول لیں۔

"بس مسٹر ایکریمی۔ اب تم سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگا۔ ایکریمی کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے۔ اپنی حیرت کے باوجود اس نے جولیا کے کہنے پر عمل کیا۔ زمین سے اٹھ کر اس نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے کیونکہ جولیا کی تیزی وہ دیکھ چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ اگر اس نے لڑکی کے کہنے پر عمل نہ کیا تو اس نے گولی مار دینی ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بھی آنکھیں کھول کر جولیا کی طرف دیکھا اور جولیا کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"یہ تمہیں کیوں قتل کرنا چاہتا ہے"...... جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور

سے پوچھا لیکن اس کی تمام تر توجہ ایکریمی پر رہی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر اسے موقع مل گیا تو اس نے جولیا پر حملہ کرنے پر دیر نہیں لگانی۔

''معلوم نہیں۔ یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تو اس کے ساتھ نیکی کی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ میرے دل میں تکلیف ہے مجھے کسی ہسپتال لے چلو۔ جب میں اسے دھماکے والے علاقے سے باہر لے آیا تو اس نے کہا کہ مجھے کسی ایسی کالونی لے چلو جہاں گھر ابھی تعمیر ہو رہے ہوں۔ لہٰذا میں اسے یہاں لے آیا۔ یہاں آتے ہی اس نے مجھ پر ریوالور تان لیا اور ساتھ ہی بتایا کہ نیشنل باغ میں ہونے والا دھماکہ بھی اسی نے کیا ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ یہ ایکریمی دہشت گرد ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ فوراً واپس چلے جاؤ اور اس بات کو بھول جانا کہ آج تمہارے ساتھ کچھ انہونا واقعہ ہوا ہے''...... جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

''کیا واقعی میں چلا جاؤں''...... ڈرائیور نے خوشی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''ہاں۔ چلے جاؤ اور جا کر صدقہ ضرور دینا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان بچا لی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ آپ لگ تو انگریز رہی ہیں لیکن باتیں مسلمانوں والی کر رہی ہیں اور وہ بھی ہماری زبان میں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے حیران

ہوتے ہوئے کہا تو جولیا کو اس پر شدید غصہ آ گیا۔

''اب تم یہاں سے دفع ہوتے ہو یا میں تمہیں گولی مار دوں''۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میں جاتا ہوں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے بوکھلا کر کہا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے ٹیکسی میں بیٹھا اور ٹیکسی نے طوفانی رفتار سے موڑ کاٹا اور پھر وہ آناً فاناً نظروں سے غائب ہو گئی۔

''موو''...... جولیا نے ایکریمی سے کہا لیکن اس نے اپنی جگہ سے ہلنے یا مڑنے کی کوشش نہ کی اس نے جولیا کا حکم نہ مانا تو جولیا نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ بیک وقت کئی گولیاں نکلیں اور ایکریمی کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ زمین پر گر گیا۔ اتنی گولیاں مشین پسٹل سے نکلنے کے باوجود اس کا صرف ایک کان اڑا تھا۔ جیسے ہی وہ زمین پر گرا۔ جولیا برق رفتاری سے اس کے قریب پہنچی اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر ایکریمی کی کنپٹی پر پڑی۔ دوسری ٹھوکر پر ایکریمی ہوش کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

جولیا اپنی کار کی طرف بڑھی۔ کار میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے رسی سے اس ایکریمی کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ پھر وہ ایکریمی کو کالر سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی اپنی کار کے قریب لے آئی۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایکریمی کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور اس کی کار واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

جیسے ہی عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ایک چھوٹی سی ٹرے اٹھا رکھی تھی جس میں چائے کے دو کپ موجود تھے۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا کپ اپنے سامنے۔

"عمران صاحب۔ آج حضرت بابا ظہور کا قتل ہو گیا ہے اور ان کے جلسے پر راکٹ بھی فائر کیا گیا ہے۔ کیا یہ فرقہ واریت ہے یا یہ پچھلے واقعے کے سلسلے کی کڑی ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میری نظر میں تو یہ فرقہ واریت نہیں ہے کیونکہ ہمارے سادہ

لوح عوام جو فرقہ واریت میں ملوث ہو جاتے ہیں، ان کے پاس جدید اسلحہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت بابا ظہور کے فرقے کے لوگ الزام لگا رہے ہیں کہ یہ ان کے مخالف فرقے کی کارروائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ حضرت بابا ظہور کافرستان سے آئے ہوئے تھے۔ اب کافرستان حکومت بھی خوب شور مچائے گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہری بات ہے۔ ان کا ایک شہری جو کہ بہت بڑا عالم دین بھی تھا، مارا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چاہے اس واقعے میں کافرستان حکومت خود ہی ملوث کیوں نہ ہو"...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

"کافرستان بھی یہی کرتا ہے۔ اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے اس قسم کی کارروائیوں کو پاکیشیا کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے بغیر شواہد اور ثبوت کے۔ تم اگر کافرستان کا نام لینا چاہتے ہو تو پہلے ثبوت حاصل کرو، پھر اس کا نام لو"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ دو دن گزر چکے ہیں۔ لیکن پچھلے کیس کے سلسلے میں بھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ پوری ٹیم معمولی سا بھی سراغ نہیں لگا پائی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ لوگ پاکیشیا چھوڑ کر جا چکے ہیں اور دوسری یہ کہ وہ فی الحال انڈر گراؤنڈ ہو چکے

ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر آج کی کارروائی کے بارے میں آپ کیا کہیں گے"۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے آج کی کارروائی میں وہی مجرم ملوث ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی اور گروپ ملوث ہو"...... عمران نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے اپنے ہی تعصب پسند عناصر نے راکٹ لانچر یا جدید اسلحہ حاصل کر لیا ہو"...... بلیک زیرو نے امکان ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ حضرت بابا ظہور کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پھر پنڈال میں راکٹ داغنے کی کیا ضرورت تھی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"راکٹ فائر کر کے پنڈال میں افراتفری پیدا کی گئی ہے۔ دھماکہ ہوتے ہی پنڈال میں موجود ہزاروں افراد افراتفری کا شکار ہو کر بے قابو ہو گئے اور سیکورٹی کے انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔ اس ہنگامے کی وجہ سے حضرت بابا ظہور کا قاتل بھی اطمینان کے ساتھ پنڈال سے باہر نکل گیا۔ اگر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو قاتل کا فرار ہونا ممکن نہیں تھا"...... عمران نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کا تجزیہ درست معلوم ہوتا ہے"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کس لئے فون کیا ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"چیف۔ نیشنل باغ میں داغے جانے والے راکٹ کا مجرم اس وقت میری قید میں ہے جو کہ ایکریمی ہے لیکن اس وقت مقامی میک اپ میں ہے اور میں اسے لے کر دانش منزل کی طرف آ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"تفصیل بتاؤ"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا نے نیشنل روڈ پر جانے سے لے کر اس مشکوک ایکریمی کو بے ہوش کر دینے تک کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"او کے۔ اس ایکریمی کو دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچا دو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ لگتا ہے جولیا نے ایک اہم آدمی پکڑ لیا ہے"...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا خود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف جیسے اہم

عہدے پر فائز ہے۔ اس نے تو اہم آدمی ہی پکڑنے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر رانا ہاؤس کے نمبر پریس کئے۔

''جوزف دی گریٹ۔ کنگ آف افریقہ سپیکنگ''...... دوسری بیل کے بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

''چیلوں نے گھونسلوں میں انڈے دے دیئے ہیں اور اب بدروحیں ان گھونسلوں پر منڈلا رہی ہیں''...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ باس۔ یہ تو تباہی کی علامت ہے۔ مکمل تباہی کی۔ پلیز کچھ کرو باس ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے جوزف کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم دانش منزل آ جاؤ۔ پھر سوچتے ہیں کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... جوزف نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی عمران نے رسیور رکھا کنٹرول روم میں مترنم سی بیل بجنے لگی۔ عمران نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر موجود بٹنوں میں سے تین چار بٹن پریس کئے تو دانش منزل کے گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔

جولیا اپنی کار سے نیچے اتر کر مین گیٹ کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو جہازی سائز مین گیٹ خود کار

سسٹم کے تحت کھل گیا اور جولیا کار میں بیٹھ کر دانش منزل میں داخل ہو گئی۔ گیٹ خودبخود بند ہو گیا تھا۔ جولیا نے کار ایک جگہ روکی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آئی۔ کار سے نیچے اترنے کے بعد اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایک بے ہوش آدمی کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد اس نے بے ہوش آدمی کو کالر سے پکڑا اور ڈارک روم کی طرف بڑھ گئی۔ ڈارک روم میں پہنچ کر اس نے بے ہوش آدمی کو فرش پر ڈالا اور پھر وہ ڈارک روم سے باہر آ گئی۔ اس کے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھی اور پھر کار مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھی۔ جیسے ہی کار مین گیٹ کے قریب پہنچی، عمران نے کی بورڈ کے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو مین گیٹ کھل گیا۔ جولیا کی کار باہر نکل گئی اور مین گیٹ بند ہو گیا۔

پانچ منٹ بعد ہی مترنم سی بیل دوبارہ بجی تو عمران نے پھر کی بورڈ کے بٹن پریس کئے تو مین گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ مین گیٹ پر جوزف کھڑا ہوا تھا۔ جوزف کو دیکھ کر عمران نے مین گیٹ کھلنے والا بٹن پریس کر دیا۔ مین گیٹ کھلا تو جوزف اپنی کار میں بیٹھا اور کار اندر آ گئی۔

''آؤ طاہر۔ اس آدمی سے انٹرویو کر لیں''...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کنٹرول روم سے باہر آ گئے۔ جوزف نے ان دونوں کو دیکھ کر سلام کیا۔

''باس۔ اب تو تم رانا ہاؤس کا چکر ہی نہیں لگاتے''...... سلام

کے بعد جوزف نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تو کنڈل جھیل کی بدروحیں تمہارے سر پر چکر لگانے کو ہیں اور تم کہتے ہو کہ میں رانا ہاؤس کا چکر لگاؤں''...... عمران نے کہا تو جوزف کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا اور اس کا جسم لرزنے لگا۔

''لیکن میں نے ماشی جھیل میں رہنے والے سبز مینڈکوں کا انتظام کر لیا ہے۔ اگر کنڈل جھیل کی بدروحیں تمہارے سر پر آئیں تو میں وہ مینڈک ان پر چھوڑ دوں گا''...... عمران نے جوزف سے کہا۔

''واہ۔ تھینک یو باس۔ تم واقعی گریٹ ہو۔ تم گریٹ ہو باس۔ اس لئے دی پرنس آف افریقہ تمہارا غلام ہے''...... جوزف یکدم ہی مطمئن ہو گیا تھا اور اس نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ اب ڈارک روم میں چلتے ہیں۔ ایک آدمی کی زبان کھلوانی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام تو جوزف کے لئے بہت معمولی ہے باس''...... جوزف نے کہا اور ڈارک روم کی طرف بڑھا۔ پھر وہ تینوں ڈارک روم میں پہنچ گئے۔ بے ہوش آدمی فرش پر پڑا ہوا تھا۔ جوزف نے اسے ایک ہاتھ سے اس طرح اٹھا لیا جیسے بچے کھلونا اٹھاتے ہیں اور پھر جوزف نے اسے بینچ پر پٹخ دیا۔

''اسے ہوش میں بھی لانا ہے جوزف''...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ابھی ہوش میں آ جائے گا باس۔ تم فکر ہی نہ کرو''۔ جوزف

نے کہا اور پھر اس بے ہوش آدمی کو ایک زور دار تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ تے ہی اس آدمی کا گال پھٹ گیا اور اس سے خون رسنے لگا۔ اتھ ہی وہ چیخ مار کر ہوش میں بھی آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی بھی کوشش کی لیکن چونکہ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ئے تھے اس لئے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا جبکہ زف کے دوسرے تھپڑ نے اس کا سر بینچ سے ٹکرا دیا۔ اس کے بعد زف نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور بینچ پر بٹھا دیا۔

''کون ہو تم اور تم نے مجھے کیوں باندھا ہوا ہے''...... اس آدمی نے ان تینوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

''میرا نام عمران ہے۔ یہ طاہر ہے اور اس دیو کا نام جوزف ہے۔ اب تم اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے وہ ں آدمی سے دوستانہ ماحول میں مل رہا ہو۔

''میرا نام جونی ہے۔ لیکن تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے''۔ ں آدمی نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''حضرت بابا ظہور کے جلسے پر تم نے راکٹ فائر کیا تھا''۔ مران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو کبھی ریوالور سے فائر نہیں کیا۔ راکٹ کیسے فائر کروں گا''...... جونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے جوزف ے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف کا ایک ہاتھ تیزی سے حرکت میں

آیا۔ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی کسی خنجر کی طرح جونی کی آنکھ میں گھسی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا آنکھ سے نکل کر فرش پر جا گرا۔ ساتھ ہی جونی کے منہ سے دردناک چیخ بلند ہوئی اور وہ پہلے تو بینچ پر گرا اور پھر بینچ سے نیچے فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ جوزف نے اسے اٹھایا اور پھر بینچ پر پٹخ دیا۔

"اب اگر تم نے میرے سوالوں کا صحیح جواب نہ دیا تو تمہاری دوسری آنکھ بھی ضائع ہو جائے گی"...... جب جوزف نے اسے ایک بار پھر بینچ پر سیدھا بٹھایا تو عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تت۔ تم۔ بہت ظالم ہو۔ پوچھو۔ میں بتاؤں گا"...... جونی نے آنکھ میں ہونے والی تکلیف کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم تو بہت مظلوم ہو۔ ایڈیٹ۔ تم نے ایک راکٹ فائر کر کے کتنے بے گناہوں کو قتل کیا ہے اور ان گھرانوں میں صف ماتم بچھ دی ہے۔ نانسنس"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جونی کے منہ پر ایک تھپڑ بھی مارا۔ یہ تھپڑ اس کی زخمی آنکھ کے قریب لگا جس سے جونی کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ وہ ایک بار پھر تڑپ کر نیچے گرنے والا تھا کہ جوزف نے اسے قابو کر لیا اور پھر سیدھا کر کے بینچ پر بٹھا دیا۔

"ہاں بولو۔ راکٹ تم نے فائر کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں جونی سے پوچھا۔

"ہاں۔ نیشنل باغ کے سامنے رائل ہوٹل ہے۔ میں نے اس

ہوٹل کی تیسری منزل کے ایک کمرے سے راکٹ فائر کیا تھا"۔ جونی نے اقرار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ تم کون ہو اور تم نے یہ راکٹ کیوں فائر کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں ریڈ وولف اور مس سمارتا کا ساتھی ہوں۔ ریڈ وولف نے حضرت بابا ظہور کا مرڈر کرنا تھا۔ پہلے تو وہ اکیلے ہی یہ کارروائی کرنا چاہتے تھے لیکن رات کو جلسہ گاہ کے انتظامات دیکھ کر اس نے مجھے اور مس سمارتا کو بھی اس کارروائی میں شامل کر لیا۔ میں اور مس سمارتا ہوٹل میں تھے۔ میں نے راکٹ لانچر سے راکٹ فائر کیا تاکہ جلسہ گاہ میں بھگدڑ مچ جائے اور ریڈ وولف کو فرار ہونے میں آسانی رہے۔ ورنہ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنی کارروائی کے بعد آسانی سے فرار نہیں ہو سکے گا"...... جونی نے کہا۔

"یہ ریڈ وولف اور مس سمارتا کون ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں جونی سے پوچھا۔

"ریڈ وولف اور مس سمارتا آج سے چند سال پہلے ایکریمیا کی ایکس ایجنسی کے سپر ایجنٹ تھے۔ پھر ان دونوں نے ایجنسی چھوڑ دی اور پرائیویٹ کام کرنے لگے۔ اب یہ دونوں بھاری معاوضے پر کام کرتے ہیں"...... جونی نے کہا۔

"ہونہہ۔ پاکیشیا میں ان کا کیا مشن ہے"...... عمران نے جونی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں مختلف مذاہب کا آپس میں تصادم کرانا اور مسلمانوں کی آپس کی فرقہ واریت کو ہوا دینا"...... جونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سراج گوٹھ میں کرسچن محلے میں جو آگ لگی تھی وہ تمہی لوگوں نے لگائی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ بھی ہماری ہی کارروائی تھی"...... جونی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کتنے لوگ یہاں آئے ہوئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ایکریمیا سے ہم تین افراد ہی پاکیشیا آئے ہیں"...... جونی نے جواب دیا۔

"یہاں تمہاری مدد کون کون کر رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں صرف وکرم دیو کو جانتا ہوں۔ صرف وہی کوٹھی پر آتا رہتا ہے"...... جونی نے جواب دیا۔

"کون ہے یہ وکرم دیو اور کہاں رہتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وکرم دیو، کرامت اللہ کے نام سے گرین ہوٹل میں سپروائزر ہے"...... جونی نے کہا۔

"تم لوگ کہاں رہ رہے ہو"...... عمران نے پوچھا مگر جونی خاموش رہا۔

"جوزف"...... جونی نے عمران کے سوال کا جواب نہ دیا تو عمران

نے جوزف کو آواز دی۔

"یس باس"...... جوزف نے فوراً ہی مستعد لہجے میں کہا۔

"جونی کی دوسری آنکھ بھی نکال دو"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے باس"...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے جونی کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ بلند ہوا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ میں بتاتا ہوں"...... جونی نے یکدم چلاتے ہوئے کہا تو جوزف کا ہاتھ رک گیا۔ جوزف کا ہاتھ پہلے جیسی تیزی سے حرکت میں آیا بھی نہیں تھا۔ وہ عمران کا مزاج شناس تھا اور یہ بات سمجھ گیا تھا کہ عمران جونی کو صرف خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔

"ہاں۔ بتاؤ"...... عمران نے اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں رہ رہے ہیں"۔ جونی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی کے علاوہ بھی کسی اور کوٹھی کا انتظام کیا ہوا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس یہی ایک کوٹھی ہے"...... جونی نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اسے آف کر کے برقی بھٹی میں ڈال دینا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ بلیک

زیرو بھی اس کے ساتھ ہی دروازے کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ کنٹرول روم میں پہنچ گئے۔ کنٹرول روم میں پہنچتے ہی عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور صفدر کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا کیونکہ وقت کم تھا اس لئے اس نے جولیا کو فون کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اگر وہ پہلے جولیا کو فون کرتا تو پھر جولیا، صفدر کو فون کرتی تو بہت سا وقت ضائع ہو جانا تھا۔

''یس چیف۔ صفدر سپیکنگ''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی صفدر کی آواز سنائی دی۔

''صفدر۔ تم نعمانی کو کال کر لو اور فوراً گرین ہوٹل پہنچو۔ تم نے گرین ہوٹل کے سپروائزر کرامت اللہ کو دانش منزل پہنچانا ہے''۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے انگلی سے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے تنویر کے موبائل فون کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف۔ تنویر سپیکنگ''...... دوسری بیل کے بعد تنویر کی آواز سنائی دی۔

''تم فوراً زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس کے قریب پہنچ جاؤ۔ عمران بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔ تم نے اس کوٹھی پر آپریشن کرنا ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں تنویر کو ہدایت دیتے ہوئے

کہا۔

''اوکے چیف''...... تنویر کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے گیس فائر کرنے والا پسٹل اور مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں رکھے اور پھر بلیک زیرو سے کوئی بات کئے بغیر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی کار زیب کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ کار کی رفتار کافی حد تک تیز تھی۔ تیز ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ تھوڑی ہی دیر میں زیب کالونی پہنچ گیا۔ زیب کالونی کے آغاز میں ہی بچوں کے لئے ایک پارک بنا ہوا تھا اور تنویر کی کار اس پارک کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ تنویر اس سے پہلے ہی پہنچ گیا ہے۔ عمران نے اپنی کار تنویر کی کار کے قریب روک لی۔

''عمران میں بھی ابھی پہنچا ہوں''...... تنویر نے کار سے نیچے اتر کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اردگرد نظر دوڑائی۔ انہیں اردگرد کوئی بھی دکھائی نہیں دیا حالانکہ ابھی صرف سات بجے تھے لیکن یہ سردیوں کے سات تھے اور آج شدید ترین سردی تھی اس لئے شاید اس وقت کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

اردگرد کا کا جائزہ لینے کے بعد عمران بھی اپنی کار سے نیچے اتر آیا۔ پھر دونوں پیدل آگے بڑھے۔ کوٹھی نمبر دو سو دس پر وہ جلد ہی

پہنچ گئے۔ عمران نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو وہ چونک پڑا کیونکہ اس کے دباؤ ڈالتے ہی گیٹ کھل گیا تھا۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھا پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ تنویر نے بھی اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ پھر وہ نہایت ہی آہستگی سے اندر داخل ہوئے۔ کوٹھی کی لائٹس تو روشن تھیں لیکن وہاں کی خاموشی بتا رہی تھی کہ کوٹھی میں کوئی ذی روح موجود نہیں ہے۔ عمران اور تنویر محتاط انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ کمروں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے کمروں کی تلاشی لی لیکن سارے کمرے خالی تھے۔ ایک کمرے سے تہہ خانے کے لئے سیڑھیاں بھی نیچے جا رہی تھیں۔ وہ ان سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ سیڑھیوں پر ایک ٹیوب لائٹ روشن تھی۔ جس کی وجہ سے وہاں کافی روشنی تھی۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک تہہ خانے میں ہوا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر وہ دونوں ہی چونک پڑے کیونکہ تہہ خانے میں ایک لاش پڑی ہوئی تھی اور لاش کی حالت بتا رہی تھی کہ اس نوجوان کو مرے ہوئے ایک دن گزر چکا تھا۔ ابھی وہ دونوں لاش کا معائنہ کر ہی رہے تھے کہ وہاں یکدم اندھیرا چھا گیا۔ اندھیرا ہوتے ہی دونوں اچھلے لیکن پھر اسی لمحے ان کے سر چکرائے اور تہہ خانے کے اندھیرے کی طرح ان کے دماغوں پر بھی اندھیرا چھا گیا اور وہ فرش پر گر گئے۔

ریڈ وولف واپس کوٹھی پہنچا تو سارتا بھی واپس آ چکی تھی۔ ریڈ وولف نے واپس آتے ہی سب سے پہلے اپنا میک اپ صاف کیا۔ اسی دوران سارتا نے بھی میک اپ صاف کر لیا تھا۔

’’جونی کہاں ہے‘‘...... میک اپ صاف کرنے کے بعد ریڈ وولف نے سارتا سے پوچھا۔

’’میں نے اسے علیحدہ سے واپس آنے کی ہدایت کی تھی لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آیا‘‘...... سارتا نے کہا۔

’’اوہ۔ وہ کسی مشکل میں نہ پھنس گیا ہو‘‘...... ریڈ وولف نے پریشان لہجے میں کہا۔

’’ایسا بھی ہوسکتا ہے‘‘...... سارتا نے کہا۔

’’اگر جونی مشکل میں پھنس چکا ہے تو وہ ہمیں بھی مشکل میں پھنسا دے گا‘‘...... ریڈ وولف نے کہا۔

"تو اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔ یہ کوٹھی تو ہم نے ویسے بھی چھوڑ دینی تھی۔ اب فوراً چھوڑ دیتے ہیں"۔ سمارتا نے کہا۔

"او کے۔ فوراً اپنا سامان سمیٹو۔ نہ صرف یہ کوٹھی بلکہ ہم نے یہ کار بھی چھوڑنی ہے"...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر پانچ منٹ بعد ہی وہ کوٹھی نمبر دو سو دس سے باہر آ گئے۔ باہر آ کر سمارتا نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔

"ٹیکسی کی ضرورت نہیں ہے۔ کوٹھی نمبر دو سو بارہ بھی ہمارے لئے مخصوص ہے"...... ریڈ وولف نے سمارتا سے کہا اور پھر اس نے قدم آگے بڑھائے۔

"جب اتنے قریب تم نے دوسری رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا تو پھر تم پریشان کیوں ہو گئے تھے"...... سمارتا نے کہا۔

"میں صرف جونی کے لئے پریشان ہوا تھا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ جونی پچھلے دس سال سے میرے ساتھ ہے اور میں اس سے انسیت محسوس کرتا ہوں"...... ریڈ وولف نے کہا۔

"حیرت ہے ریڈ۔ تم وولف ہو کر کسی کے لئے پریشان ہو رہے ہو"...... سمارتا نے ریڈ وولف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"میں تمہارے لئے بھی پریشان ہوتا ہوں"...... ریڈ وولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کوٹھی نمبر دو سو بارہ کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ کوٹھی کے گیٹ کو تالا لگا ہوا تھا۔ ریڈ وولف نے جیب سے

ایک چابی نکالی اور تالا کھولنے لگا جبکہ سمارتا چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ گیٹ کا تالا کھل گیا تو وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ کمروں کے دروازوں پر تالے نہیں لگے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں پہنچ کر انہوں نے اپنا سامان میز پر رکھ دیا۔

"تم فوری طور پر میک اپ کر لو۔ میں اس دوران ایک فون کر لوں"...... ریڈ وولف نے سمارتا سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور اپنا بیگ کھولنے لگی۔ جس میں میک اپ بکس تھا۔ اس نے میک اپ بکس بیگ میں سے نکالا اور میک اپ کرنے لگی جبکہ ریڈ وولف موبائل فون پر کسی کے نمبر پریس کرنے لگا۔ یہ موبائل فون ایکریمی سیٹلائٹ سے منسلک تھا جو دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتا تھا اور اس کا ریکارڈ صرف ایکریمی ایجنسیاں ہی حاصل کر سکتی تھیں۔ وہ بھی صرف اس صورت میں کہ فون ایکریمیا دشمن سرگرمی میں استعمال ہو رہا ہو۔ بصورت دیگر اس موبائل فون کا یہ ریکارڈ حاصل کرنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔

"ہیلو۔ ہاشم سپیکنگ"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے انتہائی بھاری آواز سنائی دی۔

"ہاشم۔ میں ریڈ بول رہا ہوں"...... ریڈ وولف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر آپ۔ حکم سر"...... وہ بھاری آواز یکدم ہی مؤدبانہ ہو گئی

تھی۔

''ہاشم جو کوٹھی تم نے مجھے دی تھی وہ میں نے چھوڑ دی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ اس کوٹھی پر میرے مخالف ریڈ کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کوٹھی میں جو بھی داخل ہو تم اسے بے ہوش کر کے گرفتار کر لو''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... دوسری طرف سے ہاشم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

ہاشم۔ ہماری تلاش میں اس کوٹھی پر جو لوگ آئیں گے وہ انتہائی ہوشیار، چالاک اور خطرناک انسان ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم یا تمہارے آدمی ان سے مار کھا جائیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم بھی ان کے ساتھ چالاکی کریں گے''...... دوسری طرف سے ہاشم نے کہا۔

''او کے۔ اگر وہ تمہارے ہاتھ آ جائیں تو پھر مجھے رپورٹ کرنا۔ اسی نمبر پر''...... ریڈ وولف نے کہا

''رائٹ سر۔ جیسے ہی آپ کا کوئی دشمن میرے ہاتھ لگا۔ میں آپ کو فوراً فون کروں گا''...... ہاشم نے کہا۔

''او کے۔ گڈ بائی''...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر اس نے بٹن پریس کر کے کال منقطع کر دی۔

''پہلے وہ وکرم دیو عرف کرامت اللہ اور اب یہ ہاشم۔ یہ لوگ کہاں سے پیدا ہو رہے ہیں''...... سارتا نے میک اپ کرتے ہوئے

پوچھا تو ریڈ وولف کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی

''پاکیشیا اور کافرستان ایک دوسرے کے ازلی دشمن ہیں۔ جب سے پاکیشیا معرض وجود میں آیا ہے کافرستان اسے ہڑپ کرنے کے چکروں میں ہے۔ اسی لئے کافرستان کے سینکڑوں ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہیں۔ ایسے ایجنٹ جو کئی برسوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ اسی طرح پاکیشیا کے بھی سینکڑوں ایجنٹ کافرستان میں موجود ہیں اور سالہا سال سے موجود ہیں۔ اب چونکہ دونوں ممالک کے لوگوں کی شکلیں ایک جیسی ہیں اور ان کے رہن سہن کا طریقہ بھی ایک جیسا ہی ہے اس لئے میک اپ کے بغیر بھی وہ ایک دوسرے کے ملکوں میں ایسے رہتے ہیں جیسے اپنے ملک میں رہ رہے ہوں''۔ ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب کافرستان کے اتنے ایجنٹ یہاں موجود ہیں تو پھر اس نے ہماری خدمات کیوں حاصل کی ہیں''...... سارتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ایجنٹ سیکرٹ فیلڈ کے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ اعلیٰ پیمانے پر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ یہ معلومات چرا کر اپنے ملک بھیجتے ہیں۔ حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ یہاں کے اعلیٰ افسروں کے دوست بن کر رہتے ہیں اور یہاں کے لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ان کا اتنا قریبی دوست جو ہے وہ پاکیشائی نہیں بلکہ کافرستانی جاسوس ہے۔ وکرم دیو تمہارے سامنے آ چکا۔ یہ ہاشم اصل میں بیدار سنگھ ہے۔

اس کا یہاں کلب ہے اور یہ دادا یعنی غنڈہ بن کر رہتا ہے۔ اس نے بدمعاشوں کا گروپ بنایا ہوا ہے لیکن عام بدمعاشوں سے ہٹ کر یہ انتہائی ذہین اور چالاک ہے۔ یہ یہاں کے اعلیٰ افسران کو اعلیٰ قسم کی شراب اور شباب بھی سپلائی کرتا ہے اس لئے یہاں یہ عیش کر رہا ہے''...... ریڈ وولف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو سارتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہونہہ اور کافرستان سے ہی تمہیں ان لوگوں کی ٹپس ملی ہیں''۔ سارتا نے ریڈ وولف سے پوچھا۔

''ہاں۔ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے یہ لوگ بہت کارآمد ہیں اور معلومات کے لئے تو مجھے مکمل طور پر انہی پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ ان کے حکام نے انہیں میرے بارے میں بتا کر ہدایت کر دی ہے کہ اگر میں ان سے کسی قسم کی مدد حاصل کرنا چاہوں تو یہ میرا حکم اس طرح مانیں جس طرح باس کا مانا جاتا ہے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''تم نے کہا تھا کہ تم وکرم دیو کو ٹھکانے لگا دو گے تاکہ کوئی اس کے ذریعے سے ہم تک نہ پہنچ سکے''...... سارتا نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے ٹھکانے لگا دینا تھا لیکن اب ہمیں وہ کوٹھی اچانک ہی چھوڑنی پڑی ہے۔ اب اس کوٹھی کے بارے میں ہاشم بھی نہیں جانتا اور نہ ہی وکرم دیو۔ یہ میں نے ایک اور ذریعہ سے حاصل کی ہے''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہ ذریعہ کیا ہے''...... سارتا نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے ریڈ وولف سے کہا۔

''جب بھی وقت آتا ہے تمہیں ہر بات بتا دی جاتی ہے''۔ ریڈ وولف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ ان باتوں کے دوران سارتا کا میک اپ مکمل ہو گیا تھا۔ سارتا ایک نوجوان اور حسین مقامی لڑکی نظر آ رہی تھی۔ ریڈ وولف نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔

''کیسی لگ رہی ہوں''...... سارتا نے ریڈ وولف سے پوچھا۔

''بہت خوبصورت''...... ریڈ وولف نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو سارتا کا منہ بن گیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ میں تمہیں اپنے اصل روپ کی بجائے پاکیشیائی لڑکی کے روپ میں زیادہ اچھی لگتی ہوں''...... سارتا نے ناراض لہجے میں کہا تو ریڈ وولف کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تم تو ہر روپ میں ہی مجھے اچھی لگتی ہو''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب تم مجھے بنا رہے ہو''...... سارتا نے منہ بنا کر کہا تو ریڈ وولف کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی۔

''اب میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ تم جس روپ میں بھی آ جاؤ قیامت لگتی ہو''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''تھینک یو۔ تم تعریف بھی اچھی کر لیتے ہو''...... سارتا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ تمہارے چہرے پر مسکراہٹ تو آئی۔ اب تم ایسا کرو کہ دوربین لے کر چھت پر چلی جاؤ اور کوٹھی نمبر دو سو دس پر نظر رکھو۔ میں بھی مقامی میک اپ کر کے اوپر آ رہا ہوں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''اوکے''...... سمارتا نے کہا اور اس نے بیگ میں سے دوربین نکالی اور پھر کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے چلے جانے کے بعد ریڈ وولف میک اپ بکس کے سامنے بیٹھ گیا۔ میک اپ بکس میں آئینہ بھی موجود تھا۔ وہ اس آئینہ میں دیکھتے ہوئے میک اپ کرنے لگا۔

صفدر نے گرین ہوٹل کے قریب پہنچ کر اپنی کار فٹ پاتھ کے قریب کر کے روک لی۔ ایکسٹو کا فون رسیو کرنے کے بعد اس نے نعمانی کو فون کیا تھا اور اب اسے نعمانی کا انتظار کرنا تھا۔ اسے انتظار کرتے ہوئے بمشکل ایک منٹ ہوا ہو گا کہ اس کی کار کے پیچھے نعمانی کی کار آ کر رکی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو نعمانی اپنی کار سے نیچے اتر رہا تھا۔ صفدر بھی کار سے نیچے اتر آیا۔

''ہاں صفدر۔ تم نے مجھے گرین ہوٹل فوری پہنچنے کی ہدایت تو کر دی لیکن وجہ نہیں بتائی''...... نعمانی نے صفدر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''چیف کی ہدایت ہے کہ ہم اس ہوٹل کے سپروائزر کو دانش منزل پہنچا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آؤ پھر دیکھتے ہیں سپروائزر کو۔ کیا نام ہے اس

کا''...... نعمانی نے کہا اور وہ دونوں ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھے۔ کاریں انہوں نے وہیں فٹ پاتھ کے قریب ہی چھوڑ دی تھیں۔

''اس ہوٹل کے سپروائزر کا نام کرامت اللہ ہے''...... صفدر نے نعمانی کو سپروائزر کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس نے کوئی ایسی کرامت دکھائی ہے کہ چیف اس کا دیدار کرنے کے لئے بے چین ہے''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور اس وقت وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں لوگوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ صفدر اور نعمانی نے صرف ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوئے۔ کاؤنٹر پر ایک لڑکی موجود تھی جو اس وقت ایک رجسٹر پر جھکی ہوئی تھی۔ وہ دونوں کاؤنٹر کے قریب پہنچ گئے۔ کاؤنٹر گرل نے ان کی موجودگی کو محسوس کیا تو اس نے سر اٹھا کر ان دونوں کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر کاروباری مسکراہٹ آ گئی۔

''یس سر۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ہم نے اس ہوٹل کے سپروائزر کرامت صاحب سے ملنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن کرامت صاحب تو آج ڈیوٹی پر نہیں آئے۔ آج ان کی طبیعت خراب ہے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ لیکن ہمارا تو ان سے فوری ملنا بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کے پاس ان کا ایڈریس ہے تو پلیز آپ ہمیں ان کا ایڈریس بتا دیں۔ ہم انہیں گھر پر مل لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ کرامت صاحب نظام آباد میں مکان نمبر ایک سو چالیس میں رہتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو مس''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کاؤنٹر گرل کا شکریہ ادا کیا۔

''ویلکم سر''...... کاؤنٹر گرل نے بدستور کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور نعمانی بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ اپنی کاروں میں بیٹھے اور ان کی کاریں نظام آباد کی طرف بڑھنے لگیں۔ وہ دونوں ہی اس علاقے سے واقف تھے۔ اس علاقے میں مڈل طبقہ رہتا تھا۔ اس علاقے کے رہنے والے زیادہ تر افراد سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں ملازمت کرتے تھے۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ نظام آباد پہنچ گئے۔ مکان نمبر ایک سو چالیس تلاش کرنے میں انہیں مزید پانچ منٹ لگ گئے۔ مکان کے دروازے پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ جس پر کرامت اللہ سپر وائزر، گرین ہوٹل لکھا ہوا تھا۔ نیم پلیٹ کے ساتھ ہی ڈور بیل کا بٹن بھی لگا ہوا تھا۔ صفدر نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا تو بیل کی آواز انہیں بھی سنائی دی۔ بیل کے جواب میں ایک آدمی نے دروازہ کھولا اور سوالیہ نظروں سے انہیں

دیکھا۔

''ہمیں کرامت اللہ صاحب سے ملنا ہے''...... صفدر نے اس آدمی سے کہا۔

''میرا نام ہی کرامت اللہ ہے لیکن میں نے آپ کو پہچانا نہیں''...... اس آدمی نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمیں پہچانیں گے بھی کیسے۔ یہ ہماری پہلی ملاقات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جی فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ کرامت اللہ نے کہا۔

''ہم شیدان ہوٹل کی طرف سے آئے ہیں۔ کیا ہم اطمینان سے بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''آیئے۔ اندر آ جایئے۔ میں یہاں اکیلا ہی رہتا ہوں''۔ کرامت نے کہا اور پھر اس نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

''آپ ہمارے ساتھ آیئے۔ ہم ادھر کسی قریبی ہوٹل میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کیا آپ کوئی آفر لے کر آئے ہیں''...... کرمت اللہ نے صفدر سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ہم بہت ہی اچھی آفر لے کر آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''پھر تو آپ کو مایوسی ہو گی کیونکہ میں گرین ہوٹل کی ملازمت

نہیں چھوڑ سکتا''...... کرامت اللہ نے کہا۔

''بیشک آپ گرین ہوٹل کی ملازمت نہ چھوڑیں لیکن بات سن لینے میں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر آپ کو ہمارا پیکج پسند نہ آئے تو آپ انکار کر دیجئے گا۔ زبردستی تو ہم آپ کو اپنے ہوٹل نہیں لے جا سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''چلئے''...... کرمت اللہ نے کہا اور پھر اس نے دروازے سے باہر آ کر دروازے کی صرف چٹخنی لگائی اور صفدر کے ساتھ اس کی کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ نعمانی اپنی کار میں بیٹھ گیا اور پھر دونوں کاریں مڑیں اور سڑک پر دوڑنے لگیں۔

''یہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے تو کہا تھا کہ قریبی ہوٹل میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں''...... کرامت اللہ نے پریشان ہو کر صفدر سے کہا۔

''ہم اپنے معیار کے ہوٹل میں بیٹھ کر آپ سے بات کریں گے نا''...... صفدر نے کہا تو وہ کچھ مطمئن ہوا۔ پھر اسی لمحے بجلی سی کوندی۔ صفدر نے ڈرائیونگ کرتے کرتے اپنا بایاں ہاتھ تیزی سے گھمایا۔ کرامت اللہ کو پتہ بھی نہ لگا۔ صفدر کا ہاتھ اس کی کنپٹی پر لگا۔ ایک ہاتھ ہی اسے بہت ثابت ہوا اور وہ بے ہوش ہو کر فرنٹ سیٹ پر گر گیا۔

نعمانی کی کار صفدر کی کار کے پیچھے آ رہی تھی۔ صفدر نے اسے لائٹس سے مخصوص اشارے دیئے جن کا مطلب تھا کہ صفدر نے

کارروائی مکمل کر لی ہے لہٰذا نعمانی اب واپس جا سکتا تھا۔ نعمانی نے بھی اشارے دیکھ لئے تھے۔ لہٰذا اگلے موڑ سے وہ واپس مڑ گیا جبکہ صفدر بدستور دانش منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے مین گیٹ پر پہنچ گیا۔ مین گیٹ پر پہنچ کر اس نے ڈور بیل کے بٹن کو پریس کیا اور وہیں کھڑا رہا۔ چند سیکنڈ بعد مین گیٹ کھل گیا تو صفدر واپس کار میں آ کر بیٹھا اور پھر وہ کار سمیت دانش منزل میں داخل ہو گیا۔ کار ایک جگہ روک کر اس نے کرامت اللہ کو کار سے باہر گھسیٹ لیا۔

”اسے ڈارک روم میں جوزف کے حوالے کر دو“...... صفدر کو ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ صفدر نے کرامت اللہ کو کندھے پر اٹھایا اور پھر وہ ڈارک روم میں آ گیا۔ ڈارک روم میں جوزف ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر کو دیکھ کر جوزف کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ صفدر صاحب آپ“...... جوزف نے اپنے سفید دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تمہیں میرا سایہ نظر آ رہا ہے“...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے کرامت اللہ کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔

”آپ پر بھی باس کی صحبت کا اثر ہو گیا ہے۔ آپ بھی بہت ہنسانے لگ گئے ہو“...... جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم اسے سنبھالو۔ میں تو چلا“...... صفدر نے کہا اور پھر وہ ڈارک روم سے باہر آ گیا۔

”اب تم واپس جا سکتے ہو“...... جیسے ہی صفدر ڈارک روم سے باہر آیا اسے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ وہ اپنی کار میں بیٹھا اور پھر اس نے کار موڑی اور کار دانش منزل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

صفدر کی کار مین گیٹ سے باہر نکلی تو مین گیٹ آٹومیٹک سسٹم کے تحت بند ہو گیا۔ جیسے ہی مین گیٹ بند ہوا بلیک زیرو اپنی سیٹ سے اٹھا۔ عمران زیب کالونی کی طرف گیا تھا۔ بلیک زیرو عمران کے آنے سے پہلے کرامت اللہ سے معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا اس لئے وہ کنٹرول روم سے نکل کر ڈارک روم میں آ گیا۔

"جوزف۔ اسے کرسی پر باندھ دو"...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف نے فوراً ہی اس کے حکم کی تعمیل کی۔

"اب اسے ہوش میں بھی لے آؤ۔ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ جوزف کا تھپڑ بہت زور دار تھا۔ وکرم دیو پہلے تھپڑ پر ہی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ چند لمحوں تک وہ

لاشعوری کیفیت میں رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہو گئی۔

"کک۔ کک کون ہو تم"...... اس نے بلیک زیرو اور جوزف کو دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم کرامت اللہ ہو۔ گرین ہوٹل کے سپروائزر"...... بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح باندھا ہوا کیوں ہے"...... وکرم دیو نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا اصل نام وکرم دیو ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو وہ یکدم چونکا۔ اگر وہ کرسی سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو یقیناً کئی فٹ اوپر اچھل پڑتا۔

"تت۔ تم سے کس نے کہا ہے"...... وکرم دیو نے ایک مرتبہ پھر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ریڈ وولف اور سارتا کے ساتھی جونی نے"...... بلیک زیرو نے کہا تو وکرم دیو کی آنکھوں میں موجود حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

"جج۔ جج جونی۔ کون جونی۔ کہاں ہے جونی"...... وکرم دیو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو برقی بھٹی میں جل گیا۔ اب تو اس کی ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی اور چند منٹوں بعد تمہیں بھی برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا۔ جہاں تمہاری ہڈیاں بھی راکھ میں بدل جائیں گی"...... بلیک

زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو کی بات سن کر وکرم دیو نے جوزف کی طرف دیکھا تو جوزف نہایت ہی وحشیانہ انداز میں مسکرانے لگا۔ جوزف کو اس انداز میں مسکراتے دیکھ کر وکرم دیو کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور ساتھ ہی اس کا حلق بھی سوکھ گیا۔ دوسرے ایجنٹوں کی طرح وکرم دیو کو بھی یقیناً خصوصی تربیت دی گئی ہو گی لیکن جوزف کی موجودگی میں اس کی ساری تربیت دھری کی دھری رہ گئی تھی۔

"تت۔ تم۔ کک کیا چاہتے ہو"...... وکرم دیو نے بدستور ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سارتا اور ریڈ وولف زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں رہ رہے ہیں۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری معلومات درست ہیں"...... وکرم دیو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ معلومات جونی نے برقی بھٹی میں جلنے سے پہلے دی تھیں۔ تمہارے بارے میں بھی اسی نے بتایا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس نے بلیک زیرو کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ"...... بلیک زیرو نے وکرم دیو سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا۔

"میرا یہاں کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں کئی سالوں سے یہاں اکیلا ہی رہ رہا ہوں"...... وکرم دیو نے کہا۔

"بکواس کرتے ہو۔ یہاں تمہارے کئی ساتھی ہوں گے"۔ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرا یہاں کوئی ساتھی نہیں ہے"۔ وکرم دیو نے کہا۔ شاید اب اس نے اپنے خوف پر قابو پا لیا تھا۔

"جوزف"...... وکرم دیو کی بات سن کر بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں جوزف سے کہا۔

"یس طاہر صاحب"...... جوزف نے یکدم مستعد ہوتے ہوئے کہا۔

"وکرم دیو کی ایک آنکھ نکال دو"...... بلیک زیرو کا فقرہ ابھی مکمل ہوا ہی تھا کہ وکرم دیو کے حلق سے کربناک چیخ بلند ہوئی۔ اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا آنکھ سے نکل کر فرش پر جا گرا۔ وکرم دیو کی آنکھ سے خون بہنے لگا اور ساتھ ہی اس نے سر دائیں بائیں مارنا شروع کر دیا۔ اگر وہ کرسی سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو یقیناً وہ ذبح ہوئے بکرے کی مانند تڑپتا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر اس کا سر پکڑ لیا۔

"اب میرے سوالوں کا جواب دو گے یا تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دی جائے"...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"دوں گا جواب۔ ضرور دوں گا۔ پوچھو۔ پوچھو"...... وکرم دیو نے لاشعوری طور پر چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا کہ یہاں تمہارے ساتھی کون کون ہیں"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا ساتھی کوئی نہیں ہے۔ البتہ میں بیدار سنگھ کو جانتا ہوں جو میری طرح کافرستانی ایجنٹ ہیں"...... وکرم دیو نے کہا۔

"کون ہے بیدار سنگھ اور کہاں رہتا ہے"...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بیدار سنگھ یہاں ہاشم کے نام سے رہتا ہے۔ ہاشم دادا یہاں دارالحکومت کا معروف غنڈہ ہے اور داداکلب کا مالک ہے۔ اس کے کلب میں بدمعاشوں کی ایک پوری فوج موجود ہے"...... وکرم دیو نے کہا۔

"تم کتنے عرصے سے پاکیشیا میں رہ رہے ہو"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کئی سالوں سے"...... وکرم دیو نے کہا۔

"جوزف۔ اسے بھی آف کر کے برقی بھٹی میں ڈال دو"۔ بلیک زیرو نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رائٹ طاہر صاحب"...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے پیچھے وکرم دیو کی آخری چیخ سنی۔ یقیناً جوزف نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔

بلیک زیرو ڈارک روم سے نکل کر کنٹرول روم میں آ گیا۔ کنٹرول روم میں آ کر بلیک زیرو نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ عمران کو زیب کالونی گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اب تک اسے واپس آ

جانا چاہئے تھا۔ بلیک زیرو اپنی کرسی پر بیٹھ کر عمران کا انتظار کرنے لگا۔ مزید پانچ منٹ گزرنے کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔ لیکن کمپیوٹر نے اسے جواب دیا کہ موبائل فون آف ہے۔ عمران کے نمبر کو ٹرائی کرنے کے بعد بلیک زیرو نے تنویر کا نمبر بھی ملایا۔ تنویر کا نمبر بھی آف تھا۔ بلیک زیرو کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں کیونکہ موبائل فون آف ہونے کا مطلب یہ تھا کہ عمران اور تنویر اس وقت بے ہوش ہیں۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے پاس سیکرٹ سروس کے اپنے سسٹم کے موبائل فون تھے۔ عمران نے سرداود سے مل کر پاکیشیا کے سیٹلائٹ میں سپیس حاصل کی تھی اور کنکشن کی مشینری بھی دانش منزل میں ہی موجود تھی۔ موبائل سیٹوں میں میموری کارڈ کی جگہ اس نے اپنی تیار کی ہوئی چپ لگائی تھی جس کی وجہ سے موبائل فون سیٹ بھی ہر طرح سے محفوظ ہو گئے تھے۔ انہیں کوئی اور استعمال کر ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ نمبر ہولڈر کی دماغی لہروں پر آن آف ہوتے تھے۔ اگر نمبر ہولڈر بے ہوش ہو جاتا تو سیٹ خودبخود آف ہو جاتا تھا اور پھر کسی دوسرے آدمی سے کسی صورت بھی آن نہیں ہو سکتا تھا اور عمران نے ایسا سسٹم اس لئے بنایا تھا کہ ان کے بے ہوش ہونے کی صورت میں کوئی ان کا کال ریکارڈ چیک نہ کر سکے اور نہ ہی فون میموری سے کوئی فائدہ اٹھا سکے۔ بلیک زیرو نے ایک

بار پھر دونوں کو ٹرائی کیا اور رسپانس نہ ملنے پر اس نے جولیا کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جولیا سپیکنگ"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عمران اور تنویر زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں آپریشن کرنے گئے تھے اور اب ان کے موبائل فون آف ہیں۔ تم خود کسی ممبر کے ساتھ زیب کالونی چلی جاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے چیف۔ میں صفدر کے ساتھ چلی جاتی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جلد مجھے رپورٹ دو"...... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کے بٹنوں میں سے دو بٹن دبائے تو دانش منزل کا وسیع و عریض صحن سکرین پر نظر آنے لگا۔ جوزف صحن میں بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے مائیک آن کیا۔

"جوزف۔ تم میری آواز سن رہے ہو"...... بلیک زیرو نے مائیک اٹھا کر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے دیکھا کہ اس کی آواز سن کر جوزف فوراً ہی بینچ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہاں طاہر صاحب۔ میں آپ کی آواز سن رہا ہوں"۔ جوزف

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم دادا کلب چلے جاؤ اور بیدار سنگھ کو اٹھا کر لے آؤ"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے طاہر صاحب"...... جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا کیونکہ عموماً وہ فارغ رہتا تھا اس لئے جیسے ہی اسے کوئی کام کہا جاتا تو وہ خوش ہو جاتا تھا اور یہ کام تو اس کی پسند کا تھا۔

"اسلحہ تم سپیشل روم سے اٹھا لو"...... بلیک زیرو نے کہا تو اس نے جوزف کو کمروں کی طرف بڑھتے دیکھا۔ سپیشل روم کے دروازے پہنچ کر جوزف نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ سپیشل روم میں تین الماریاں موجود تھیں۔ جوزف کو معلوم تھا کہ اسلحہ کس الماری میں رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ سیدھا اسلحے والی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے دو مشین پسٹل اور دو ریوالور اٹھا کر اپنی جیبوں میں رکھ لئے۔ ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کے میگزین بھی اٹھا کر جیب میں رکھے۔ بلیک زیرو جوزف کی تیاری پر مسکرانے لگا۔ جوزف سپیشل روم سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر اس کی کار مین گیٹ کی طرف بڑھی تو بلیک زیرو نے ایک بٹن پریس کر دیا جس سے دانش منزل کا مین گیٹ کھل گیا۔ جب جوزف کی کار باہر نکل گئی تو مین گیٹ آٹومیٹک سسٹم کے تحت بند ہو گیا۔

ایکسٹو کا فون سننے کے بعد جولیا نے صفدر کے موبائل فون کا نمبر ملایا۔ چند لمحوں بعد بیل جانے لگی۔

''یس۔ صفدر سپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی اور صفدر کی آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں صفدر''...... جولیا نے کہا۔

''یس مس جولیا۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ لیا تھا''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''صفدر۔ میں زیب کالونی پہنچ رہی ہوں۔ تم بھی پہنچ جاؤ۔ ہم نے زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس چیک کرنی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے مس جولیا۔ میں دس منٹ میں زیب کالونی پہنچ رہا ہوں''۔ صفدر کی آواز سنائی دی۔ جولیا نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ

دیا۔ پھر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں مشین پسٹل کی موجودگی کا اطمینان کیا اور میز پر رکھی ہوئی کار کی چابی اٹھائی اور اپنے فلیٹ سے باہر آ گئی۔

زیب کالونی جولیا کی بلڈنگ سے بارہ منٹ کی ڈرائیو پر تھی لیکن تیز رفتاری کے باعث جولیا دس منٹ میں ہی زیب کالونی پہنچ گئی۔ لائن نمبر دو کے آغاز میں بچوں کا ایک چھوٹا سا پارک تھا جس کے گیٹ پر ٹیوب لائٹس روشن تھیں۔ جن کی روشنی دور تک پھیل رہی تھی اور اس پارک کے سامنے عمران، تنویر اور صفدر کی کاریں موجود تھیں۔

''مس جولیا۔ یہاں تو عمران صاحب اور تنویر کی کاریں بھی موجود ہیں''...... جیسے ہی جولیا کی کار رکی۔ صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ عمران اور تنویر دونوں کوٹھی نمبر دو سو دس میں آپریشن کرنے آئے تھے اور لگتا ہے کہ وہ کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں اس لئے چیف نے یہ کوٹھی چیک کرنے کے لئے ہمیں بھیجا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب اور تنویر کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں''۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آؤ دیکھتے ہیں''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔ جلد ہی وہ کوٹھی نمبر دو سو دس کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ صفدر

نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ جولیا اور صفدر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر صفدر نے نہایت ہی احتیاط سے اندر جھانکا۔ اندر بھی لائٹس روشن تھیں اور ان کی روشنی میں کوٹھی کا صحن اور برآمدہ صاف نظر آ رہا تھا لیکن وہاں کسی کی موجودگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ وہ دونوں ہی نہایت احتیاط کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور چوکنا انداز میں کمروں کی طرف بڑھنے لگے۔

''صفدر۔ تم اندر جا کر کمروں کی تلاشی لو۔ میں یہاں رکتی ہوں''۔ برآمدے میں پہنچ کر جولیا نے آہستہ آواز میں کہا اور ایک ستون کی آڑ میں کھڑی ہو گئی۔ صفدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔ جولیا چند لمحوں تک تو اسے دیکھتی رہی اور پھر اس نے اپنی نظریں گھمائیں۔ اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا اور ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جو کسی بھی ہنگامی صورت حال میں ایک لمحے سے بھی کم وقت میں جیب سے باہر آ سکتا تھا۔ جولیا کی نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔

اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی کچھ ہونے والا ہے اور اسی احساس کی بناء پر اس نے صفدر کو بھی تنہا اندر جانے کا کہا تھا۔ اس کا دھیان کمروں کی طرف بھی تھا اور اس کی نظریں بھی چاروں طرف حرکت کر رہی تھیں۔ صفدر ایک کمرے سے نکل کر تیسرے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے چند منٹ بعد جولیا کو شدید خطرے کا احساس ہوا۔ جیسے ہی اسے خطرے کا احساس ہوا وہاں

یکدم اندھیرا چھا گیا اور اندھیرا ہوتے ہی کوئی وجود جولیا پر آ گرا۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حرکت کی۔ اس نے کروٹ بدلی اور اپنے اوپر گرنے والے شخص کے نیچے سے نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھی جیکٹ کی جیب سے باہر آ گیا۔ لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اس کے ہاتھ کو جھٹکا لگا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر اندھیرے میں کہیں گر گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے پیٹ پر ایک مکا لگا۔ پیٹ پر لگنے والے اس مکے نے ایک لمحے کے لئے جولیا کا سانس روک دیا۔ دوسرا مکا جولیا کے سر پر لگا تھا اور جولیا کو اندھیرے میں ستارے جھلملاتے ہوئے نظر آنے لگے۔

جولیا نے ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں اپنے معطل ہوتے ہوئے حواس بحال کئے اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر تیزی سے کروٹ بدلی۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔ اس کا مدمقابل ایک لمبا تڑنگا اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی تھا جس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آ چکا تھا لیکن اب جولیا سنبھل چکی تھی۔ یکدم ہونے والے اندھیرے نے چند لمحوں کے لئے اسے اندھا کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ اس آدمی سے مار کھا گئی تھی لیکن اب چونکہ اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں اس لئے اب وہ اپنے مدمقابل کا باآسانی مقابلہ کر سکتی تھی۔ اس کے مقابل نے اس کے سر پر ایک اور مکا مارتے

کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس کا ہاتھ بڑھا، جولیا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی کلائی پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا تو اس کی کلائی ایک جھٹکے میں ہی ٹوٹ گئی اور اس کے منہ سے تیز کراہ بلند ہوئی۔

جولیا نے اس کی کلائی نہ چھوڑی اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے مقابل کی چیخ بلند ہوگئی۔ جولیا نے اس کی کلائی چھوڑی اور اچھل کر اس کی پسلیوں پر ٹھوکر مار دی۔ جیسے ہی جولیا کی ٹھوکر اسے لگی اس کے منہ سے ایک اور چیخ بلند ہوئی اور وہ لمبا تڑنگا اور پھیلے ہوئے جسم کا شخص جولیا کے سامنے اب ریت کی دیوار ثابت ہو رہا تھا۔ پسلیوں میں ٹھوکر مارنے کے بعد جولیا نے اس کے سر پر بھی ایک ٹھوکر مار دی۔ دوسری ٹھوکر پر اس شخص کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ گویا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جولیا نے احتیاطاً ایک اور ٹھوکر بھی اس کی کنپٹی پر مار دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور اس کی ٹارچ روشن کر کے اردگرد دیکھا۔ اس کا مشین پسٹل قریب ہی پڑا تھا۔ جولیا نے اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور موبائل فون کی ٹارچ آف کر دی۔

اس کے بعد جولیا نے بے ہوش شخص کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ پانچویں یا چھٹے تھپڑ پر اسے ہوش آ گیا لیکن ابھی اس کا شعور بیدار نہیں ہوا تھا کہ جولیا نے اس کی دوسری کلائی بھی پکڑ لی اور جھٹکا دے دیا جس سے فوراً ہی اس کا شعور بیدار ہو گیا اور اس

کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ جولیا نے مشین پسٹل اس کے ماتھے سے لگا دیا۔

''یہ مشین پسٹل بے آواز ہے کیونکہ اس پر سائیلنسر فٹ ہے۔ کسی کو بھی گولی چلنے کی آواز سنائی نہیں دے گی اور تمہاری کھوپڑی کے پرخچے اڑ جائیں گے''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مم۔ مجھے مت مارنا''...... اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... جولیا نے بدستور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا نام ناصر ہے''...... جولیا کے مدمقابل نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا

''تم کتنے لوگ ہو یہاں''...... جولیا نے سرد لہجے میں ناصر سے پوچھا۔

''دو تہہ خانے میں ہیں اور میں یہاں تھا''...... ناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں پہلے بھی دو افراد آئے تھے۔ وہ کہاں ہیں''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''وہ دونوں جیسے ہی تہہ خانے میں پہنچے تھے۔ ہم نے تہہ خانے میں گیس پھیلا کر انہیں بے ہوش کر دیا تھا اور پھر دادا کے آدمی انہیں اٹھا کر لے گئے اور دادا نے ہمیں یہیں رہنے کا حکم دیا تاکہ کوئی اور آئے تو ہم اسے بھی بے ہوش کر کے دادا کو اطلاع کریں''۔

ناصر نے کہا۔

"یہ دادا کون ہے اور کہاں رہتا ہے"...... جولیا نے ایک بار پھر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاشم دادا ہی ہمارا استاد ہے اور وہ دادا کلب کا مالک ہے"۔ ناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا جولیا نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں ناصر کے ماتھے پر لگیں تو واقعی اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔ جولیا اچھل کر پیچھے ہو گئی اور پھر اس کا رخ اس تیسرے کمرے کی طرف ہوا جس میں صفدر داخل ہوا تھا اور باہر نہیں آیا تھا۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ تہہ خانے کا راستہ اس کمرے میں تھا۔ ابھی اس نے کمرے کی طرف ایک قدم ہی بڑھایا تھا کہ ایک آدمی کمرے سے باہر نکلا۔ اندھیرا ہونے کے باوجود اس آدمی نے جولیا کو دیکھ لیا۔

جولیا کو دیکھتے ہی اس نے اپنا ہاتھ سیدھا کرنا چاہا لیکن جولیا اس سے زیادہ تیز اور پھرتیلی نکلی۔ اس کے مشین پسٹل سے گولیوں کی ایک بوچھار نکلی اور کمرے سے باہر نکلنے والے شخص کے سینے میں کئی سوراخ ہو گئے اور وہ چیخ مار کر گرا اور گرتے ہی تڑپنے لگا۔ چونکہ جولیا کے مشین پسٹل پر سائیلنسر فٹ تھا اس لئے فائرنگ کی آواز پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ کمرے سے باہر آنے والے کو ہٹ کرنے کے بعد جولیا پھر اسی کمرے کی طرف بڑھی۔ جب وہ اس شخص کے قریب پہنچی تو وہ ابھی تڑپ رہا تھا۔ جولیا نے اس پر توجہ

نہ دی اور وہ آگے بڑھی۔

"ناصر، سلطان۔ ارے ابھی تک تم نے لائٹس کیوں نہیں جلائیں"۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچی اسے کمرے میں سے ایک آواز سنائی دی۔ جولیا فوراً ہی سائیڈ پر ہو گئی جبکہ ایک آدمی کمرے سے باہر نکل آیا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا جولیا نے اس کے سر کی پشت پر مشین پسٹل کی نال لگا دی۔

"ہینڈز اپ۔ اگر حرکت کرنے کی کوشش کی تو کھوپڑی اڑ جائے گی"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو کمرے سے باہر آنے والے شخص نے اپنے ہاتھ بلند کر لئے۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں کہ ناصر اور سلطان نے ابھی تک لائٹس کیوں نہیں جلائیں اس لئے کہ اب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں رہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں آ رہا تو تم ان کی لاشیں دیکھ سکتے ہو"۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص کی نظر اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر پڑی تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔

"لائٹس کا سوئچ بورڈ کس طرف ہے"...... جولیا نے پوچھا تو اس شخص نے کمروں کے اختتام کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔

"مجھے تم سے چونکہ کوئی سوال و جواب نہیں کرنا۔ لہٰذا تم بھی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ اس شخص کی کھوپڑی کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ اس کی بھی آخری چیخ بلند ہوئی تھی

اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس نے جس طرف لائٹس کے سوئچ بورڈ کی نشاندہی کی تھی جولیا اسی طرف بڑھی۔ اگرچہ اس کوٹھی میں موجود تینوں افراد مر چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ بہت چوکنا تھی۔ کمروں کے اختتام پر پہنچ کر جولیا نے موبائل فون کی ٹارچ روشن کی اور ایک کمرے میں داخل ہوگئی۔

یہ کمرہ چھوٹا سا تھا اور اس میں فالتو سامان نظر آ رہا تھا۔ جولیا نے ٹارچ کی روشنی دیوار پر ڈالی تو اسے دیوار پر سوئچ بورڈ نظر آ گیا۔ اس بورڈ پر مین سوئچ بھی نظر آ رہا تھا جو کہ آف تھا۔ جولیا نے وہ سوئچ آن کیا تو وہاں یکدم ہی روشنی پھیل گئی اور جولیا کی آنکھیں چندھیا گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ٹھیک ہوئیں تو وہ اس سٹور روم سے باہر آ گئی اور پھر تیسرے کمرے کی طرف بڑھی۔ تیسرے کمرے میں پہنچی تو اسے ایک دیوار میں خلاء نظر آیا۔ خلاء کے دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھی۔ سیڑھیوں میں بھی ٹیوب لائٹس روشن تھی۔ جولیا سیڑھیاں اترنے لگی۔ مشین پسٹل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ بہت محتاط تھی۔ چند لمحوں بعد وہ تہہ خانے میں پہنچ گئی۔ اس نے صفدر کو تہہ خانے کے فرش پر دیکھا جو کہ بے ہوش دکھائی دے رہا تھا جبکہ صفدر سے چند قدم کے فاصلے پر ایک اور آدمی بھی پڑا ہوا تھا لیکن صاف لگ رہا تھا کہ وہ زندہ حالت میں نہیں ہے۔

جولیا نے آگے بڑھ کر صفدر کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق

اس کے فوراً ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ویسے بھی ناصر نے اسے بتایا تھا کہ وہ لوگ تہہ خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلاتے تھے۔ صفدر کو چیک کرنے کے بعد جولیا نے تہہ خانے کی دیواروں کی طرف دیکھا۔ اگر یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس استعمال کی جاتی تھی تو اس کا توڑ بھی ضرور ہونا چاہئے تھا۔ ایک دیوار میں اسے الماری نظر آ گئی۔ وہ الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر دیکھا تو دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ اینٹی گیس انجکشن بھی وہاں موجود تھے۔ جولیا نے ایک انجکشن اور سرنج اٹھا لی اور پھر اس نے انجکشن تیار کیا اور صفدر کو لگا دیا۔ تقریباً ڈیڑھ منٹ بعد صفدر کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر تقریباً نصف منٹ بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں آ گیا۔

''اوہ۔ مس جولیا آپ۔ میں گیس سے بے ہوش ہو گیا تھا''۔ صفدر نے ہوش میں آتے ہی جولیا سے کہا۔

''آؤ۔ اب تہہ خانے سے نکل چلیں''...... جولیا نے صفدر سے کہا اور پھر وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ اوپر پہنچتے پہنچتے جولیا نے صفدر کو تمام حالات بتا دیئے۔

''اب کار میں بیٹھ کر میں چیف کو رپورٹ دیتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں ہی کوٹھی سے باہر آگئے اور اپنی کاروں کے قریب پہنچ کر کاروں میں بیٹھ گئے۔ جولیا نے اپنی کار میں بیٹھتے ہی موبائل فون پر دانش منزل کے

نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... فوراً ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہید مت باندھا کرو۔ مجھے معلوم ہے تم جولیا ہو''...... ایکسٹو کی انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں تین افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے بتایا ہے کہ انہوں نے عمران اور تنویر کو دادا کلب کے مالک ہاشم کے پاس پہنچا دیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا عمران اور تنویر کی کاریں وہاں موجود ہیں''...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ زیب کالونی کی لائن نمبر دو کے آغاز میں بچوں کا ایک پارک ہے۔ عمران اور تنویر کی کاریں وہاں موجود ہیں''۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نعمانی اور چوہان کو ہدایت کرو کہ وہ یہ کاریں دانش منزل پہنچا دیں۔ تم اور صفدر اپنے اپنے فلیٹ پر جاؤ اور میری اگلی ہدایت کا انتظار کرو''...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جولیا نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر وہ نعمانی کا نمبر پریس کرنے لگی۔

جوزف نے کار دادا کلب کی پارکنگ میں روکی اور کار سے نیچے اتر کر ہال کی طرف بڑھا۔ کچھ لوگ ہال میں داخل ہو رہے تھے اور کچھ ہال سے باہر آ رہے تھے۔ یہ سب شکل وصورت سے شریف دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ان لوگوں نے جوزف کو دیکھا اور اس کا قد و قامت دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ جوزف ان سب سے لاپرواہ بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال میں منشیات اور شراب کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے زیادہ تر افراد شراب اور چرس پیتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ہال کے مختلف کونوں میں مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے اور ہال کے کونوں میں کھڑے ہوئے مسلح افراد سب کے سب حلیوں سے بدمعاش دکھائی دیتے تھے۔ جوزف نے ایک نظر ہال کا جائزہ لیا پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا۔ کاؤنٹر

پر بھی بدمعاش ٹائپ ایک آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں ریشمی مفلر تھا۔ چہرے پر زخموں کے نشانات تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔ پہلے اس کی نظریں ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر تھیں لیکن جیسے ہی جوزف ہال میں داخل ہوا تھا اس کی نظریں جوزف پر جم گئیں تھیں۔

''اوئے۔ اس طرح کیا دیکھتا ہے مجھے''...... جوزف نے بدمعاشوں کے ہی انداز میں کہا۔

''اچھا۔ تو پاکیشیائی زبان بول لیتا ہے۔ ٹھیک ہے بول لیتا ہے تو سن۔ تو نے شرفو دادا سے اس انداز میں بات کر کے اپنی موت پکی کر لی ہے۔ بالکل پکی''...... کاؤنٹر پر کھڑے بدمعاش نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مکھی کی اولاد۔ ہاشم کو اطلاع کر کہ اس کے کلب میں جوزف دی گریٹ، پرنس آف افریقہ آیا ہے''...... جوزف نے تحقیرانہ لہجے میں کاؤنٹر پر موجود شرفو دادا سے کہا تو شرفو کی آنکھیں اور زیادہ سرخ ہو گئیں۔

''تیری یہ جرأت تو مجھے مکھی کی اولاد کہے''...... شرفو دادا نے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ہال میں موجود تمام افراد اب ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں گہری دلچسپی کے تاثرات تھے جیسے ان کے سامنے دلچسپ تماشہ ہونے والا ہو۔

''مکھی کی نہ سہی۔ کسی مچھر کی اولاد ہو گے''...... جوزف نے لاپرواہی سے کہا اور شرفو نے ریوالور کا رخ جوزف کی طرف کیا ہی تھا کہ جوزف نے ہاتھ گھمایا اور ریوالور شرفو کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی جوزف نے شرفو کو گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ شرفو بھی بھاری تن و توش کا مالک تھا لیکن جوزف نے اسے اس طرح اٹھا لیا تھا جیسے بچے نے گڑیا اٹھائی ہو۔

شرفو نے فضا میں بلند ہوتے ہی ٹانگیں ایسے چلانا شروع کر دیں جیسے وہ سائیکل چلا رہا ہو۔ شرفو کو اس حال میں دیکھ کر ہال میں بیٹھے کئی افراد نے قہقہے لگائے اور ان کی دلچسپی بڑھ گئی۔ اسی لمحے جوزف نے شرفو کو دور ایک میز پر پھینک دیا۔ شرفو میز پر گرا تو میز ٹوٹ گئی۔ میز پر موجود شراب کی بوتل اور گلاس ٹوٹ گئے اور شرفو چونکہ ان کے اوپر گرا تھا اس لئے شیشے کے کئی ٹکڑے اس کے جسم میں چبھ گئے۔ اس کے منہ سے سسکاریاں سی نکل گئیں۔ وہ جس میز پر گرا تھا اس میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے آدمی جلدی سے اٹھے اور اس میز سے دور ہو گئے۔

''مرد بن شرفو دادا''...... دور ہونے والوں میں سے ایک آدمی نے طنزیہ لہجے میں شرفو سے کہا۔ اس کی بات سن کر شرفو بھنا کر کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ ہال فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ جوزف کے مشین پسٹل سے ہوئی تھی۔ جوزف کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیوں نے ہال کے مختلف کونوں میں کھڑے ہوئے چھ

مسلح افراد کے سینوں میں سوراخ کر دیئے۔ ان چھ افراد کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ وہاں فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔

''اگر اور کسی کے دل میں بھی مجھ پر فائر کرنے کی حسرت ہو تو وہ اپنی حسرت پوری کر لے''...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ہال میں یکدم سناٹا چھا گیا۔ کلب کے مختلف حصوں میں یہی چھ مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے اور ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں وہ گولیوں کا شکار ہو کر فرش پر گرے تڑپ رہے تھے۔ ہال میں بیٹھے ہوئے اکثر افراد کا تو یہی خیال تھا کہ آنے والا حبشی کسی کی گولیوں کا شکار ہو جائے گا لیکن یہاں الٹا معاملہ ہو گیا تھا۔ اب ان کی آنکھوں میں دلچسپی کی بجائے خوف امڈ آیا تھا۔

''ہال میں موجود تمام لوگ دفع ہو جاؤ ورنہ تم سب کو موت کا فرشتہ اپنے ساتھ لے جائے گا''...... جوزف نے بلند آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جمپ بھی لگایا۔ اس کا جمپ لگانا اسے بچا گیا کیونکہ اس دوران سیڑھیوں سے تین بدمعاش ظاہر ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور تینوں نے بیک وقت جوزف پر فائرنگ کی تھی۔ فائرنگ کی تیز آواز ہال میں گونجی اور جوزف نے چونکہ جمپ لگایا تھا اس لئے تمام گولیاں اس کے نیچے سے گزر گئیں۔ کچھ گولیاں ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی جا لگیں اور ہال میں کئی چیخیں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی ہال میں بھگدڑ مچ گئی۔ گو کہ ہال میں بیٹھے سب افراد ہی بدمعاش تھے

اور اسلحے سے کھیلنا ان کا مشغلہ تھا لیکن اب موت کو اپنے سروں پر دیکھ کر وہ سب خوفزدہ ہو گئے تھے اور اسی خوف کی وجہ سے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے جبکہ دوسری طرف جوزف نے فضا میں بلند ہوتے ہی اپنے مشین پسٹل کا رخ سیڑھیوں پر نمودار ہونے والے تینوں بدمعاشوں کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

اب جس قدر پھرتی اور تیزی جوزف میں تھی ان تینوں میں تو نہیں تھی۔ لہٰذا اگر انہوں نے بچنے کی کوشش کی بھی تو بچ نہ سکے۔ جوزف کی چلائی ہوئی گولیاں ان کی گردنوں میں لگیں اور وہ سیڑھیوں پر قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے فرش پر آ گرے اور تڑپنے لگے۔ جوزف کے پاؤں زمین پر لگے تو اس نے شرفو کو ایک طرف کھسکتے ہوئے دیکھا۔ جوزف نے پھر ایک جمپ لگایا اور شرفو کے قریب جا گرا۔ ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آئیں اور شرفو اڑتا ہوا کاؤنٹر سے جا ٹکرایا۔ شرفو کی چیخ اور کاؤنٹر کے ٹوٹنے کی آواز ایک ساتھ سنائی دیں۔ جوزف ایک بار پھر کھڑا ہوا اور شرفو کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے شرفو کو بالوں سے پکڑ لیا۔

''کہاں ہے ہاشم دادا''...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''دادا اس وقت اپنی کوٹھی پر ہے اپنی عورت کے ساتھ۔ اس وقت اگر زلزلہ بھی آ جائے تو وہ کسی سے نہیں ملے گا''...... شرفو نے

تکلیف کی شدت سے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔

''مجھ سے اس کا باپ بھی ملے گا۔ تو مجھے اس کی کوٹھی کا پتہ بتا''...... جوزف نے اس کے بال کھینچتے ہوئے کہا۔

''زبیر کالونی۔ کوٹھی نمبر ڈی چھیالیس''...... شرفو نے جوزف کو ہاشم کا پتہ بتاتے ہوئے کہا تو جوزف نے اس کے بال چھوڑے اور اس کا سر پکڑ لیا۔ پھر اس نے شرفو کے سر کو جھٹکا دیا اور کھڑا ہو گیا۔ شرفو نیچے گر گیا تھا اور اس کا جسم بری طرح تڑپنے لگا تھا۔ جوزف نے اس کے تڑپتے ہوئے جسم کو بھی دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ وہ ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت تک سارا ہال خالی ہو چکا تھا اور ہال میں صرف لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔ جوزف ہال سے باہر آ کر اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی اس نے کار کا دروازہ کھولنے کے لئے اپنا ہاتھ کار کے دروازے پر رکھا۔ کان پھاڑ دینے والا ایک دھماکہ ہوا اور کار سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی اور جوزف کو بھی ایسا ہی محسوس ہوا جیسے اس کے سینکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ یہ احساس بھی ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ احساس کی دنیا سے دور نکل گیا۔

بیدار سنگھ عرف ہاشم دادا اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کیسٹ پلیئر پر کافرستانی شرابی غزلیں چل رہی تھیں اور ایک خوبصورت لڑکی اسے شراب کے جام بنا کر دے رہی تھی۔ اس کا یہ شغل کافی دیر سے جاری تھا۔ وہ ایک بوتل ختم کر چکا تھا اور دوسری بوتل بھی آدھی رہ گئی تھی۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ اس وقت وہ دو بوتلیں پیتا تھا اور کمرے میں بند ہو کر باقی دنیا سے کٹ جاتا تھا۔

اس کمرے میں موجود ٹیلی فون کی تار کی پن وہ نکال دیتا تھا اور اپنا موبائل فون آف کر دیتا تھا۔ ملازموں کو سختی سے ہدایت تھی کہ اس دوران اسے تنگ نہ کیا جائے۔ لہٰذا آج تک کبھی کسی نے اس دوران مداخلت نہیں کی تھی اس لئے جیسے ہی اس کے دروازے پر دستک ہوئی وہ اپنی کرسی سے بے اختیار اچھل پڑا۔ شراب پینے کی

وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ وہ غصے کی حالت میں اٹھ کر دروازے پر گیا۔

"کیا مصیبت ہے نانسنس۔ کیوں آیا ہے تو"...... بیدار سنگھ نے دروازہ کھول کر دھاڑتے ہوئے کہا۔ مین گیٹ پر دو مسلح چوکیدار پہرہ دیتے تھے اور دروازے پر ان میں سے ایک چوکیدار تھا۔

"دادا۔ کلب سے بالا آیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ کلب تباہ ہو گیا ہے"...... چوکیدار نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے یا اس نے نشہ زیادہ کر لیا ہے۔ کلب کیسے تباہ ہو سکتا ہے۔ نانسنس"...... بیدار سنگھ نے گرجتے ہوئے کہا مگر چوکیدار خاموش ہی رہا۔

"اچھا۔ اسے بھیج دے یہاں۔ اس کی موت ہی اسے یہاں لے آئی ہے"...... بیدار سنگھ نے کہا تو چوکیدار گیٹ کی طرف چلا گیا جبکہ بیدار سنگھ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ چوکیدار کی بات سچ نہیں سمجھ رہا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا دماغ منتشر ہو چکا تھا۔

"کیا ہوا دادا۔ تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے ہو"...... لڑکی نے بڑے ناز بھرے لہجے میں کہا۔

"بکواس بند کر۔ میں تیرا دادا ہوں"...... بیدار سنگھ نے دھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی گالی بھی دی تو لڑکی سہم گئی۔ بیدار سنگھ نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ریوالور نکال لیا۔ بیدار

سنگھ کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر لڑکی کے چہرے کی رنگت اڑ گئی اور وہ خوفزدہ نظر آنے لگی۔

"تو نہ مر۔ یہ پستول میں نے تیرے لئے نہیں بالے کے لئے نکالا ہے"...... بیدار سنگھ نے لڑکی کو خوفزدہ حالت میں دیکھا تو اس نے لڑکی کو تسلی دینے کی خاطر کہا لیکن اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے دھمکا رہا ہو۔ لڑکی نے کچھ بولنا چاہا لیکن خوف کی شدت سے اس کا حلق اس قدر خشک ہوگیا تھا کہ اس سے بولا ہی نہ گیا۔ اس وقت دروازے پر ایک بدمعاش ٹائپ آدمی نظر آیا جو کہ بالا تھا۔ بیدار سنگھ نے دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا تھا اس لئے دروازے پر پہنچتے ہی بالا، بیدار سنگھ کو نظر آ گیا تھا۔ دروازے پر آ کر وہ رک گیا تھا۔

"اندر آ جا بالے۔ کمرے میں تیری موت تیری منتظر ہے"۔ بالے کو دیکھ کر بیدار سنگھ نے گرجتے ہوئے کہا اور بالا لرزتے قدموں کے ساتھ کمرے میں آ گیا اور اس نے ادب سے بیدار سنگھ کو سلام کیا۔

"میرے سامنے تو وہ بکواس کر جو تو نے میرے چوکیدار سے کی ہے"...... بیدار سنگھ نے اس کے سلام کو نظرانداز کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دادا۔ کچھ دیر پہلے ایک افریقی حبشی کلب میں آ گیا تھا۔ اس نے بہت ہی اکھڑے لہجے میں شرفو دادا سے بات کی اور آپ کے

بارے میں پوچھا۔ اس کے انداز پر شرفو دادا غصے میں آ گیا اور اس نے حبشی پر پستول تان لیا لیکن حبشی بہت ہی پھرتیلا نکلا۔ اس نے شرفو دادا کے پستول والے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس کا پستول گرا دیا اور اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ سیکورٹی والوں نے اس پر فائرنگ کرنا چاہی لیکن اس حبشی نے پہلے ہی ان پر فائرنگ کر دی۔ ہال کے مختلف کونوں میں کھڑے ہوئے چھ مسلح آدمی اس حبشی نے پلک جھپکتے میں مار دیئے۔ پھر دوسری منزل والے ہمارے لڑاکا آدمی نیچے آ گئے۔ انہوں نے سیڑھیوں سے ہی حبشی پر فائرنگ کی لیکن وہ ان کی فائرنگ سے بچ نکلا اور اس نے ان تینوں پر بھی فائرنگ کر دی جس سے وہ تینوں بھی مارے گئے''...... بالے نے پوری تفصیل کے ساتھ کلب میں پیش آنے والا واقعہ بیدار سنگھ کو بتاتے ہوئے کہا۔

''اور تو یہ تماشہ بڑے آرام سے دیکھتا رہا''...... بیدار سنگھ نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''دادا۔ جب وہ حبشی سیڑھیوں پر فائرنگ کر رہا تھا تو میں سٹور کی طرف بھاگا۔ میں نے وہاں سے ایک بم اٹھایا اور جب میں بم اٹھا کر واپس آیا تو وہ حبشی ایک کار میں بیٹھ رہا تھا۔ میں نے وہ بم اس کی طرف اچھال دیا جس سے کار بھی اڑ گئی اور وہ حبشی بھی اور میں فوراً آپ کی طرف بھاگا آیا''...... بالے نے کہا۔

''ویری گڈ۔ یہ کام تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ نو دس بندے اگر

مارے گئے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ان کی جگہ اور بندے آ جائیں گے لیکن تیرا انعام پکا ہو گیا اور تو اب دادا کلب کا سیکنڈ منیجر بھی ہو گا''...... بیدار سنگھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے آدمیوں کے مرنے کا کوئی افسوس نہ ہوا ہو۔

''شکریہ دادا۔ لیکن دادا۔ یہ حبشی کون تھا جس نے کلب میں اتنی بڑی واردات کی ہے''...... بالے نے کہا۔

''براہ راست تو کوئی حبشی میرا دشمن نہیں ہے۔ اسے یقیناً میرے کسی مقامی دشمن نے بھیجا ہو گا۔ میں پتہ کروں گا کہ یہ میرے کس دشمن کی کارروائی ہے۔ پھر میں اس سے ایسا عبرتناک انتقام لوں گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک چیختی رہے گی''۔ بیدار سنگھ نے کہا۔

''ہاں دادا۔ دشمن سے ایسا ہی انتقام لینا چاہئے''...... بالے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو اب کلب جا۔ میں لال اور اس کے ساتھیوں کو بھیجتا ہوں۔ وہ کلب سے لاشیں اٹھا لیں گے۔ تو صفائی والوں کو بلا کر کلب کی صفائی کرا دے''...... بیدار سنگھ نے بالے کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے دادا۔ میں جاتا ہوں۔ لیکن دادا، اپنے کلب میں زبردست فائرنگ ہوئی ہے۔ اب تک تو پولیس ہمارے کلب میں آ چکی ہو گی''...... بالے نے بیدار سنگھ سے کہا۔

''علاقے کا ایس ایچ او میرا زرخرید ہے۔ وہ میری اجازت کے

بغیر میرے کلب میں نہیں آئے گا''...... بیدار سنگھ نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے دادا۔ میں چلتا ہوں اور کلب کی صفائی کراتا ہوں''...... بالے نے کہا پھر اس نے بیدار سنگھ کو سلام کیا اور سلام کرنے کے بعد وہ کمرے سے نکل گیا۔

''تو اب تک یہیں کھڑی ہوئی ہے۔ چل جا بھاگ جا۔ اب میں جس دن تجھے بلاؤں اس دن آنا''...... بیدار سنگھ نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب تک خوفزدہ حالت میں کھڑی ہوئی تھی۔ بیدار سنگھ کا حکم سنتے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھی اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد بیدار سنگھ نے ریوالور میز پر رکھا اور شراب کی بچی ہوئی بوتل منہ سے لگائی۔ ساری شراب ایک ہی گھونٹ میں پی کر اس نے خالی بوتل کمرے کے ایک کونے میں ڈال دی اور پھر میز پر رکھا ہوا اس نے اپنا موبائل فون اٹھایا اور آن کیا۔ موبائل فون جب آن ہو گیا تو اس نے ریڈ وولف کا نمبر ملایا۔

''یس''...... کال رسیو ہوتے ہی دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ بیدار سنگھ عرف ہاشم بول رہا ہوں''...... ریڈ وولف کی آواز سن کر بیدار سنگھ نے کہا۔

''یس۔ بیدار سنگھ۔ کس لئے فون کیا ہے''...... دوسری طرف

سے ریڈ وولف نے پوچھا۔

''سر۔ کچھ دیر پہلے میرے کلب پر حملہ ہوا ہے اور میرے نو دس آدمی مارے گئے ہیں''...... بیدار سنگھ نے کہا اور پھر اس نے بالے سے سنی ہوئی تفصیل ریڈ وولف کو بتا دی۔

''اس بات پر تم نے مجھے کیوں فون کیا ہے۔ میرا تو اس حملے سے کوئی تعلق نہیں''...... ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ یہ حبشی ان دو افراد کا ساتھی ہو سکتا ہے۔ جنہیں میں نے زیب کالونی سے پکڑا ہے''...... بیدار سنگھ نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ان افراد کے ساتھی تم تک پہنچ گئے ہیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''سر۔ مجھ تک جو بھی پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اس حبشی کی طرح مارا جائے گا''...... بیدار سنگھ نے کہا۔

''دشمن کو کبھی کمزور مت سمجھو۔ تم ہوشیار رہو''...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں ہوشیار ہی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں''...... بیدار سنگھ نے کہا۔

''بیدار سنگھ۔ وہ دونوں افراد کہاں ہیں۔ جنہیں تم نے زیب کالونی سے اغوا کیا ہے''...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

''سر۔ یہاں ایک صادق کالونی ہے۔ اس کی کوٹھی نمبر اے الیون کے تہہ خانے میں وہ دونوں موجود ہیں۔ وہ دونوں مسلسل بے ہوش

ہیں اور رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ آپ کسی وقت آ کر ان سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں''...... بیدار سنگھ نے جواب دیا۔

''پہلے میرا ارادہ تھا ان سے پوچھ گچھ کرنے کا لیکن اب نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ وہاں جا کر ان کو بے ہوشی کی حالت میں ہی گولی مار دو اور جب وہ ہلاک ہو جائیں تو مجھے فون کر کے بتا دینا''۔ دوسری طرف سے ریڈ وولف نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دیتا ہوں''۔ بیدار سنگھ نے کہا

''بالکل۔ اپنے ہاتھوں سے ہی انہیں گولیاں مارنا اور ہاں۔ تم کتنی دیر تک یہ کام کر لو گے''...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

''سر۔ میں ابھی وہاں جا رہا ہوں۔ صادق کالونی تک پہنچنے میں مجھے پندرہ منٹ لگ جائیں گے''...... بیدار سنگھ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آدھے گھنٹے بعد میں خود تمہیں فون کر لوں گا۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ بھی منقطع ہو گیا تو بیدار سنگھ نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھا اور میز پر رکھا ہوا ریوالور بھی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ پورچ میں اس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور گیٹ تک آ گیا۔ جیسے ہی کار گیٹ پر آئی ایک چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔

''گڈو کہاں ہے''...... بیدار سنگھ نے کار گیٹ پر روکتے ہوئے

چوکیداروں سے پوچھا۔

''دادا۔ وہ کچن میں چائے بنا رہا ہے''...... ایک چوکیدار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نورے۔ تو اسے بلا کر لا۔ وہ یہاں گیٹ پر ڈیوٹی دے گا اور تم دونوں مشین گنیں لے کر میرے ساتھ چلو''...... بیدار سنگھ نے ایک چوکیدار سے کہا تو وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اندر کی طرف بھاگ گیا جبکہ دوسرا چوکیدار مین گیٹ کے قریب بنے ہوئے کیبن میں چلا گیا۔ وہ کیبن سے باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں دو مشین گنیں تھیں۔ چند لمحوں بعد اندر کی طرف جانے والا چوکیدار نورا بھی گڈو کے ساتھ واپس آ گیا۔ گڈو نے کار کے قریب آتے ہی بیدار سنگھ کو سلام کیا لیکن اس نے جواب نہ دیا۔

''جانو اور نورے۔ تم کار میں بیٹھو''...... بیدار سنگھ نے دونوں چوکیدارں سے کہا تو وہ دونوں جلدی سے کار میں بیٹھ گئے۔ پھر تقریباً سولہ منٹ بعد اس کی کار صادق کالونی پہنچ چکی تھی۔ کوٹھی نمبر اے الیون کے گیٹ پر بھی دو مسلح پہرے دار موجود تھے۔ انہوں نے بھی بیدار سنگھ کو سلام کیا۔ بیدار سنگھ نے ہاتھ کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ راہداری میں بنے ہوئے کمروں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوا اور ایک دیوار میں واقع خلاء کی طرف بڑھ گیا۔ خلاء کے دوسری طرف سیڑھیاں

نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہاں وہ دونوں آدمی جنہیں اس نے زیب کالونی سے اغوا کرایا تھا فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

''نورے۔ ان دونوں کو گولیوں سے اڑا دے''...... بیدار سنگھ نے نورے کو حکم دیتے ہوئے کہا تو بیدار سنگھ کا حکم ملتے ہی نورے نے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس کا رخ فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش افراد کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک کمرے کے فرش پر پایا۔ کمرے کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی تہہ خانے میں ہے۔ پھر اس کی نظر سیڑھیوں کی طرف گئی جو کہ ایک کونے میں نظر آ رہی تھیں۔ ان سیڑھیوں کو دیکھ کر اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ فرش بالکل ننگا تھا۔ اس پر کوئی دری، چادر یا قالین وغیرہ بچھا ہوا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہاں کسی قسم کا کوئی فرنیچر بھی نہیں تھا۔ تہہ خانے کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے تنویر کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی پڑا ہوا تھا۔ عمران کی طرح اس کے بھی ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے گئے تھے۔

عمران انگلیوں سے گانٹھ کا جائزہ لینے لگا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد ہی وہ ان گانٹھوں کو کھولنے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اپنے بندھے جانے کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی تربیت یافتہ ایجنٹوں کی بجائے عام افراد کی قید میں ہے۔ اپنی رسی کھولنے کے

بعد وہ تنویر کی طرف بڑھا۔ اس نے تنویر کی بھی رسی کھول دی۔ پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ تنویر کی ناک اور منہ پر رکھ کر دبایا تو تنویر کا سانس بند ہو گیا اور تنویر کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ اب تنویر کو ہوش آ رہا تھا۔ جب تک تنویر کو ہوش آتا عمران نے اپنی جیبوں کی تلاشی لے لی۔ اس کی جیبیں مکمل طور پر خالی کر دی گئی تھیں۔

''ہم کہاں ہیں''...... عمران کو تنویر کی آواز سنائی دی تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔

''جہاں کی ہمیں خبر نہیں''...... عمران نے شاعرانہ انداز میں کہا تو تنویر نے اسے گھور کر دیکھا۔

''اس قید خانے میں تم میرا مذاق اڑا رہے ہو''...... تنویر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اس قید خانے میں کبوتر تو ہیں نہیں جو میں انہیں اڑاؤں''۔ عمران نے اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''کسی وقت تو اپنی فضول باتوں کو بریک لگا دیا کرو۔ ذرا بھی احساس نہیں کہ ہم اس وقت کسی تہہ خانے میں قید ہیں''...... تنویر نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''کسی تہہ خانے میں قید ہونا کیا ہمارے لئے نئی بات ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے عمران کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ عمران کی اس بات کا جواب دیتا بھی تو کیا۔ لہٰذا

وہ خاموش ہی رہا۔

''چپ چپ بیٹھے ہو۔ کن سوچوں اور خیالوں میں گم بیٹھے ہو''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے تنویر سے کہا۔

''میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ہمیں تہہ خانے سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''تمہاری سوچ اور خیال بہت اعلیٰ ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں انتظار کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''کس بات کا انتظار کرنا چاہئے''...... تنویر نے عمران سے پوچھا۔

''جنہوں نے ہمیں یہاں مہمان بنایا ہوا ہے وہ مہمان نوازی تو کرنے آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ ہفتہ بھر نہ آئیں تو کیا ہم ایک ہفتہ ان کے انتظار میں یہاں سوکھتے رہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجرم لوگ اس قدر سہل پسند تو نہیں ہوتے۔ پھر اس وقت اوپر ملے گا کیا''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب ہے۔ تمہیں کس چیز کی تلاش ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس وقت اوپر ملازم ٹائپ مجرم ہوں گے جو شاید اس بات سے واقف نہیں ہوں گے کہ اصل مجرم کون ہے۔ جیسے ہی اصل مجرم یا مجرموں کا اہم آدمی آیا۔ وہ سیدھا ہم سے پوچھ گچھ کرنے آئے گا اور ہم اس پر قابو پا کر اصل مجرم کے بارے میں معلومات

حاصل کر سکیں گے“...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گویا بات اسے سمجھ آ گئی تھی۔

”یہ تم نے جو لفظ بولا ہے ملازم ٹائپ مجرم۔ کیا خوب لفظ بولا ہے“...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ چھوٹے موٹے بدمعاش جو بڑے بدمعاشوں یا مجرموں کے ملازم ہوتے ہیں۔ انہیں ملازم ٹائپ مجرم یا ملازم ٹائپ بدمعاش کہنا بہتر ہے“...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم سے پوچھ گچھ کرنے جو بھی لوگ آئے، تم نے حرکت نہیں کرنی۔ میں خود انہیں دیکھ لوں گا“...... تنویر نے کہا۔

”اوکے۔ تم ملازم ٹائپ مجرموں کو دیکھ لینا۔ بڑے مجرم کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا کہ میں نے اس سے معلومات حاصل کرنی ہوں گی“...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی وقت عمران کے حساس کانوں سے ایک آواز ٹکرائی تو وہ یکدم چونک گیا۔

”کوئی آ رہا ہے“...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ فرش پر اس طرح لیٹ گیا جیسے بے ہوش پڑا ہو۔ تنویر نے بھی اس کی تقلید کی۔ دونوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن ان کی پلکوں میں ہلکی سی جھری موجود تھی جس سے انہیں ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد تین آدمی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔ ان میں سے دو کے پاس مشین گنیں تھیں جبکہ ایک آدمی

خالی ہاتھ تھا۔ خالی ہاتھ آدمی نے چند سیکنڈ تک انہیں دیکھا۔

”نورے۔ ان دونوں کو گولیوں سے اڑا دے“...... ان دونوں کو غور سے دیکھنے کے بعد خالی ہاتھ آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو دونوں مسلح آدمیوں میں سے ایک نے اپنے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور مشین گن کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز تہہ خانے میں گونجی۔ فائرنگ ہوتے ہی عمران اور تنویر لیٹے لیٹے اچھلے۔ نورا ایک بار ٹریگر دبانے کے بعد اپنی فائرنگ کا رزلٹ دیکھنے کے لئے رکا۔ پھر اسے دوبارہ ٹریگر دبانے کا موقع نہ ملا کیونکہ تنویر اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

تنویر کی ایک ٹھوکر اس کے سر پر لگی تو وہ الٹ کر گر گیا اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ تنویر کے پاؤں صرف ایک لمحے کے لئے فرش پر لگے اور اسی لمحے دوسرے مسلح آدمی کے سینے پر اس کا مکا لگا۔ مکا کھا کر وہ نورے پر الٹ گیا۔ نورا جو کہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بار پھر فرش پر گر گیا۔ اسی دوران غیر مسلح آدمی نے بھی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن اسے ہاتھ باہر نکالنے کا موقع ہی نہ ملا کیونکہ تنویر نے اچھل کر اپنے دونوں پیر اس کے سینے میں مار دیئے جس سے وہ فٹ بال کی مانند اچھلا اور دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور فرش پر گر کر اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس ٹکر نے اسے ہوش کی دنیا سے بیگانہ کر دیا تھا۔

نورا اور اس کا دوسرا ساتھی کھڑے ہونے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ تنویر نے فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور ان دونوں پر فائر کھول دیا۔ تہہ خانہ ایک بار پھر فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ نورا اور دوسرا آدمی جو کہ اس دوران کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے مشین گن کی گولیاں لگنے کے باعث وہ گھوم گئے اور گھومتے گھومتے فرش پر گر گئے۔ تنویر نے ان دونوں سے فارغ ہوتے ہی عمران کی طرف دیکھا۔ عمران فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی دلچسپ تماشا دیکھ رہا ہو۔

''ہے تو یہ بھی بدمعاش۔ لیکن یہ ان کا انچارج باس لگتا ہے۔ لہٰذا اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو تاکہ اس سے انٹرویو لیا جا سکے''...... عمران نے تنویر کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی بات سن کر تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوئی رسی اٹھائی اور بے ہوش ہو جانے والے بدمعاش کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

''اب اس کی تلاشی بھی لے لو۔ دیکھیں تو سہی کیا کچھ ہے اس کے پاس''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اس کی تلاشی بھی لے لی۔ اس کی جیبوں سے ایک ریوالور، ایک خنجر، ایک موبائل فون سیٹ اور چند دوسری چھوٹی چھوٹی چیزیں برآمد ہوئیں۔ تنویر نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران آگے بڑھا۔ اس نے تنویر سے خنجر اور موبائل لے لیا۔

''اب اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر ہی وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تنویر نے ایک اور تھپڑ اسے جڑ دیا جو کہ اس کے کان کے نیچے گردن پر پڑا اور اس کا منہ فرش سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی وہ لاشعور سے شعور کی کیفیت میں بھی آ گیا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم نے نورے اور جانو کو مار ڈالا۔ لل۔ لیکن تم نے رسیاں کیسے کھول لیں''...... اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''رسیاں کھولنے کا طریقہ ہم تمہیں بھی بتا دیں گے لیکن پہلے تم اپنا تعارف کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''میں ہاشم دادا ہوں۔ دادا کلب کا مالک''...... اس نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس کے تہہ خانے سے تم نے ہی ہمیں بے ہوش کر کے اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میرے آدمی ہی تمہیں اغوا کر کے لائے تھے''...... ہاشم دادا نے بدستور مغرور لہجے میں کہا۔ ہوش میں آتے ہی ہاشم دادا خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن اب اس نے اپنے خوف پر قابو پا لیا تھا۔

''ریڈ وولف اور سمارتا سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... عمران نے ہاشم دادا سے پوچھا تو وہ چونک پڑا۔

''ریڈ وولف اور سمارتا۔ یہ کون لوگ ہیں''...... ہاشم دادا نے فوراً ہی انجان لہجے میں کہا۔ ابھی اس کی بات بمشکل ہی مکمل ہوئی تھی کہ اس کے حلق سے کربناک چیخ بلند ہوئی۔ اس کا آدھا کان کٹ کر فرش پر جا گرا تھا۔ اس کے بعد عمران نے اس کے کٹے ہوئے کان کو دو انگلیوں سے پکڑا اور مسلنے لگا۔

''میرے سوالوں کے جواب دو گے یا نہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''دد۔ دد۔ دوں گا''...... ہاشم دادا نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے اس کا کان چھوڑ دیا۔

''ہاں بتاؤ۔ ریڈ وولف سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... کان چھوڑنے کے بعد عمران نے ہاشم دادا سے پوچھا۔

''مم۔ مجھے ریڈ وولف نے ہائر کیا ہے''...... ہاشم دادا نے تکلیف زدہ لہجے میں کہا۔ پھر ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ اس کی ایک اور طویل اور کربناک چیخ بلند ہوئی۔ اس مرتبہ عمران نے خنجر کی نوک اس کی آنکھ میں مار دی تھی جس سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ کر فرش پر گر گیا تھا اور ہاشم دادا ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا۔

''ہاشم دادا۔ مجھ میں سچ اور جھوٹ پرکھنے کی قدرتی صلاحیت ہے اس لئے اب تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا تو یہ دنیا ہمیشہ کے لئے تمہاری نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ اب شروع ہو جاؤ اور

اپنے متعلق سب کچھ سچ سچ بتا دو''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مم۔ میرا اصل نام بیدار سنگھ ہے اور میں طویل عرصے سے ہاشم دادا کے نام سے پاکیشیا میں رہ رہا ہوں۔ کافرستان سے جو جاسوس پاکیشیا آتے ہیں میں ان کی مدد کرتا ہوں۔ ان کے لئے معلومات حاصل کرتا ہوں اور ان کے لئے رہائش اور اسلحے وغیرہ کا بندوبست کرتا ہوں۔ ریڈ وولف کے لئے بھی مجھے کافرستان سے حکم ملا تھا کہ میں اسے اپنا باس سمجھوں اور اس کا ہر حکم مانوں۔ ریڈ وولف نے رہائش کے لئے کوٹھی مانگی تو میں نے زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس اسے دے دی۔ اس نے کار مانگی تو میں نے اسے کار بھی دے دی۔ پھر اس نے کہا کہ اس کی تلاش میں زیب کالونی کی کوٹھی پر کچھ لوگ آ سکتے ہیں اور میں ان آنے والوں کو بے ہوش کر کے اپنے کسی ٹھکانے پر پہنچا دوں۔ وہ کسی وقت آ کر ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ اس کے بعد تم دونوں زیب کالونی والی کوٹھی پہنچ گئے۔ جب تم تہہ خانے میں پہنچے تو تہہ خانے میں گیس پھیلا کر تمہیں بے ہوش کر دیا گیا اور یہاں لایا گیا تا کہ ریڈ وولف یہاں آ کر تم سے پوچھ گچھ کر سکے۔ لیکن کچھ دیر پہلے ریڈ وولف نے کہا ہے کہ میں تمہیں فوراً ہی گولی مار دوں تو میں تمہیں گولی مارنے کے لئے یہاں آ گیا لیکن معلوم نہیں تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے اور تم نے رسیاں بھی کھول لیں''...... ہاشم دادا بولنے پر

آیا تو ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولتا چلا گیا۔

"اب یہ ریڈ وولف کہاں ہے"...... عمران نے ہاشم دادا کے خاموش ہونے پر اس سے پوچھا۔

"مجھے اس کے موجودہ ٹھکانے کا علم نہیں ہے اور نہ ہی میں یہ بات جانتا ہوں کہ اس نے یہ ٹھکانہ کیسے حاصل کیا ہے"...... ہاشم دادا نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"لاسٹ کال تم نے ریڈ وولف کو کی تھی یا اس نے تمہیں کی تھی"...... عمران نے ہاشم دادا سے پوچھا۔

"میں نے ریڈ وولف سے بات کی تھی اپنے موبائل فون سے۔ میرے کلب پر کسی افریقی حبشی نے حملہ کر کے میرے عملے کے تمام آدمیوں کو ختم کر دیا تھا۔ میں نے اسی بات کی اطلاع دینے کے لئے ریڈ وولف کو فون کیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تم دونوں کو گولیاں مار دوں"...... ہاشم دادا نے کہا تو عمران اور تنویر چونک پڑے۔

"اچھا تو ایک افریقی حبشی نے تمہارے کلب پر حملہ کر کے تمہارے سارے آدمیوں کو مار دیا۔ پھر کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سارے آدمیوں کو نہیں۔ میرا ایک آدمی مین گیٹ کے قریب تھا جو اسے دیکھ کر چھپ گیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ حبشی واپس جانے کے لئے اپنی کار کے قریب آیا میرے آدمی نے اس پر بم

پھینک دیا جس سے اس حبشی کی کار اور وہ حبشی دونوں ہی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے"...... ہاشم دادا نے کہا تو عمران کے چہرے پر پتھروں جیسی سختی آ گئی۔ عمران کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بیدار سنگھ خوفزدہ ہو گیا۔ چند لمحوں تک عمران کے چہرے پر سختی کے تاثرات برقرار رہے اور پھر اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔

"یہی تمہارا موبائل فون ہے جس سے تم نے ریڈ وولف سے بات کی تھی"...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عمران نے بیدار سنگھ سے کہا اور ساتھ ہی اس نے بیدار سنگھ کا موبائل بھی اس کے سامنے کر دیا۔ بیدار سنگھ نے اپنی اکلوتی آنکھ سے موبائل فون سیٹ دیکھا اور پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے موبائل فون کی میموری چیک کی۔ ڈائلڈ نمبروں میں سب سے اوپر ایک ایکریمی نمبر تھا۔ نمبروں کے کوڈ اسے ایکریمی اور سیٹلائٹ نمبر ظاہر کر رہے تھے۔ عمران نے کال اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔

"تنویر۔ اس کا منہ بند کر دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر نے اسے قابو کر کے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"یس"...... چند لمحوں بعد کال رسیو کی گئی اور دوسری طرف سے مختصر سا جملہ کہا گیا۔

"بیدار سنگھ بول رہا ہوں باس"...... عمران نے بیدار سنگھ کی آواز میں کہا تو بیدار سنگھ کی اکلوتی آنکھ میں حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"ہاں بیدار سنگھ۔ کیا تم نے ان دونوں کو ختم کر دیا ہے"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس باس۔ ان دونوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ اب ان لاشوں کا کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان دونوں لاشوں کو کسی فٹ پاتھ پر پھینک دو"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ لیکن باس"...... عمران نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا بیدار سنگھ"...... دوسری طرف سے ریڈ وولف نے کہا۔

"باس۔ آپ نے زیب کالونی کی کوٹھی چھوڑ دی ہے۔ اب آپ کہاں ہے۔ مجھے آپ کے بارے میں بہت فکر محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں ہمارے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم محفوظ ہیں۔ میں بہت جلد تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا۔ او کے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے ریڈ وولف کی آواز سنائی دی اور کال منقطع ہو گئی۔

"یہ تو بہت ہی محتاط آدمی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بیدار سنگھ کا موبائل فون اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"میرے سامنے آتے ہی اس کی ساری احتیاط دم توڑ دے

گی"...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے جوزف کی خبر لینی ہے۔ لہٰذا بیدار سنگھ کو آزاد کر دو اور یہاں سے نکلو"...... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے پیچھے بیدار سنگھ کی چیخ سنی۔ اسے اندازہ تھا کہ تنویر اس کی گردن توڑ دے گا اور اس کا اندازہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔ بیدار سنگھ کی چیخ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ہی بلند ہوئی تھی۔

عمران اور تنویر جس کوٹھی کے تہہ خانے میں قید تھے وہ کوٹھی صادق کالونی میں تھی۔ اس کوٹھی میں دو مسلح پہرے دار موجود تھے۔ جن کے خاتمے میں تنویر نے دیر نہیں لگائی تھی۔ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں عمران اور تنویر کو اپنے موبائل فون اور مشین پسٹل بھی مل گئے۔ کوٹھی میں ایک کار بھی تھی جس پر غالباً بیدار سنگھ آیا تھا۔

عمران اور تنویر اسی کار پر صادق کالونی سے واپس آئے تھے۔ راستے میں ہی عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا تھا اور چونکہ تنویر، عمران کے ساتھ تھا اس لئے بلیک زیرو نے بطور ایکسٹو اس سے بات کی تھی۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ جوزف اس وقت شدید زخمی حالت میں فاروقی ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔ جس پر وہ صادق کالونی سے سیدھا فاروقی ہسپتال پہنچا تھا اور اس وقت وہ جوزف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف کو چند منٹ پہلے ہی ہوش آیا تھا۔

"باس۔ میں نے بم پھینکنے والے کی جھلک دیکھ لی تھی اس لئے

میں جمپ لگا کر کار سے دور جا گرا لیکن بم اتنا طاقتور تھا کہ کار کے ٹکڑے بہت دور دور تک گئے اور کئی ٹکڑے مجھے آ لگے جن سے میں معمولی زخمی ہو گیا"...... جوزف نے عمران سے کہا تو عمران مسکرانے لگا۔ جوزف خود کو معمولی زخمی کہ رہا تھا حالانکہ وہ شدید زخمی ہوا تھا۔

"تم معمولی زخمی نہیں ہوئے بلکہ شدید زخمی ہو"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"اچھا مجھے تو معلوم نہیں باس"...... جوزف نے نہایت ہی سادہ لہجے میں کہا تو عمران سوچنے لگا کہ دور جا کر گرنے کے باوجود جوزف اتنا شدید زخمی ہو گیا تھا اگر جوزف جمپ لگا کر کار سے دور نہ ہوتا تو یقیناً کار کی طرح اس کے ٹکڑے بھی دور جا گرتے۔

"باس۔ تم یہ سوچ رہے ہو نا کہ میں بچ کیسے گیا"...... جوزف نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں جوزف سے کہا۔

"مجھے یہ نہیں معلوم باس۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ جب تک تم صحیح سلامت ہو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا"...... جوزف نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں باس۔ اس لئے میں گاڈ سے تمہاری سلامتی کی دعائیں

مانگتا رہتا ہوں‘‘...... جوزف نے پرخلوص لہجے میں کہا۔

’’عمران تم بہت خوش قسمت ہو تمہیں اتنا باوفا اور جانثار ساتھی ملا ہوا ہے‘‘...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’نہیں تنویر صاحب۔ آپ باس سے نہیں بلکہ مجھ سے یہ کہیں کہ جوزف تم کتنے خوش قسمت ہو کہ اتنا گریٹ باس تمہیں ملا ہے‘‘۔ جوزف نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر کو عمران پر رشک آنے لگا۔

’’جوزف تم آرام کرو۔ میں چیف سے مل کر آتا ہوں‘‘۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’اوکے باس۔ اپنے چیف کو میرا بھی سلام کہہ دینا‘‘...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران اور تنویر فاروقی ہسپتال سے باہر آ گئے۔ عمران نے بیدار سنگھ کی کار تنویر کے فلیٹ کے قریب ہی روک دی۔

’’عمران اس کار سے پیچھا چھڑاؤ۔ یہ بیدار سنگھ کی ہے‘‘...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ریڈ وولف کے سلسلے میں ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ریڈ وولف کا کوئی آدمی اس کار کی وجہ سے ہمارے پیچھے لگ جائے اور ہمیں اس کا اتا پتہ معلوم ہو سکے‘‘...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کار سے اتر کر پلازہ کے گیٹ کی طرف بڑھا جبکہ عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی

دیر بعد وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہو رہا تھا۔ جیسے ہی بلیک زیرو نے عمران کو دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوتے دیکھا وہ احتراماً کھڑا ہو گیا۔

’’عمران صاحب۔ ریڈ وولف کا کوئی کلیو نہیں مل سکا۔ بیدار سنگھ کے بارے میں معلوم ہوا تھا اور وہ آپ لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا‘‘...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

’’وہ جتنا جانتا تھا اس نے بتا دیا تھا۔ یہ ریڈ وولف بہت ہی محتاط ہے۔ اس نے پہلے ہی ان افراد سے رابطے توڑ لئے جو اس کے بارے میں جانتے تھے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ میں ممبران کے ذمے لگا دیتا ہوں کہ وہ ایک بار پھر ریڈ وولف اور سمارتا کو تلاش کریں‘‘...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

’’ہاں۔ جولیا کو فون کر کے کہہ دو‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کا نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس ہوتے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

’’ایکسٹو‘‘...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس چیف۔ جولیا سپیکنگ‘‘...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’جولیا۔ تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ ریڈ وولف اور سمارتا کو

تلاش کریں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوکے چیف“...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھا جس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔

”لگتا ہے بہت دیر سے آپ نے چائے نہیں پی۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران نے آنکھیں کھولیں اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں نشئی ہو گیا ہوں۔ مجھے نشہ نہ ملے تو میرا جسم ٹوٹنے لگتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا“...... جواب میں بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹرے تھی جس میں چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں“...... چائے پینے کے دوران بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

”ہاں۔ ریڈ وولف دو کارروائیاں کر چکا ہے اور ان دونوں کارروائیوں کی وجہ سے دنیا بھر میں پاکیشیا کی بدنامی ہوئی ہے۔ کافرستان نے

تو خوب شور مچایا ہوا ہے۔ وہ تو کئی ممالک سے مطالبہ کر رہا ہے کہ پاکیشیا کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کر دیئے جائیں۔ اب اگر ریڈ وولف نے تیسری کارروائی بھی کر دی تو یہ پاکیشیا کے لئے بہت بڑا دھچکا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کافرستان کے شور مچانے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ ریڈ وولف کی کارروائیوں سے معصوم اور بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں۔ یہ دکھ والی بات ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اور پریشانی والی بات یہ ہے کہ اگر ریڈ وولف کو قابو نہ کیا گیا تو مزید بے گناہ اور معصوم لوگ مارے جا سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہماری مدد کی ہے۔ اب بھی تو وہ مدد کرے گا نا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہی بات تو ساری پریشانیوں کو دھو ڈالتی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کیس کے سلسلے میں فیلڈ میں کام کروں گا“...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

”اگر تم فیلڈ میں کام کرو گے تو مجھے کنٹرول روم میں بیٹھنا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”بس یہی ایک بات تو مجھے فیلڈ ورک سے روک دیتی ہے“۔ بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"حالانکہ جب بھی تمہارے لئے فیلڈ ورک کی سچویشن بنی ہے تم نے فیلڈ ورک کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ سچویشن کے مطابق تو میں نے ہمیشہ کام کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر کس بات کا شکوہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"شکوہ تو بالکل نہیں ہے۔ بس دل میں خواہش ابھرتی ہے کہ میں بھی فیلڈ ورک کروں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا۔ اب تم بتاؤ کہ ریڈ وولف کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں کہاں سے اپنے کام کا آغاز کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے اور ممبران نے ابھی تک ایک اہم پوائنٹ کو نظر انداز کیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا اشارہ اس ہوٹل کی طرف ہے جہاں سے راکٹ فائر کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ بالکل صحیح سمجھے ہیں"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے نظر انداز نہیں کیا۔ دراصل واقعات اتنی تیزی سے رونما ہوئے ہیں کہ مجھے اس طرف جانے کا وقت نہیں ملا۔ ریڈ وولف کا کلیو مل گیا اور میں زیب کالونی کی طرف دوڑا چلا گیا اور اب وہاں سے واپس آیا ہوں تو ابھی تک کنٹرول روم میں بیٹھا ہوں۔ اب اٹھ کر سیدھا ادھر ہی جانا پڑے گا"...... عمران نے

فرے کے آخر میں مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر ہی مسکراہٹ آ گئی۔

اپنی بات ختم کرتے ہی عمران اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ جیسے ی عمران کرسی سے کھڑا ہوا بلیک زیرو بھی فوراً ہی کھڑا ہو گیا۔ پھر یک زیرو، عمران کو کنٹرول روم کے دروازے تک سی آف کرنے یا۔ عمران کی کار دانش منزل میں موجود تھی لیکن عمران نے بیدار نگھ کی کار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دانش نزل سے باہر آ گیا۔ رائل ہوٹل وہاں سے پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ تھا۔ لہٰذا ٹھیک پندرہ منٹ بعد عمران رائل ہوٹل پہنچ گیا۔

"یس سر"...... عمران جیسے ہی کاؤنٹر پر پہنچا کاؤنٹر گرل نے اروباری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"مجھے ہوٹل کے منیجر سے ملنا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ ر باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ کا نام"...... کاؤنٹر گرل نے عمران سے اس کا نام چھا۔

"علی عمران فرام فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ"...... عمران نے کہا تو کاؤنٹر گرل کے چہرے پر موجود مسکراہٹ یکدم غائب ہو گئی ر وہ خوفزدہ نظر آنے لگی۔

"اوکے سر۔ میں منیجر صاحب سے بات کرتی ہوں سر"۔ کاؤنٹر گرل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا

رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور بات کرنے لگی۔

''ادھر آؤ''...... بات کرنے کے بات کاؤنٹر گرل نے انٹرکام کا رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک ویٹر کو بلایا۔

''یس مس''...... ویٹر نے کاؤنٹر کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سر کو مینجر صاحب کے آفس پہنچا دو''...... کاؤنٹر گرل نے ویٹر سے کہا تو ویٹر عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

''آیئے سر''...... ویٹر نے کہا تو عمران اس کے ساتھ چلنے لگا۔ گراؤنڈ فلور پر ہی سیڑھیوں کے قریب گیلری تھی۔ عمران ویٹر کے ساتھ اس گیلری میں آ گیا۔ اس گیلری میں آخری کمرے پر ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر مینجر لکھا ہوا تھا۔ ویٹر اس کمرے کے دروازے تک آیا۔

''سر۔ یہ مینجر صاحب کا آفس ہے''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور وہ کمرے میں داخل ہو گیا جبکہ ویٹر واپس ہال کی جانب مڑ گیا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا تو ٹیبل کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان اسے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آیئے سر۔ میرا نام شہاب خان ہے اور میں رائل ہوٹل کا مینجر ہوں''...... اس نوجوان نے ٹیبل کی دوسری طرف سے باہر آتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران سے مصافحہ کیا۔

''تشریف رکھیئے سر''...... شہاب خان نے ٹیبل کے سامنے رکھے ہوئے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ شہاب خان خود واپس اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

''میرا نام علی عمران ہے اور میں فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی سر۔ مجھے کاؤنٹر گرل نے آپ کے بارے میں بتا دیا ہے۔ سر۔ آپ ٹھنڈا پئیں گے یا گرم''...... شہاب خان نے کہا۔

''نو تھینکس۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں''...... عمران نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ پہلی بار ہمارے ہوٹل تشریف لائے ہیں۔ پلیز''۔ مینجر شہاب خان نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

''دو گلاس لائم جوس کے میرے آفس بھجوا دیں''...... شہاب خان نے اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ کے ہوٹل کے سامنے نیشنل پارک ہے اور کل یہاں جلسہ تھا اور اس جلسے میں راکٹ فائر کیا گیا ہے''...... عمران نے اپنے مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ میں حضرت بابا کے عقیدت مندوں میں سے ہوں۔ مجھے ان کی شہادت پر بہت دکھ ہے''۔ مینجر

شہاب خان نے دکھی لہجے میں کہا تو عمران نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اسی وقت ایک باوردی ویٹر ٹرے اٹھائے اندر آ گیا۔ ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔

''راکٹ آپ کے ہوٹل سے فائر کیا گیا ہے''...... عمران نے منیجر شہاب خان سے کہا جبکہ ویٹر نے ایک گلاس عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا منیجر شہاب کے اور پھر وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔

''جی ہاں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ یہ بدنامی ہمارے حصے میں آنی تھی لیکن اس سلسلے میں پولیس، سنٹرل انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران ہمارے ہوٹل کا وزٹ کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے عملے سے مکمل انوسٹی گیشن بھی کر چکے ہیں اور انہوں نے ہمیں بے گناہ قرار دے دیا ہے۔ البتہ جس کمرے سے راکٹ فائر کیا گیا ہے افسران نے اس کمرے کو سیل کر دیا ہے''...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

''اگر افسران نے آپ کو بے گناہ قرار دیا ہے تو میں بھی آپ کو مجرم نہیں ٹھہراؤں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تھینک یو سر''...... منیجر شہاب خان نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کون لوگ تھے یہ جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے''...... عمران نے منیجر شہاب خان سے پوچھا۔

''سر۔ ان کے نام مسٹر اینڈ مسز غیور احمد تھے اور ان کا تعلق نو پورستی سے تھا۔ چھٹیاں گزار کر وہ ہلز سے واپس جا رہے تھے۔

یہاں ایک دن قیام کر کے انہوں نے دارالحکومت کی سیر کرنی تھی''۔ منیجر نے کہا۔

''لگتا ہے آپ نے ان کا تفصیلی انٹرویو کیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ہمارے پاس مہمانوں کے لئے جو رجسٹر ہے اس میں کالم موجود ہیں۔ ہمیں یہ سب اندراج کرنا پڑتا ہے۔ ان معلومات کے بغیر ہم کمرہ الاٹ نہیں کرتے''...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

''آپ مہمانوں کا شناختی کارڈ بھی تو چیک کرتے ہوں گے''۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ بغیر شناختی کارڈ کے تو ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کو کمرہ دیا جائے''...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

''مسٹر غیور احمد کے شناختی کارڈ کا نمبر تو آپ کے پاس درج ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''لیس سر۔ درج ہے۔ انوسٹی گیشن آفیسرز وہ نمبر لے بھی گئے تھے لیکن ان آفیسرز کے مطابق یہ شناختی کارڈ جعلی ہیں۔ ان نمبرز کا شناختی کارڈ تو ایشو ہی نہیں ہوا''...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

''خان صاحب۔ کیا آپ کے بکنگ کلرک مہمانوں سے اوریجنل شناختی کارڈ طلب نہیں کرتے''...... عمران نے منیجر سے کہا۔

''سر۔ اوریجنل شناختی کارڈ دیکھنے کے بعد ہی کمرہ الاٹ کیا جاتا ہے''...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

"پھر یہ کمرہ کیسے الاٹ ہوا یا جعلی شناختی کارڈ کہاں سے آ گیا"...... عمران نے پوچھا۔

"سر۔ یہ پاکیشیا ہے۔ یہاں دو نمبر چیز تیار ہونے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے"...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

"جب سے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بننے لگے ہیں یہ کام اتنا آسان نہیں رہا۔ بہرحال ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ مسٹر اینڈ مسز غیور کو کمرہ جس نے دیا تھا آپ اسے بلوائیں"...... عمران نے کہا تو منیجر شہاب خان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی سے بات کی اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً ڈیڑھ دو منٹ بعد تیئس چوبیس سال کی ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کافی پریشان لگ رہی تھی۔ عمران نے اس کا جائزہ لیا۔ وہ سیدھی سادھی سی ملازم پیشہ لڑکی تھی۔ عمران اسے کاؤنٹر پر دیکھ چکا تھا۔

"یہ مس شہلا ہیں۔ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک کاؤنٹر پر انہی کی ڈیوٹی ہوتی ہے"...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

"تشریف رکھیں مس شہلا"...... عمران نے لڑکی سے کہا تو وہ سہمے ہوئے انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

"مسٹر اور مسز غیور کو کمرہ آپ نے دیا تھا۔ آپ نے ان کا اوریجنل شناختی کارڈ چیک کیا تھا"...... عمران نے شہلا سے پوچھا۔

"یس۔ یس سر"...... شہلا نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے جو افسران انوسٹی گیشن کے لئے آئے ہیں انہوں نے

مس شہلا سے سوال و جواب کئے تھے"...... عمران نے منیجر شہاب خان سے پوچھا۔

"یس سر۔ مس شہلا سے بھی سوال و جواب ہوئے ہیں"۔ منیجر شہاب خان نے کہا۔

"کیا وہ اتنے احمق تھے کہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ مس شہلا پہلے ہی سوال کا جواب غلط دے رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ میں مس شہلا کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ یہ سیدھی سادھی گھریلو لڑکی ہے اور اپنی ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے ہوٹل کی ملازمت کر رہی ہے۔ اس کی بے گناہی کا میں ضامن ہوں۔ آپ اپنی انوسٹی گیشن مکمل کر لیں۔ اگر مس شہلا قصوروار ثابت ہوئیں تو میں بخوشی اسے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سپرد کر دوں گا"۔ منیجر شہاب خان نے کہا۔

"آپ نے تمام افسران سے یقیناً یہی بات کہی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں چونکہ ان کے گھریلو حالات سے واقف ہوں اسی لئے میں یہ بات کہتا ہوں"...... منیجر شہاب خان نے کہا۔

"مس شہلا۔ میں چہرہ شناس ہوں اس لئے میں جان گیا ہوں کہ آپ سیدھی سادھی ملازم پیشہ لڑکی ہیں اور آپ کا تعلق مجرموں سے نہیں ہے"...... عمران نے شہلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ تھینک یو"...... شہلا نے نظریں جھکائے جھکائے

عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''مجھ میں سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ آپ کا جواب سن کر میں سو فیصد اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔ آپ نے مسٹر غیور کا اوریجنل شناختی کارڈ نہیں دیکھا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو شہلا کے جسم میں سرد لہری سی دوڑ گئی اور وہ کانپنے لگی۔

''سس۔ سس۔ سر۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں''...... شہلا نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کاؤنٹر پر میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں فیڈرل انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں۔ اگر اس ہوٹل کے مالک کے تعلقات سی ایم، پی ایم اور صدر صاحب سے بھی ہوں گے تو ہمارا ڈیپارٹمنٹ تب بھی انہیں ہتھکڑی لگا سکتا ہے۔ منیجر شہاب خان صاحب اور آپ کے تو اتنے تعلقات بھی نہیں ہوں گے''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں سر''...... شہلا نے پہلے سے زیادہ خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''آپ سچ نہیں کہہ رہیں۔ اگر آپ سچ بتا دیں تو میرا وعدہ ہے کہ آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر شہلا اس قدر خوفزدہ ہو گئی کہ اس نے رونا بھی شروع کر دیا۔

''رونے سے کچھ نہیں ہو گا مس شہلا۔ اب آپ سچ بتائیں گی تو آپ کی جان چھوٹ پائے گی''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ ان کے پاس اوریجنل آئی ڈی کارڈ نہیں تھا۔ فوٹو کاپی تھی۔ مسز غیور نے بتایا کہ انہوں نے گھر سے بھاگ کر شادی کی ہے اور اب گھر والے ان کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ وہ بہت مشکل سے اپنی جان بچا کر آئے ہیں اور اس افراتفری میں وہ اپنے اوریجنل آئی ڈی کارڈ سمیت کئی چیزیں نہیں اٹھا سکے۔ میں نے ہمدردی کرتے ہوئے آئی ڈی کارڈ کی فوٹو کاپی پر ہی انہیں کمرہ دے دیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ دہشت گرد ہیں''...... شہلا نے روتے ہوئے کہا اور بات مکمل کرنے کے بعد اس کا رونا اور زیادہ ہو گیا تھا۔ عمران نے منیجر شہاب خان کی طرف دیکھا۔ پہلے تو اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات تھے پھر شرمندگی کی جگہ غصے نے لے لی۔

''مس شہلا۔ تم نے رولز اینڈ ریگولیشن کی خلاف ورزی کی ہے۔ میں تمہیں ملازمت سے برطرف کرتا ہوں اور ایف آئی ڈی کے حوالے کرتا ہوں۔ سر۔ اب یہ آپ کے حوالے ہے۔ آپ اسے لے جا سکتے ہیں''...... منیجر شہاب خان نے پہلے غصیلے لہجے میں شہلا کی طرف دیکھا اور پھر نرم لہجے میں عمران سے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ میں پہلے ہی مس شہلا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اگر انہوں نے سچ کہا۔ تو انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

انہوں نے تو واقعی انسانی ہمدردی کی بناء پر ایسا کیا ہے اور ویسے بھی ہمارا ڈیپارٹمنٹ بے گناہ لوگوں کو تنگ نہیں کرتا۔ اصل مجرموں پر ہی ہاتھ ڈالتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے سر۔ سر آپ تو بالکل مختلف انسان ہیں''...... مینجر شہاب خان نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''مس شہلا۔ آپ نے ان میں کوئی خاص بات نوٹ کی ہو''۔ عمران نے شہلا سے پوچھا۔

''نو سر''...... شہلا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''شہاب خان صاحب۔ وہ راکٹ لانچر کہاں ہے جس سے راکٹ فائر کیا گیا تھا''...... عمران نے مینجر شہاب خان سے پوچھا۔

''سر۔ دہشت گرد راکٹ لانچر کمرے میں ہی چھوڑ گئے تھے اور وہ راکٹ لانچر انٹیلی جنس آفیسر لے گئے ہیں''...... مینجر شہاب خان نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انٹیلی جنس میں تو ایک ہی بارعب آفیسر ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ وہی لے گیا ہے راکٹ لانچر''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''یس سر۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب ہی لے گئے ہیں راکٹ لانچر اور ان کے حکم پر کمرہ بھی سیل کر دیا گیا ہے''...... مینجر شہاب خان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے شہاب خان صاحب۔ میں اب چلتا ہوں اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں دوبارہ بھی آؤں گا اور ہاں۔ مس شہلا کا

ذکر آپ نے کہیں بھی نہیں کرنا''...... عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... مینجر شہاب خان نے کہا اور وہ بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ عمران اور شہاب خان کو اٹھتے دیکھ کر شہلا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ عمران نے مینجر شہاب خان سے مصافحہ کیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا تھا اور کار روڈ پر دوڑنے لگی۔ جلد ہی اسے اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا۔ اپنے شک کو یقین میں بدلنے کے لئے وہ تین چار مختلف سڑکوں پر آیا۔ نیلے رنگ کی ٹیوٹا کرولا واقعی اس کے تعاقب میں تھی۔ جب اس کا شک یقین میں بدل گیا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے کار کو شہر سے باہر جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

پندرہ بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک مضافاتی سڑک پر آ گیا۔ اس سڑک پر ٹریفک بہت کم تھی اور پھر مزید پانچ منٹ گزرنے کے بعد تو اس سڑک پر ٹریفک کا نام و نشان تک نہ رہا۔ ایک عمران کی کار تھی جس میں عمران بیٹھا ہوا تھا اور دوسری نیلی ٹیوٹا کرولا تھی جو اس سے بہت دور تھی۔ یہ جگہ تعاقب میں آنے والے کو کور کرنے کے لئے بہترین تھی۔ لہٰذا عمران نے کار سڑک کے درمیان میں ہی روک دی اور پھر کار کا بونٹ اٹھا کر اس پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد نیلی ٹیوٹا کرولا اس کے قریب آ گئی اور قریب آتے ہی اس نے ہارن بجایا۔ عمران بونٹ سے ایک طرف

ہٹا اور اس نے کار کی طرف دیکھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی۔

''کیا مسئلہ ہے۔ تم نے کار کو سڑک کے درمیان میں کیوں روکا ہوا ہے''...... اس عورت نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''کار خراب ہو کر سڑک کے درمیان میں ہی رک جائے تو بے چارہ ڈرائیور کیا کرے''...... عمران نے بھی ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا خرابی ہو گئی ہے اس میں''...... ادھیڑ عمر عورت نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ کار سے نیچے اتر کر وہ عمران کے قریب آ گئی۔ اس کے قریب آتے ہی عمران کو تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ غالباً اس نے کوئی بہت تیز پرفیوم لگایا ہوا تھا۔

''خرابی کو میں چیک کرنے کی کوشش''...... عمران نے کہا لیکن اس کا جملہ ادھورا رہ گیا کیونکہ یکدم اسے تیز چکر محسوس ہوا تھا۔ اس نے اپنا سر جھٹک کر خود پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن اسے زمین آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے اور پھر وہ چکرا کر زمین پر گر پڑا اور اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

''کوٹھی نمبر دو سو دس میں آنے والے دو آدمیوں کو بیدار سنگھ کے آدمی لے جا چکے ہیں۔ اب ہم کب ان سے پوچھ گچھ کرنے چلیں گے''...... سمارتا نے ریڈ وولف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں اس وقت زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو بارہ کے ایک کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ کرسیوں کے سامنے ایک ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر شراب کی ایک بوتل، دو گلاس اور ایک ٹرے میں برف کے ٹکڑے رکھے ہوئے تھے۔

''پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے بیدار سنگھ سے کہہ دیا تھا۔ وہ انہیں گولیاں مار دے گا''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ہمیں ان آدمیوں کو مارنے سے پہلے بیدار سنگھ کے پاس پہنچ کر ان سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے اور پھر ان کا خاتمہ کرنا چاہئے''۔ سمارتا نے کہا۔

''ہمارے اس مشن میں جلد بازی کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

ہم نے ہر کام آرام اور اطمینان سے کرنا ہے اور ان دونوں کو تو بیدار سنگھ نے شاید ہلاک بھی کر دیا ہو''...... ریڈ وولف نے لاپرواہی سے کہا اور ساتھ ہی وہ گلاس میں شراب ڈالنے لگا۔ اس نے نصف سے زیادہ گلاس شراب سے بھر لیا۔ پھر اس نے گلاس میں برف کے ٹکرے ڈالے اور گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگا۔ سمارتا نے بھی اپنے لئے گلاس تیار کیا اور وہ بھی شراب کی چسکیاں لینے لگی۔ ریڈ وولف کے گلاس میں ابھی شراب باقی تھی کہ اس کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ موبائل فون ٹیبل پر ہی رکھا ہوا تھا۔ اس نے موبائل فون اٹھایا اور اوکے کا بٹن پریس کر کے موبائل فون کان سے لگا لیا۔

''لیس''...... ریڈ وولف نے مختصراً کہا۔

''راکی بول رہا ہوں ریڈ صاحب۔ کوٹھی تو آپ کو پسند آئی ہو گی''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کوٹھی میری مرضی کے مطابق ہی ہے اور اس میں موجود کار بھی مجھے بہت پسند آئی ہے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''آپ کو یہ چیزیں پسند آئیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی''۔ دوسری طرف سے راکی نے کہا۔

''راکی۔ ایک ہوشیار آدمی بھی کوٹھی پر بھیج دو۔ جو کوٹھی پر پہرہ دے سکے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''اوکے ریڈ صاحب۔ دس پندرہ منٹ میں میرا ایک آدمی گفٹر

پہنچ جائے گا''...... راکی نے کہا۔

''گفٹر۔ یہ کیسا نام ہے''...... ریڈ وولف نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ریڈ صاحب۔ نام تو بس نام ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے''...... دوسری طرف سے راکی نے پوچھا۔

''نہیں۔ فی الحال تو نہیں ہے۔ جب ضرورت ہو گی تو کال کر لوں گا''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''اوکے۔ گڈبائی''...... دوسری طرف سے راکی نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

''ریڈ۔ اس ذریعے کا تم ذکر کر رہے تھے''...... ریڈ وولف نے موبائل فون ٹیبل پر رکھا تو سمارتا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ راکی دراصل ایکریمی یہودی ہے لیکن پاکیشیا میں عیسائی بن کر رہ رہا ہے۔ کافرستانی ایجنٹوں کی طرح یہ بھی اسرائیل کے مفادات کے لئے یہاں کام کرتا ہے۔ یہ راکی بھی یہاں کلب بزنس سے منسلک ہے۔ یہاں گولڈن کلب کے نام سے اس کا کلب ہے۔ میری اس سے بہت پرانی واقفیت ہے۔ اس واقفیت کے باوجود میں نے اسے معاوضہ ادا کیا ہے تاکہ یہ میرے کئی کام کر دے''...... ریڈ وولف نے سمارتا کو راکی کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''کہیں یہ ہماری مخبری نہ کر دے''...... سمارتا نے اپنے خدشے کا

اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اسرائیلی تو کافرستانیوں سے زیادہ پاکیشیا اور پاکیشائی لوگوں سے نفرت کرتے ہیں اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں ایسے ہی کسی پر اعتماد نہیں کیا کرتا''...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر اس نے گلاس میں دوبارہ شراب بھری اور گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ راکی کو فون کئے ہوئے تقریباً پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے کہ انہیں ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

''راکی کا بھیجا ہوا آدمی گفتر ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں''...... ریڈ وولف نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک طویل القامت نوجوان تھا جو شکل سے ایکریمی لگ رہا تھا۔ اس کا ورزشی جسم بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر ہے۔ واپس آ کر ریڈ وولف تو کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ وہ ادب سے کھڑا ہو گیا۔

''سمارتا۔ یہ گفتر ہے''...... ریڈ وولف نے سمارتا سے کہا تو اس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

''گفتر۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے''...... ریڈ وولف نے گفتر سے پوچھا۔

''یس سر۔ میرے پاس ریوالور ہے''...... گفتر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گیٹ کے قریب جو کیبن ہے اس میں مشین گن بھی موجود

ہے۔ تم مشین گن اٹھا لو اور نہایت ہوشیاری سے گیٹ پر ڈیوٹی دو''...... ریڈ وولف نے گفتر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر''...... گفتر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اب فیوچر کا کیا پروگرام ہے۔ اگلا ٹارگٹ کیا ہے''...... سمارتا نے ریڈ وولف سے پوچھا۔

''یہ ہے نائس سوسائٹی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت کا وسط۔ اس سوسائٹی میں مسلمانوں کے دو فرقوں کے افراد تقریباً برابر کی تعداد میں ہیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ان کی مساجد ہیں۔ پہلے ایک مسجد میں کارروائی کرنی ہے اور اس کارروائی کے چوتھے یا پانچویں دن دوسری مسجد کو ٹارگٹ بنانا ہے۔ ہماری ان دو کارروائیوں سے ملک بھر میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھے گی''...... ریڈ وولف نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر ٹیبل پر پھیلایا اور ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ سمارتا نے دیکھا۔ یہ پاکیشیا کے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ تھا۔

''ہونہہ۔ ٹارگٹ تو تمہارے بہت ہی اچھے ہیں''...... سمارتا نے ریڈ وولف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''نیشنل باغ والے واقعے کی وجہ سے دارالحکومت میں ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے۔ دو تین دن تک حالات نارمل ہو جائیں گے تو پھر ہم یہ کارروائیاں کریں گے۔ اس دوران تم پاکیشیا کے دارالحکومت

کی سیر کرسکتی ہو''...... ریڈ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خاک سیر کروں۔ پاکیشیا کے مرد مجھے ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے نظروں ہی نظروں میں کھا جائیں گے''...... سمارتا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ریڈ وولف نے ایک طویل قہقہہ لگایا۔

''کمال ہے۔ تم یہاں کے مردوں سے ڈر گئی ہو''...... ریڈ وولف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''ڈر کہاں گئی ہوں۔ میں تو تنگ آ گئی ہوں''...... سمارتا نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی مرد صرف نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کو گھورتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ بوڑھی یا ادھیڑ عمر عورت کا میک اپ کر لو پھر تمہیں یہ شکایت نہیں ہو گی''...... ریڈ وولف نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تم نے اچھا مشورہ دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی ادھیڑ عمر عورت کا میک اپ کر لیتی ہوں''...... سمارتا نے کہا اور پھر اس نے میک اپ باکس اٹھایا اور میک اپ کرنے لگی۔ جب وہ میک اپ سے فارغ ہوئی تو ادھیڑ عمر عورت کے روپ میں تھی۔

''کیسی لگ رہی ہوں''...... سمارتا نے میک اپ کرنے کے بعد ریڈ وولف سے ایک ادا کے ساتھ پوچھا۔

''بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔ کہیں واقعی چند سال بعد تم ایسی ہی نہ نظر آنے لگ جاؤ''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''تم تو کہہ رہے تھے کہ میں جس روپ میں بھی آ جاؤں تمہیں

بھی لگتی ہوں''...... سمارتا نے ناراض ہو کر کہا۔

''اچھا۔ پھر تو مجھے اپنی آنکھوں کا علاج کرانا پڑے گا''...... ریڈ وولف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے قہقہہ لگایا۔

''تم مرد ہوتے ہی ایسے ہو''...... سمارتا نے غصیلے لہجے میں کہا تو ریڈ وولف نے ایک اور قہقہہ لگایا۔ ابھی ریڈ وولف کا قہقہہ ختم نہیں ہوا تھا کہ اس کے موبائل فون پر بیل آنے لگی۔

''یس''...... ریڈ وولف نے ٹیبل سے موبائل فون اٹھا کر اوکے کا بٹن پریس کرنے کے بعد کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''بیدار سنگھ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے بیدار سنگھ کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ بیدار سنگھ۔ کیا تم نے ان دونوں کو ختم کر دیا ہے''۔ ریڈ وولف نے پوچھا۔

''یس باس۔ ان دونوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ اب ان لاشوں کا کیا کرنا ہے''...... بیدار سنگھ نے پوچھا۔

''ان دونوں لاشوں کو کسی فٹ پاتھ پر پھینک دو''...... ریڈ وولف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ لیکن باس''۔ دوسری طرف سے بیدار سنگھ بات کرتے کرتے رک گیا۔

''لیکن کیا بیدار سنگھ''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''باس۔ آپ نے زیب کالونی کی کوٹھی چھوڑ دی ہے۔ اب

آپ کہاں ہیں۔ مجھے آپ کے بارے میں بہت فکر ہو رہی ہے''۔ دوسری طرف سے بیدار سنگھ نے پوچھا۔

''تمہیں ہمارے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم محفوظ ہیں۔ میں بہت جلد تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا۔ اوکے گڈ بائی''...... ریڈ وولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔

''ریڈ۔ میرے خیال میں کوئی گڑبڑ ہے''...... سمارتا نے ریڈ وولف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا بھی یہی اندازہ ہے۔ بیدار سنگھ مجھے باس کی بجائے سر کہتا ہے اور میرا خیال ہے کہ بیدار سنگھ یہاں کی کسی ایجنسی کے قابو میں آ گیا ہے۔ انہوں نے بیدار سنگھ سے یہ کال کرائی ہے اور بیدار سنگھ نے جان بوجھ کر مجھے سر کی بجائے باس کہا ہے تاکہ میں ہوشیار ہو جاؤں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''بالکل۔ یہی بات ہو گی''...... سمارتا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بیدار سنگھ اب جہاں بھی جائے ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے ذریعے کوئی بھی ہم تک نہیں پہنچ سکتا''...... ریڈ وولف نے لاپرواہی سے کہا۔

''تمہاری یہی احتیاط پسندی ہمیں بہت سی مشکلات سے بچاتی ہے''...... سمارتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نہیں جانتیں کہ ہماری فیلڈ ہی ایسی ہے کہ اگر ہم احتیاط نہ کریں تو ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں کسی گولی کا شکار ہو جائیں''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ بات تو ہے''...... سمارتا نے کہا اور پھر اس نے دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی۔ شراب میں برف کے ٹکڑے ملائے اور ایک گلاس ریڈ وولف کی طرف بڑھا دیا۔

''تھینک یو''...... ریڈ وولف نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگے۔ ریڈ وولف کے گلاس میں شراب ختم ہوئی تھی کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل پر رکھا ہوا اپنا موبائل فون اٹھا لیا۔

''یس''...... اوکے کا بٹن پریس کرنے کے بعد ریڈ وولف نے موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں رائل ہوٹل کا ویٹر نثار جان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو ریڈ وولف چونک پڑا۔ نثار جان بھی کافرستانی ایجنٹ ہی تھا لیکن اس کا بیدار سنگھ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ریڈ وولف نے اس کے ذمے لگایا تھا کہ وہ ہوٹل میں ہونے والی انوسٹی گیشن سے اسے باخبر رکھے۔

''ہاں نثار۔ کیا کوئی خاص بات''...... ریڈ وولف نے نثار خان سے پوچھا۔

''سر۔ دارالحکومت کے ہوٹلوں اور کلبوں میں ایک شخص بہت دکھائی

دیتا ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بہت ہی خطرناک آدمی ہے۔ اس خطرناک آدمی کی سنٹرل انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران سے بھی دوستی ہے اور اس خطرناک آدمی کا نام علی عمران ہے“۔ دوسری طرف سے نثار جان نے کہا تو ریڈ وولف پہلے سے بھی زیادہ چونک پڑا۔

”اچھا۔ کیا ہوا ہے اس خطرناک آدمی علی عمران کو“...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

”سر۔ وہ نیشنل باغ والے واقعے کی انوسٹی گیشن کے لئے ہوٹل آیا ہوا ہے اور اس وقت مینجر شہاب خان کے کمرے میں بیٹھا ہے“...... دوسری طرف سے نثار جان کی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔ وہ بھی اس واقعے کی تفتیش کر لے۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے“...... ریڈ وولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔ چونکہ اس نے موبائل فون کا سپیکر آن کر دیا تھا اس لئے نثار جان سے ہونے والی گفتگو سمارتا نے بھی سن لی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ علی عمران ہمارے راستے پر چل نکلا ہے“...... سمارتا نے کہا۔

”میں اس راستے کو اس کے لئے موت کا راستہ بنا دوں گا“۔ ریڈ وولف نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب اگر وہ ہمارے راستے میں آ گیا ہے تو اسے زندہ نہیں بچنا چاہئے“...... سمارتا نے کہا۔

”تم اپنا ضروری سامان ساتھ لے لو۔ ہم رائل ہوٹل چل رہے ہیں“...... ریڈ وولف نے کہا۔

”او کے“...... سمارتا نے کہا اور پھر وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ نیلے رنگ کی ٹیوٹا کرولا میں بیٹھ چکے تھے۔ ٹیوٹا کرولا پہلے سے ہی اس کوٹھی میں موجود تھی۔ تیز رفتار ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ آٹھ منٹ میں رائل ہوٹل پہنچ گئے۔ جیسے ہی ریڈ وولف نے کار ہوٹل کی پارکنگ میں روکی پارکنگ بوائے بھاگتا ہوا ان کی کار کے قریب آیا اور اس نے ان کی کار پر ایک اسٹیکر لٹکا دیا اور پھر ریڈ وولف سے پیسے لے کر وہ دوسری کار کی طرف بھاگ گیا۔ ریڈ وولف نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور اس نے نثار جان کا نمبر دبا دیا۔

”یس سر۔ نثار جان بول رہا ہوں“...... اگلے ہی لمحے نثار جان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”نثار جان۔ کیا عمران اب بھی ہوٹل میں موجود ہے“...... ریڈ وولف نے نثار جان سے پوچھا۔

”یس سر۔ وہ اب بھی مینجر صاحب کے کمرے میں موجود ہے اور اب تو کاؤنٹر گرل شہلا بھی مینجر صاحب کے کمرے میں ہے“۔ نثار جان کی آواز سنائی دی۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس گاڑی پر آیا ہے“...... ریڈ وولف نے پوچھا۔

"یس سر۔ جب علی عمران کار سے اتر رہا تھا تو میں اتفاقاً اس وقت پارکنگ میں تھا اور میں اسے دیکھ کر چونک گیا تھا کیونکہ اب کسی ہوٹل یا کلب میں اس کی آمد اچھی نہیں سمجھی جاتی"۔ نثار جان نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ پارکنگ میں آؤ اور اس کی کار کو ہاتھ لگا کر واپس چلے جاؤ"...... ریڈ وولف نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں چند منٹوں میں ہی پارکنگ میں آ رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ نثار جان کی بات سن کر ریڈ وولف نے کال کاٹ دی اور اس کے بعد اس کی نظریں مین گیٹ پر جم گئیں۔ چند ہی منٹوں بعد اس نے نثار جان کو دیکھا جو پارکنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ریڈ وولف اسے غور سے دیکھنے لگا۔

پارکنگ میں پہنچ کر وہ ایک کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کو ہاتھ لگایا اور پھر واپس چلا گیا۔ نثار جان کو ابھی وہاں سے گئے دو تین منٹ ہی ہوئے تھے کہ اس نے ایک مقامی آدمی کو گیٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف آتے دیکھا۔ پارکنگ میں آ کر وہ اسی کار کی طرف بڑھا جس پر نثار جان نے ہاتھ رکھا تھا۔ پھر وہ شخص کار میں بیٹھا اور کار پارکنگ سے نکلنے لگی۔

"ہونہہ۔ تو یہ ہے وہ خطرناک ایجنٹ علی عمران جس کے نام کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا ہے"...... ریڈ وولف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھی کار آگے بڑھا دی۔

"علی عمران کے بارے میں سنا تو یہ ہے کہ یہ خطرناک شخص بظاہر نہایت سیدھا سادھا اور معصوم سا نظر آتا ہے"...... سمارتا نے کہا۔

"آج اس خطرناک شخص کی زندگی کا چیپٹر ہم کلوز کر دیتے ہیں"...... ریڈ وولف نے غرا کر کہا۔

"ریڈ۔ اگر یہ علی عمران آج ہمارے ہاتھوں مارا جائے تو پوری دنیا میں ہماری دھوم مچ جائے گی"...... سمارتا نے کہا۔

"مارا جائے گا۔ یہ آج ہی مارا جائے گا"...... ریڈ وولف نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

"ریڈ۔ میرا خیال ہے کہ علی عمران کو اپنے تعاقب کا علم ہو گیا ہے"...... چند لمحوں بعد سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

"علم ہو گیا ہے تو ہونے دو"...... ریڈ وولف نے کہا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک ایسی سڑک پر پہنچ گئے تھے جہاں ٹریفک کم تھی۔

"میں گاڑی روک رہا ہوں۔ اب تم نے ڈرائیونگ سنبھالنی ہے"۔ ریڈ وولف نے کہا تو سمارتا نے اثبات میں سر ہلایا اور ریڈ وولف نے کار ایک سائیڈ پر کر کے یکدم بریک لگا دی۔ پھر وہ اچھل کر پچھلی سیٹ پر جا پڑا جبکہ سمارتا ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی اور کار ایک بار پھر حرکت میں آ گئی۔ اس تبدیلی کو ایک سیکنڈ بھی نہیں لگا ہو گا۔

"تمہارے پاس ایکس پرفیوم ہے نا"...... ریڈ وولف نے سمارتا سے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ تو ہر وقت میرے ہینڈ بیگ میں موجود رہتا ہے۔

تمہی نے تو کہا تھا کہ میں اسے ہر وقت اپنے پاس رکھا کروں۔ کسی بھی وقت کسی کو بے ہوش کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... سمارتا نے کہا۔

''پھر ایکس پرفیوم کا اینٹی پرفیوم مجھے بھی دے دو اور خود بھی لگا لو تاکہ ایکس پرفیوم سے ہم تو بے ہوش نہ ہوں''...... ریڈ وولف نے کہا تو سمارتا نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے پرفیوم کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر پرفیوم اپنے منہ پر اسپرے کیا اور بوتل ریڈ وولف کی طرف بڑھائی۔ ریڈ وولف نے بوتل اس سے لے کر پرفیوم اپنے چہرے پر اسپرے کیا اور پھر بوتل سمارتا کی طرف بڑھا دی۔ سمارتا نے پرفیوم کی وہ بوتل اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لی اور پرفیوم کی دوسری بوتل نکال لی۔ اس پرفیوم کو اس نے اپنے لباس پر اسپرے کیا۔ اس پرفیوم کی خوشبو بہت ہی تیز تھی۔ پرفیوم اسپرے کرنے کے بعد اس نے یہ پرفیوم بھی اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیا۔

اس کے بعد اس نے اپنے اردگرد دیکھا۔ اب وہ جس سڑک پر تھے وہاں کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد انہیں عمران کی کار سڑک کے درمیان میں رکی ہوئی نظر آئی۔

''عمران نے ہمیں روکنے کے لئے کار سڑک کے درمیان میں روک لی ہے''...... سمارتا نے ریڈ وولف سے کہا۔

''نو پرابلم۔ کار اس کے قریب لے جا کر روک لینا اور اس سے

باتیں کرنا۔ میں سیٹ سے نیچے لیٹ رہا ہوں تاکہ اسے نظر نہ آؤں''...... ریڈ وولف نے کہا اور پھر وہ سیٹ سے نیچے لیٹ گیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا ریوالور بھی جیب سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند ہی سیکنڈ میں سمارتا نے کار اگلی کار کے قریب روک دی۔

''کیا مسئلہ ہے نوجوان۔ تم نے سڑک کے درمیان میں کار کو کیوں روکا ہوا ہے''...... سمارتا نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''کار خراب ہو کر سڑک کے درمیان میں ہی رک جائے تو بے چارہ ڈرائیور کیا کرے''...... اس نوجوان نے بھی جو ان کے مطابق عمران تھا، ایکریمین لہجے میں کہا۔

''کیا خرابی ہو گئی ہے اس میں''...... سمارتا نے کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر کر عمران کے قریب پہنچ گئی۔

''خرابی کو میں چیک کرنے کی کوشش''...... عمران کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور پھر وہ وہیں سڑک پر گر گیا۔ اس کے گرنے کی آواز سن کر ریڈ وولف اٹھ بیٹھا۔

''واہ۔ سیکرٹ دنیا میں اس کا کتنا بڑا نام ہے اور یہ دیکھو کتنی آسانی سے یہ ہمارے قابو میں آ گیا ہے''...... ریڈ وولف نے کہا۔

''ریڈ۔ کیا یہ بات کنفرم ہے کہ یہی علی عمران ہے''...... سمارتا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا یہ علی عمران نہیں ہے''...... ریڈ وولف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جس آسانی سے یہ مار کھا گیا ہے اس سے مجھے شک پڑتا ہے۔ ویٹر نثار جان کو غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے''...... سمارتا نے کہا۔

''تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے''...... ریڈ وولف نے بھی سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''پھر اب کنفرم کیسے کیا جائے''...... سمارتا نے ریڈ وولف سے پوچھا۔

''اسے کوٹھی پر لے چلتے ہیں۔ اس کوٹھی میں بھی تہہ خانہ موجود ہے۔ وہاں اس سے اس کی اصلیت معلوم کر لیں گے''...... ریڈ وولف نے کہا تو سمارتا نے تائیدی انداز میں سر ہلا دیا اور پھر ریڈ وولف نے بے ہوش عمران کو اٹھایا اور اسے اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا اور خود بھی پچھلی سیٹ پر ہی بیٹھ گیا۔ سمارتا نے اسے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے دیکھا تو وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے کار واپس موڑی اور پھر کار دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگی۔

عمران کو رائل ہوٹل کی طرف گئے غیر معمولی تاخیر ہو چکی تھی اور اس دوران عمران نے بلیک زیرو سے رابطہ بھی نہیں کیا تھا۔ بلیک زیرو نے خود ہی اس سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن جلد ہی بلیک زیرو کو جواب مل گیا کہ اس کا مطلوبہ نمبر رسپانس نہیں دے رہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب ایک بار پھر بے ہوش ہو چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھول کر اپنا مشین پسٹل نکال کر جیب میں رکھا۔ دانش منزل کا تمام سسٹم آٹومیٹک کیا اور کارڈلیس فون سیٹ اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ یہ کارڈلیس فون سیٹ بیس کلومیٹر کی رینج میں کام کرتا تھا۔ یہ دونوں چیزیں جیب

میں رکھنے کے بعد بلیک زیرو کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ اب اس نے خود ہی عمران کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ باہر تین کاریں کھڑی تھیں جن میں سے ایک عمران کی تھی اور دو اس کے اپنے استعمال کے لئے تھیں۔ بطور ایکسٹو وہ جو کار استعمال کرتا تھا وہ عموماً دانش منزل کے گیراج میں بند رہتی تھی۔ اپنے استعمال کی دو کاروں میں سے وہ ایک کار پر بیٹھا اور پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور کار دانش منزل کے گیٹ کی طرف بڑھی۔

جیسے ہی کار دانش منزل کے گیٹ کی طرف بڑھی مین گیٹ آٹومیٹک سسٹم کے تحت کھل گیا۔ اس کی کار گیٹ سے باہر نکل گئی تو گیٹ خودبخود بند ہو گیا۔ سڑک پر آ کر بلیک زیرو کی کار کا رخ نیشنل روڈ کی طرف ہو گیا۔ رائل ہوٹل اس روڈ پر واقع تھا۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد بلیک زیرو رائل ہوٹل پہنچ گیا۔ کار اس نے ہوٹل کی پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر وہ ہوٹل کے ہال کی طرف بڑھا۔ گیٹ کراس کر کے وہ ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا اور اس کی وجہ نیشنل باغ میں رونما ہونے والا واقعہ تھا جس کا سب سے زیادہ اثر اسی ہوٹل پر پڑا تھا۔ بلیک زیرو نے صرف ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا جہاں ایک لڑکی موجود تھی۔ بلیک زیرو نے اندازہ لگا لیا تھا کہ لڑکی ذہنی طور پر اپ سیٹ ہے۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

''یس سر۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں''...... جب بلیک

زیرو کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ لڑکی زبردستی مسکرائی ہے۔

''اس ہوٹل کے مینجر کا کیا نام ہے''...... بلیک زیرو نے کاؤنٹر گرل سے پوچھا۔

''سر۔ ان کا نام شہاب خان ہے''...... لڑکی نے بدستور زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے مسٹر شہاب خان سے ملنا ہے''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کس سلسلے میں سر''...... کاؤنٹر گرل نے پوچھا۔

''دہشت گردی کا تازہ واقعہ جو ہوا ہے اس سلسلے میں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں مینجر صاحب سے بات کرتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔ بلیک زیرو نے صاف محسوس کیا تھا کہ اس کی بات سن کر کاؤنٹر گرل پہلے سے زیادہ پریشان ہو گئی ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بات بھی محسوس کر لی کہ ایک ویٹر غیر محسوس انداز میں ان کے قریب آیا تھا۔ اب ویٹر کی دلچسپی محسوس کرتے ہوئے بلیک زیرو نے اپنا پروگرام تبدیل کر دیا۔

''مس۔ آپ فی الحال مینجر شہاب خان سے بات نہ کریں۔ میں ہال میں بیٹھ کر کافی پیتا ہوں پھر شہاب خان سے ملنے کا

پروگرام بناؤں گا''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور کاؤنٹر گرل سے لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔

''اوکے سر۔ جیسے آپ کی مرضی سر''...... کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری ٹیبل پر ایک کپ کافی بھجوا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ ایک ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اسے کرسی پر بیٹھے دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ ویٹر اس کے لئے کافی لے آیا۔ یہ وہی ویٹر تھا جس نے کاؤنٹر گرل اور بلیک زیرو کی باتوں میں دلچسپی لی تھی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... بلیک زیرو نے ویٹر سے پوچھا جو کافی کے برتن ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔

''سر۔ میرا نام نثار ہے''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''اس ہوٹل میں تو ہر وقت رش رہتا ہے۔ آج ہال کیوں خالی ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سر۔ یہاں قریب ہی ایک باغ ہے۔ ایک جلسے کے دوران اس باغ میں دہشت گردی کی کارروائی ہوئی ہے اس لئے یہ سارا روڈ ہی ویران ہو گیا ہے۔ اس روڈ کی رونقیں بحال ہونے میں چند دن تو لگ جائیں گے سر''...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ ویٹر جس نے اپنا نام نثار بتایا تھا واپس چلا گیا۔ بلیک زیرو کے مطابق اب پہلے اس ویٹر کو

چیک کرنا ضروری تھا۔ ہوٹل سے ایک آدمی کو اغوا کر کے لے جانا آسان نہیں تھا۔ بلیک زیرو کافی بھی پیتا رہا اور سوچتا بھی رہا لیکن اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہ آئی۔ بلیک زیرو نے خالی کپ ٹیبل پر رکھا تو فوراً ہی نثار اس کی ٹیبل پر آ گیا۔

''نثار۔ مجھے لگتا ہے کہ تم بہت ہی محنتی ویٹر ہو۔ میرے ہوٹل میں ملازمت کرو گے''...... جب بلیک زیرو کو اور کوئی بات سمجھ نہ آئی تو اس نے ویٹر سے ایک عام سی بات کہہ دی۔

''نو سر۔ میں یہاں بہت خوش اور مطمئن ہوں''...... نثار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم یہاں جتنی تنخواہ لیتے ہو اسے تین سے ضرب دے لو۔ میں تمہیں اتنی تنخواہ دوں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تھینکس سر۔ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ اب میرا ڈیوٹی ٹائم آف ہو رہا ہے اور مجھے اپنے گھر جلدی پہنچنا ہے کیونکہ گھر پر میری بیوی بیمار ہے''...... نثار نے بے رخی سے کہا اور پھر وہ چلا گیا۔ بلیک زیرو اسے دیکھتا رہا۔ اب اسے اغوا کرنا بہت ہی ضروری ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو کے مطابق یہ عام ویٹر نہیں تھا۔ اگر عام ویٹر ہوتا تو تین گنا تنخواہ کا سن کر خوش ہو جاتا لیکن اس نے تو معمولی سی دلچسپی بھی نہیں لی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے تو بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ ویٹر نے ڈیوٹی آف ہونے کا کہا تھا جس

کا مطلب تھا کہ وہ کچھ ہی دیر میں ہوٹل سے باہر آنے والا ہے۔

بلیک زیرو تیز قدموں سے چلتا ہوا اپنی کار تک پہنچا اور پھر اس کی کار ہوٹل پارکنگ سے باہر آ گئی۔ اس نے کار ہوٹل سے کچھ فاصلے پر روک لی۔ یہاں سے ہوٹل کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔ کار روکنے کے بعد اس نے جیکٹ کی جیب سے مونچھیں اور داڑھی نکال کر اپنے چہرے پر لگا لی۔ اس کے بعد اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے وگ نکال کر بالوں پر لگا لی۔ جیکٹ اس نے اتار کر الٹی کی اور دوبارہ پہن لی۔ اب ویٹر نثار اسے قطعاً نہیں پہچان سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے بیک مرر میں اپنا جائزہ بھی لیا اور مطمئن ہو گیا۔ اب اسے ویٹر کے باہر آنے کا انتظار تھا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد اس نے ویٹر نثار کو ہوٹل سے باہر نکلتے دیکھا۔ باہر آ کر اس کی نظریں ادھر ادھر گھومنے لگیں۔ غالباً اسے ٹیکسی کی تلاش تھی۔ بلیک زیرو نے کار آگے بڑھائی اور اس کے قریب جا کر روک دی۔

''جناب۔ آپ اسی ہوٹل میں کام کرتے ہیں''...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں اس ہوٹل میں ویٹر ہوں''...... نثار نے بلیک زیرو کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ مجھے اس ہوٹل کے ویٹر نثار سے ملنا ہے۔ کیا وہ اس وقت ہوٹل میں موجود ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس نے چونک کر بلیک زیرو کو دیکھا۔

''میرا نام ہی نثار ہے۔ لیکن میں تو آپ کو نہیں جانتا''...... نثار نے کہا۔

''اچھا۔ تو آپ ہی نثار صاحب ہیں۔ میں بھی آپ کو شکل سے نہیں جانتا تھا اس لئے پہچان نہیں سکا۔ سوری''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ کون صاحب ہیں اور مجھ سے آپ کو کیا کام ہے''۔ نثار نے پوچھا۔

''آپ کار میں تشریف رکھیں۔ اطمینان سے باتیں کرتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔ نثار نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر وہ دوسری طرف سے آ کر بلیک زیرو کے قریب فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور بلیک زیرو نے کار آہستہ سے آگے بڑھا دی۔

''آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نثار نے بلیک زیرو سے کہا۔

''تم ریڈ وولف کو تو جانتے ہی ہو''...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو کی بات سن کر نثار حیرت کی شدت سے اچھل پڑا اور اس کا سر کار کی چھت سے جا ٹکرایا۔ بلیک زیرو کے لئے اس کا حیران ہونا ہی کافی تھا۔ لہٰذا جیسے ہی وہ چھت سے ٹکرا کر نارمل حالت میں آنے لگا بلیک زیرو کا مکا اس کی کنپٹی پر پڑا۔ بلیک زیرو کا ایک مکا ہی اسے کافی ثابت ہوا۔ وہ بے ہوش ہو کر کار کی سیٹ پر گر پڑا۔ بلیک زیرو نے کار کی رفتار یکدم تیز کر دی۔

دانش منزل میں داخل ہو کر اس نے ویٹر نثار کو اٹھایا اور ڈارک روم میں لے آیا۔ جوزف کو بلانے کا وقت نہیں تھا۔ عمران کے بارے میں اسے فوری طور پر معلومات چاہئے تھیں۔ ڈارک روم میں اس نے نثار کو راڈز والی کرسی پر بٹھایا اور راڈز سے جکڑ دیا۔ اس کے بعد بلیک زیرو نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اسے ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز سے جکڑے ہونے کے سبب وہ اٹھ نہ سکا۔ پھر چند لمحوں بعد وہ لاشعور سے شعور کی کیفیت میں آ گیا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے اس طرح کیوں اغوا کیا ہے''۔ نثار نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''ریڈ وولف کہاں ہے اس وقت''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''ریڈ وولف۔ کون ریڈ وولف۔ کہاں ہے ریڈ وولف۔ میں نے تو آج تک ریڈ وولف نہیں دیکھا''...... نثار نے کہا۔

''تم لاتوں کے بھوت ہو۔ باتوں سے کہاں مانو گے''...... بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں سے ایک خنجر نکالا اور واپس نثار کے قریب آ گیا۔

''اب بھی وقت ہے اگر خود کو صحیح سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے جواب دے دو''...... بلیک زیرو نے اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''پتہ نہیں۔ تم کس ریڈ وولف کی بات کر رہے ہو۔ کیا ریڈ وولف کسی انسان کا نام ہے''...... نثار نے کہا۔

''اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ بھی بلند ہو گئی کیونکہ بلیک زیرو کے خنجر کی نوک اس کی ایک آنکھ میں داخل ہو گئی تھی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر آ گرا تھا۔ بلیک زیرو نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس نے ویٹر نثار کی زخمی آنکھ پر اپنا انگوٹھا رکھا اور آنکھ پر دباؤ ڈالا۔ ڈارک روم نثار کی کربناک چیخوں سے گونجنے لگا۔ وہ سر کو ادھر ادھر مارنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بلیک زیرو نے اس کے سر کو قابو کر لیا۔

''اب میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکالنے لگا ہوں اور اس کے بعد ایک ایک کر کے تمہارے سارے اعضاء کٹتے چلے جائیں گے۔ تم نہ دو میرے سوالوں کے جواب''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے خنجر اس کی دوسری آنکھ کی طرف بڑھایا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم تو بہت ظالم ہو۔ میں بتاؤں گا۔ مجھے اندھا مت کرو''...... نثار نے درد کی شدت سے چلاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

''ہاں بتاؤ۔ ریڈ وولف اس وقت کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے اپنا سوال دوہراتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں۔ میرا تو اس سے رابطہ

صرف فون پر ہوتا ہے''...... نثار نے کہا تو بلیک زیرو اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''تم علی عمران نامی کسی آدمی کو جانتے ہو''...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''وہ علی عمران۔ جو بہت ہی خطرناک آدمی کی حیثیت سے مشہور ہے''...... نثار نے کہا۔

''ہاں۔ وہی علی عمران۔ اس کا مطلب ہے کہ تم جانتے ہو۔ عمران صاحب تمہارے ہوٹل آئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہ خطرناک علی عمران آج ہوٹل آیا تھا۔ وہ کافی دیر تک منیجر کے کمرے میں بیٹھا رہا اور پھر چلا گیا۔ میں نے اس کے ہوٹل میں آنے کی اطلاع ریڈ وولف کو دی تھی''...... نثار نے کہا۔

''پھر کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اسے اندازہ ہوا کہ نثار نے مکمل بات نہیں بتائی۔

''پھر کچھ دیر بعد ریڈ وولف کا فون آیا اور اس نے فون پر کہا کہ میں پارکنگ میں آ کر علی عمران کی کار پر ہاتھ رکھ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے علی عمران کی کار پر ہاتھ رکھا اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد کے حالات کا مجھے علم نہیں''...... نثار نے کہا۔

''ریڈ وولف سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا لیکن نثار خاموش رہا۔ بلیک زیرو نے چند سیکنڈ تو اس کے بولنے کا انتظار کیا لیکن جب اس نے بلیک زیرو کے سوال کا جواب نہ دیا تو

بلیک زیرو کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس مرتبہ نثار کا ایک کان کٹ کر فرش پر جا گرا اور اس کی چیخ بلند ہوئی۔ بلیک زیرو نے کٹے ہوئے حصے پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔

''اب بھی اگر تم نہ بولے تو تمہاری دوسری آنکھ نکل جائے گی''...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بب۔ بولوں۔ گگ۔ گا''...... نثار نے درد کی شدت سے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں بولو۔ ریڈ وولف سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... بلیک زیرو نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''میرا ریڈ وولف سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے تو کافرستان سے ہدایت ملی ہے کہ میں اس کا ہر حکم مانوں''...... نثار نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو تم کافرستانی ایجنٹ ہو''...... بلیک زیرو نے نفرت سے کہا تو ویٹر نثار نے نظریں جھکا لیں۔

''اوکے۔ تم کافرستانی ایجنٹ ہو۔ لیکن میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں صرف ایک شرط پر''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کون سی شرط پر''...... نثار نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''تم کوئی ایسی ٹپ دو جس سے میں ریڈ وولف کو تلاش کر لوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کوئی ٹپ نہیں دے سکتا''۔ نثار

نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ یہ تمہاری زندگی کا مسئلہ ہے''...... بلیک زیرو نے اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں''...... نثار نے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

''اوکے۔ میں تو چاہتا تھا کہ تمہیں زندہ چھوڑ دوں۔ اب تم ہی نہیں چاہتے تو میں کیا کروں''...... بلیک زیرو نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کر لیا۔ نثار کو اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا اس لئے اس کی اکلوتی آنکھ میں خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کے سینے میں خنجر اتارتا، ویٹر نثار کی جیب سے رنگ ٹون کی آواز آنے لگی۔ بلیک زیرو نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا موبائل فون نکال لیا۔

''تم نے بالکل نارمل انداز میں بات کرنی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کال سے اتفاقاً مجھے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے اور تمہاری زندگی کے کچھ لمحات بڑھ جائیں''...... بلیک زیرو نے نثار سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا تو بلیک زیرو نے پہلے کال اوکے کا بٹن پریس کیا اور پھر سپیکر کا بٹن پریس کر کے موبائل فون ویٹر نثار کے سلامت کان سے لگا دیا۔

''ہیلو نثار۔ میں گولڈن کلب سے ویٹر ارباز بول رہا ہوں''۔

دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہاں ارباز۔ کیا حال ہیں۔ آج بہت دنوں بعد فون کیا ہے۔ کہاں ہوتے ہو آج کل۔ محفلیں ہی نہیں ہو رہیں''...... نثار نے نارمل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''بس یار۔ مصروفیت ہی ایسی ہو گئی ہے کہ اب ملاقات کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔ اس دفعہ کی محفل کے لئے میں نے پچاس سالہ پرانی شراب راکی صاحب کی الماری سے چرا لی تھیں لیکن راکی صاحب نے گفٹر کو کہیں بھیج دیا ہے۔ اب گفٹر واپس آئے گا تو ہم محفل بھی جمائیں گے''...... دوسری طرف سے ارباز کی آواز سنائی دی۔

''راکی صاحب نے گفٹر کو کہاں بھیج دیا ہے''...... نثار نے پوچھا اور بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ نہیں معلوم۔ راکی صاحب کو کسی ریڈ وولف نامی کسی آدمی نے کام دیا ہے۔ راکی صاحب نے گفٹر کو شاید اسی کی طرف بھیجا ہے اور راکی صاحب اس کام کو بہت خفیہ رکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی بس اتفاق سے ان کی دو تین باتیں سن لیں ورنہ کلب میں کسی کو بھی نہیں معلوم کہ راکی صاحب کو کوئی نیا کام ملا ہوا ہے''۔ دوسری طرف سے ارباز نے کہا تو ویٹر نثار اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔ بلیک زیرو کی بات سچ ثابت ہو گئی تھی۔ اسے اتفاق سے ایک کام کی بات معلوم ہو گئی تھی۔

''ارباز پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے''...... نثار نے بات کو

جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''میں تو چاہتا ہوں کہ گنفر ہمارے ساتھ شامل ہو لیکن وہ نجانے کب واپس آئے''...... ارباز نے کہا۔

''ہم اس کے بغیر ہی پروگرام بنا لیتے ہیں۔ وہ آئے گا تو دوبارہ بھی پروگرام بن جائے گا''...... نثار نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تم آج رات میری طرف آ جاؤ''۔ دوسری طرف سے ارباز کی آواز سنائی دی۔

''میں آج رات آ رہا ہوں۔ اوکے وش یو گڈ لک''...... نثار نے کہا تو بلیک زیرو نے موبائل فون اس کے کان سے ہٹا لیا اور پھر اس نے کال اینڈ کا بٹن پریس کر کے سیٹ ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔

''اب تو تمہیں کام کی بات معلوم ہو گئی ہے۔ اب تو تم وعدے کے مطابق مجھے چھوڑ دو گے''...... نثار نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے کوئی کام کی بات معلوم ہو گئی تو تمہاری زندگی کے کچھ لمحات بڑھ جائیں گے۔ میرا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ تمہاری زندگی کے کچھ لمحات بڑھ گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔ ویٹر نثار نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا لیکن بات تو وہ کچھ نہیں کہہ سکا تھا البتہ اس کھلے منہ سے اس کی چیخ بلند ہو گئی تھی کیونکہ بلیک زیرو کا خنجر اس کے دل میں اتر گیا تھا۔

بلیک زیرو نے اپنی کار گولڈن کلب کی پارکنگ میں روکی تو پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو ایک کارڈ تھما کر دوسرا کارڈ کار کے شیشے پر چسپاں کر دیا۔ بلیک زیرو نے اسے پیسے دیئے اور پھر ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ بلیک زیرو اس وقت ایکریمی میک اپ میں تھا۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے ایک نظر ہال کا جائزہ لیا۔ ہال میں زیادہ تر اوباش قسم کے مرد اور بازاری ٹائپ عورتیں نظر آ رہی تھیں۔ شراب کی بو اور چرس بھرے سگریٹوں کے دھویں نے پورے ہال کی فضا کو ناگوار بنایا ہوا تھا لیکن ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ اس طرح مطمئن نظر آ رہے تھے جیسے وہ پھولوں کی خوشبو سے معطر فضا میں بیٹھے ہوں۔ ہال میں بیٹھے ہوئے زیادہ تر افراد غیر ملکی تھے۔

ہال کے مختلف حصوں پر چند مسلح افراد بھی کھڑے ہوئے دکھائی

دے رہے تھے۔ ان مسلح افراد کی نظریں سرچ لائٹ کی مانند پورے ہال میں گھوم رہی تھیں۔ بلیک زیرو نے صرف ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا۔ کاؤنٹر پر ایک ایکریمی لڑکی موجود تھی جس کا لباس بلیک زیرو کے لئے تو قابل اعتراض ہو سکتا تھا لیکن ہال میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ یقیناً اسے ایسے ہی لباس میں دیکھ کر خوش ہوتے ہوں گے۔

''ویلکم ٹو گولڈن کلب سر''...... بلیک زیرو کاؤنٹر پر پہنچا تو لڑکی نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''تھینک یو ہنی۔ تھینک یو''...... بلیک زیرو نے ایکریمی مردوں کے مخصوص انداز اور لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں''......لڑکی نے بدستور کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام لارڈ تھامس ہے۔ ایکریمیا میں میرے بیس نائٹ کلب اور گریٹ لینڈ میں دس نائٹ کلب ہیں۔ اب میں پاکیشیا میں بھی کلب بنانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں مسٹر راکی سے مشورہ کرنے اور ان کی پارٹنرشپ حاصل کرنے آیا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سر۔ میں باس سے بات کرتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''اگر میں نے پاکیشیا میں کلب قائم کئے تو ایک کلب کی منیجر تم ہو گی کیونکہ تم مجھے بہت اچھی لگی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس

کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

''تھینک یو سر''...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کے نمبر پریس کر دیئے۔

''باس۔ لوسی بول رہی ہوں۔ کاؤنٹر سے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''باس۔ آپ لارڈ تھامس کو جانتے ہیں جن کے ایکریمیا اور گریٹ لینڈ میں درجنوں کلب ہیں''...... کاؤنٹر گرل جس نے اپنا نام لوسی لیا تھا، نے کہا اور دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''باس۔ لارڈ تھامس اس وقت ہمارے کلب میں موجود ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں بھی کلب قائم کرنا چاہتے ہیں''۔ لوسی نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''او کے باس''...... لوسی نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور ایک مسلح آدمی کو اشارے سے اپنے قریب بلایا۔

''یس مس''...... مسلح آدمی نے کاؤنٹر گرل کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لارڈ صاحب باس کے خاص مہمان ہیں۔ انہیں نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ باس کے آفس لے جاؤ''...... لوسی نے مسلح آدمی سے کہا۔

''او کے مس''...... مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہوا۔

''آیئے سر''...... اس آدمی نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر

سیڑھیوں کے قریب بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ گیلری میں خطرناک شکل والے تین چار افراد موجود تھے۔ جن کے کندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ اس گیلری کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ مسلح آدمی رک گیا۔ اس دروازے پر ایک بینچ رکھا ہوا تھا اور اس بینچ پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور چہرے پر لاتعداد زخموں کے نشان تھے۔ اس کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

''یہ لارڈ صاحب ہیں۔ باس کے خاص مہمان''...... بلیک زیرو کے ساتھ آنے والے نے کہا تو وہاں موجود گارڈ نے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے کو دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی آفس ٹیبل تھی جس کی دوسری جانب ریوالونگ چیئر موجود تھی اور پہلی جانب تین صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ٹیبل کی دوسری جانب راکی بیٹھا ہوا تھا جو کہ قومیت کے لحاظ سے ایکریمی دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک زیرو کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

''ویلکم لارڈ تھامس۔ ویلکم''...... راکی نے بلیک زیرو کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اس سے مصافحہ کیا۔

''تھینک یو مسٹر راکی''...... بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''تشریف رکھیئے لارڈ صاحب''...... راکی نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو صوفے پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو مسٹر راکی''...... صوفے پر بیٹھنے کے بعد بلیک زیرو نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا۔

''کیا پینا پسند کریں گے لارڈ صاحب''...... راکی نے پوچھا۔

''ان تکلفات سے وقت ضائع ہوتا ہے اور ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے بزنس کی بات کرنی چاہئے''...... بلیک زیرو نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

''آپ نے بالکل درست کہا لارڈ صاحب۔ فرمایئے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''...... راکی نے کہا۔

''میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں دو اور اس کے علاوہ ہر بڑے شہر میں کم از کم ایک کلب کھولنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے آپ کا تعاون چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس مقصد کے لئے آپ نے کچھ ورک بھی کیا ہے یا ابھی یہ صرف منصوبہ ہی ہے''...... راکی نے پوچھا۔

''میں ایک ماہ سے پاکیشیا میں موجود ہوں۔ میں نے دارالحکومت میں کلب کھولنے کے لئے لائسنس بھی حاصل کر لیا ہے اور گارڈن روڈ پر ایک پلاٹ بھی لے لیا ہے۔ آپ ابھی میرے ساتھ چل کر پلاٹ بھی دیکھ لیں۔ پھر ہم بلڈنگ کی تعمیر کا کام شروع کرا دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس سلسلے میں آپ مجھ سے کیا مدد چاہتے ہیں''...... راکی نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''آپ ایکریمی ہیں اور مجھے آپ پر ہی اعتماد کرنا چاہئے۔ لہٰذا اس اعتماد کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تمام کلب آپ اپنی نگرانی میں تعمیر کرائیں۔ پھر میرے ان کلبوں کے انچارج بھی آپ ہوں گے۔ سارے کاروبار کی نگرانی آپ ہی کریں گے۔ میں آپ کو چالیس فیصد کا پارٹنر بناؤں گا۔ کلب میرے، سرمایہ میرا۔ نگرانی آپ کی اور اس نگرانی کے عوض آپ چالیس فیصد کے پارٹنر ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چالیس فیصد تو کم ہیں۔ آپ پچاس فیصد کی بات کریں''۔ راکی نے کہا۔

''میرے کلب صرف ایکریمیا اور گریٹ لینڈ میں ہی نہیں ہیں بلکہ فرانس، جرمنی، سوئٹزر لینڈ اور ڈنمارک میں بھی ہیں اور یہ تمام کلب اسی طرح چل رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ یورپی ممالک ہیں جبکہ پاکیشیا ایک ایشیائی ملک ہے۔ وہاں اور یہاں کے حالات میں فرق ہے اس لئے یہاں پچاس فیصد سے کم میں بات نہیں بنے گی''...... راکی نے کہا۔

''اس ایک مہینے میں یہاں میں نے سروے کیا تھا۔ اس سروے کے بعد میں نے آپ کو اپنا پارٹنر بنانے کا فیصلہ کیا۔ اگر آپ نہیں مانتے تو میں کسی دوسری پارٹی سے بات کر لیتا ہوں۔ دوسری بھی

کئی پارٹیاں میری نظر میں ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے کھڑا ہو گیا۔

''او کے۔ چالیس فیصد ٹھیک ہے۔ آپ بیٹھیں''...... راکی نے کہا تو بلیک زیرو دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''دو گھنٹے بعد میری فلائٹ ہے پھر میں ایک ہفتہ بعد پاکیشیا آؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ابھی میرے ساتھ چل کر پلاٹ دیکھ لیں اور اس کے مطابق کلب کا نقشہ بنوا لیں۔ پلاٹ دیکھنے کے بعد میں آپ کو ایک لاکھ ڈالر کا چیک لکھ دوں گا تاکہ آپ ابتدائی ورک شروع کرا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے۔ ہم ابھی چلتے ہیں''...... راکی نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا۔ فوراً ہی دروازہ کھلا اور بینچ پر بیٹھا ہوا کلاشنکوف بردار اندر آ گیا۔

''برڈ۔ اپنے ساتھیوں کو لے کر میری گاڑی تک پہنچو۔ ہم ابھی آ رہے ہیں''...... راکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس''...... برڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

''آیئے لارڈ صاحب۔ ہم بھی اب چلیں''...... برڈ کے جانے کے ایک منٹ بعد راکی نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ چلیئے''...... راکی کے اٹھنے پر بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی آفس سے نکل آئے۔ ہال سے نکل

کر وہ دونوں پارکنگ میں پہنچے تو پارکنگ میں برڈ ایک ڈبل کیبن ڈالے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ کیبن کی پچھلی سیٹ پر تین مسلح آدمی بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ جب بلیک زیرو اور راکی ڈالے کے قریب پہنچے تو برڈ نے جلدی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ پہلے بلیک زیرو اندر بیٹھا اور پھر راکی اس کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ برڈ نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دوڑ کر ڈرائیونگ ڈور پر آ گیا۔ ڈرائیونگ ڈور کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

''برڈ۔ ہم نے گارڈن روڈ جانا ہے''...... راکی نے برڈ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے بعد اس نے پارکنگ سے گاڑی نکالی اور سڑک پر آ گیا۔ گارڈن روڈ یہاں سے بیس منٹ کی ڈرائیونگ پر تھا اور برڈ رش ڈرائیونگ کر رہا تھا جس سے امید تھی کہ وہ پندرہ منٹ سے بھی پہلے گارڈن روڈ پہنچ جائیں گے۔ رش ڈرائیونگ کی وجہ سے ایک جگہ برڈ کو فل بریک لگانے پڑے جس سے ان سب کو جھٹکا لگا۔ بلیک زیرو برڈ سے ٹکرایا اور بلیک زیرو کا ناخن برڈ کے بازو میں چبھ گیا لیکن برڈ کو اس کا احساس ہی نہ ہوا۔ بلیک زیرو کے ناخن میں زہر لگا ہوا تھا جس نے ٹھیک دو منٹ بعد اپنا اثر دکھانا تھا۔ جھٹکا کھا کر گاڑی آگے بڑھی اور ٹھیک دو منٹ بعد برڈ نے سائیڈ پر کر کے گاڑی روک لی۔

''کیا ہوا برڈ۔ تم نے گاڑی کیوں روک لی ہے''...... راکی نے

تحکمانہ لہجے میں برڈ سے پوچھا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ میرے دل میں درد ہو رہا ہے''...... برڈ نے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔ راکی اور باقی تینوں مسلح آدمی برڈ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات تھے۔ وہ ابھی برڈ کی طبیعت کو سمجھ ہی رہے تھے کہ تینوں مسلح افراد کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ پچھلی سیٹ پر ڈھیر ہو گئے۔ بلیک زیرو کے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کی گولیوں نے بغیر دھماکہ کئے ان تینوں کی گردنوں میں سوراخ کر دیئے تھے۔ ان کی چیخیں سن کر راکی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور اسی لمحے اس کے سر پر بھی قیامت ٹوٹ پڑی۔ مشین پسٹل کا دستہ اس کی کنپٹی پر پڑا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ دوسرے وار نے تو اسے مکمل طور پر اندھیرے میں گم کر دیا۔ بلیک زیرو نے برڈ کو ایک طرف کھینچا اور پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس تمام کارروائی میں بلیک زیرو نے محض تین چار سیکنڈ ہی لگائے تھے۔ بلیک زیرو کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور جلد ہی بلیک زیرو دانش منزل پہنچ گیا۔

گاڑی روکنے کے بعد سب سے پہلے اس نے راکی کی نبض چیک کی۔ اس کے اندازے کے مطابق راکی کو ابھی پانچ منٹ مزید ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ بلیک زیرو گاڑی سے نیچے اترا اور پھر اس نے راکی کو کھینچ لیا اور اسے کندھے پر ڈال کر ڈارک روم لے آیا۔

ڈارک روم میں ابھی تک ویٹر نثار کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ خنجر اب بھی اس کے دل میں موجود تھا۔ بلیک زیرو نے راکی کو دوسری کرسی پر بٹھا اور اسے بھی راڈز میں جکڑ دیا۔ پھر اس نے ایک کرسی لا کر راکی کی کرسی کے سامنے رکھی لیکن اس اثناء میں راکی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ راکی کے قریب آ گیا۔ اب راکی کے چہرے پر ہوش میں آنے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بلیک زیرو نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا تو وہ فوراً ہی ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا اس لئے وہ حرکت بھی نہ کر سکا۔

''کون ہو تم اور تم نے مجھے اس طرح جکڑنے کی جرأت کیسے کی''...... ہوش میں آنے کے چند لمحوں بعد راکی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس مردہ انسان کو دیکھ رہے ہو''...... بلیک زیرو نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے ویٹر نثار کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو راکی نے اس طرف دیکھا۔

''کیا خاص بات ہے اس لاش میں۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسی سینکڑوں لاشیں دیکھی ہیں''...... راکی نے منہ بنا کر کہا۔

''ابھی کچھ ہی دیر میں تمہاری لاش بھی ایسے ہی پڑی ہو گی''۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

''میرا نام راکی ہے اور میں ایسی باتوں سے ڈرنے والا نہیں

ہوں۔ البتہ تم نے مجھے اس طرح باندھ کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے''...... راکی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''تمہاری باتوں سے لگ رہا ہے کہ تم باتوں سے ماننے والے نہیں ہو اس لئے مجھے تمہارا علاج کرنا پڑے گا''...... بلیک زیرو نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کھول کر اس نے الماری سے ایک سرنج اور انجکشن تیار کیا اور پھر اس نے انجکشن راکی کے بازو میں لگا دیا۔ چند لمحوں تک تو راکی طنزیہ انداز میں مسکراتا رہا پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے لاکھوں چیونٹیاں اس کے جسم پر چڑھ آئی ہوں۔ چند لمحوں بعد اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ لاکھوں چیونٹیاں اسے کاٹ رہی ہوں اور ان کے کاٹنے کی تکلیف ایسے ہو رہی تھی جیسے اسے بچھو کاٹ رہے ہوں۔ صرف چند سیکنڈ تک وہ اس تکلیف کو برداشت کر سکا۔ پھر تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہو گئی اور اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ ساتھ ہی اس کے چہرے کی سرخ رنگت اور زیادہ سرخ ہو گئی تھی۔

''مجھے بچاؤ۔ اس عذاب سے بچاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے بچاؤ''۔ کچھ دیر تک درد کی شدت سے چلانے کے بعد راکی نے بے اختیار کہا اور اپنا سر ادھر ادھر مارنے لگا۔

''میرے سوالوں کے جواب دو گے تو اس درد سے نجات پاؤ گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ جواب دوں گا۔ بس مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ''...... راکی نے جلدی سے کہا تو بلیک زیرو نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی ٹیبل کی طرف دیکھا۔ ٹیبل پر پانی کی بوتل موجود تھی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر راکی کے قریب آ گیا۔

''منہ کھولو''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس نے فوراً ہی اپنا منہ کھول دیا۔ بلیک زیرو نے بوتل اس کے منہ سے لگا دی۔ اس نے غٹا غٹ تین چار گھونٹ پیئے تو بلیک زیرو نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا دی۔ پانی پیتے ہی راکی کو سکون سا آ گیا۔

''پوچھو۔ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... راکی نے سکون بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ریڈ وولف سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو راکی چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو یہ ریڈ وولف کا سلسلہ ہے۔ میں کچھ اور سمجھا تھا''۔ راکی نے اطمینان سے کہا۔

''میرے پاس وقت نہیں ہے۔ جلدی سے جواب دو''...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

''ریڈ وولف کے لئے میں معاوضے پر کام کر رہا ہوں۔ اس نے مجھے معاوضہ ادا کیا کہ میں اس کے لئے ایک کوٹھی اور ایک کار کا انتظام کر دوں جو میں نے انہیں مہیا کر دیں۔ پھر اس نے کہا کہ

اسے ایک آدمی بھی چاہئے۔ میں نے اس کی طرف ایک آدمی بھی بھیج دیا''...... راکی نے کہا۔

''اسے کہاں کوٹھی لے کر دی ہے تم نے''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''زیب کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو بارہ۔ کوٹھی کے گیٹ پر میرا ہی آدمی گفٹر موجود ہے''...... راکی نے کہا۔

''اب یہ بھی بتا دو کہ تم نے کیا سمجھا تھا کہ میں تمہیں کس لئے اٹھا کر لایا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کچھ بھی نہیں۔ میں نے تو بس ایسے ہی کہہ دیا تھا''...... راکی نے کہا۔

''اوکے۔ نہ بتاؤ۔ میں تو جا رہا ہوں زیب کالونی۔ وہاں کوٹھی نمبر دو سو بارہ پر مجھے آپریشن کرنا ہے۔ وہاں جانے سے پہلے میں تمہیں یہ انجکشن لگا دیتا ہوں۔ جب تک میں واپس آؤں گا امید ہے تم درد کی شدت سے مر چکے ہو گے''...... بلیک زیرو نے ایک مرتبہ پھر سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے سرنج اٹھا کر راکی کے بازو کی طرف بڑھائی۔

''اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے یہ انجکشن مت لگانا۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو''...... راکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تم میرے سوال کا جواب دو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں گولی مارنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں یہ سمجھا تھا کہ شاید یہاں میری اصلیت معلوم ہو گئی ہے کہ میں عیسائی نہیں یہودی ہوں اور میں جو پاکیشیا کو نقصان پہنچا رہا ہوں اس کا علم ایجنسیوں کو ہو گیا ہے۔ تم بھی ایجنسی کے آدمی ہو جو ایکریمی میک اپ میں ہو''...... راکی نے کہا۔

''تو اب تمہارا کیا خیال ہے میں ایجنسی کا آدمی نہیں ہوں''۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہو۔ لیکن اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتا تو تم مجھے دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے ہو اور جواب دینے پر بھی تم نے مجھے زندہ نہیں چھوڑنا''...... راکی نے کہا۔

''تم اسرائیلی ایجنٹ ہو۔ ہم کافرستانی اور اسرائیلی ایجنٹوں کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دونوں قومیں ہمیں ختم کرنے پر تلی ہوئی ہیں لیکن چونکہ تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دیئے ہیں اس لئے میں تمہارے ساتھ رعایت کروں گا اور تمہیں آسان موت سے ہمکنار کیا جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا لیکن راکی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''او کے۔ اب جہنم میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ راکی کی طرف کر دیا۔ راکی کا سرخ چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا۔ بلیک زیرو کے مشین پسٹل سے بغیر آواز کے گولیاں نکلی اور راکی کے سینے میں سوراخ ہو گئے۔

''رسی ٹھیک طرح سے تو باندھی ہے نا اسے''...... عمران کا ذہن بیدار ہوا تو اسے نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ اسے میں نے اپنے مخصوص طریقے سے باندھا ہے''۔ عمران کو ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ چونکہ اب اس کا ذہن مکمل طور پر بیدار ہو گیا تھا اس لئے اس نے آواز پہچان بھی لی۔ وہ فون پر اس سے بات کر چکا تھا۔ یہ ریڈ وولف کی آواز تھی اور اب وہ نسوانی آواز کو بھی پہچان گیا تھا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس سے جس عورت نے بات کی تھی یہ آواز اس کی تھی جس کا مطلب تھا کہ یہ سمارتا ہے۔ عمران نے ابھی تک اپنی آنکھیں نہیں کھولی تھیں اور ابھی اس نے اپنی آنکھیں بند ہی رہنے دیں۔

''ریڈ۔ مجھے تو یقین ہو چلا ہے کہ یہ علی عمران نہیں ہے''۔ عمران کو آواز سنائی دی تو عمران کنفرم ہو گیا کہ یہ ریڈ وولف اور سمارتا ہی

ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈز کی مدد سے رسی کاٹنی شروع کر دی۔

’’اگر یہ علی عمران ہے تب بھی اس نے مارے جانا ہے اور اگر یہ علی عمران نہیں ہے تب بھی اس نے مارے ہی جانا ہے‘‘۔ عمران کے کانوں سے ریڈ وولف کی آواز ٹکرائی۔

’’اسے اب تک ہوش میں آ جانا چاہئے تھا۔ یہ ہوش میں کیوں نہیں آیا‘‘...... سمارتا نے کہا۔ سمارتا کی آواز سن کر عمران نے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت دی جیسے وہ ہوش میں آ رہا ہو۔

’’یہ ہوش میں آ رہا ہے‘‘...... عمران نے ریڈ وولف کی آواز سنی اور پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی وہ یکدم خوفزدہ نظر آنے لگا۔

’’تت۔ تت تم کون ہو۔ تت تم نے گن کیوں اٹھائی ہے۔ کک۔ کیا تم مجھے مار دو گے‘‘...... عمران نے خوفزدہ انداز میں بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں مایوس نظر آنے لگے۔

’’یہ بزدل انسان علی عمران ہرگز نہیں ہو سکتا‘‘...... سمارتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’موت کو سامنے دیکھ کر بہادر سے بہادر انسان بھی خوفزدہ ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود سیکرٹ ایجنٹ اس طرح خوفزدہ نہیں ہوا کرتا اس لئے اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں‘‘...... ریڈ وولف نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کون سی دو صورتیں‘‘...... سمارتا نے پوچھا۔

’’پہلی صورت تو یہ کہ یہ علی عمران ہی ہے اور ہمارے سامنے اداکاری کر رہا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ واقعی علی عمران نہیں ہے۔ ویٹر نثار جان کو غلط فہمی ہوئی ہے‘‘...... ریڈ وولف نے کہا

’’کوئی بات نہیں۔ تم اس کی زبان باآسانی کھلوا سکتے ہو۔ تم تو ایسے انسان ہو کہ پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہو۔ یہ بے چارہ انسان تمہارے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے‘‘...... سمارتا نے کہا۔

’’تم نے سن لیا مسٹر۔ سمارتا میرے بارے میں کیا کہہ رہی ہے۔ لیکن ابھی اس نے میرا مکمل تعارف نہیں کرایا۔ میرا نام ریڈ وولف ہے اور میں بھیڑیئے جیسی ہی خصلت رکھتا ہوں۔ میں انسانوں کا خون بہت شوق سے پیتا ہوں۔ انسانی گوشت میری پسندیدہ غذا ہے اور انسان کا دل تو میری کمزوری ہے۔ میں کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔ سالم انسان ہڑپ کر جاتا ہوں‘‘...... ریڈ وولف نے خوفناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ ریڈ وولف کی باتیں سن کر عمران پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

’’کیا نام ہے تمہارا۔ تم تو بے بس اور انتہائی لاچار نظر آ رہے ہو۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب دے دو تو میں تمہیں اس خونی بھیڑیئے سے بچانے کی کوشش کروں گی‘‘...... سمارتا نے عمران کو تسلی

دیتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کک کون سا سوال''...... عمران نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا تو سمارتا نے ریڈ وولف کی طرف دیکھا۔

''تم کون ہو''...... ریڈ وولف نے غراتے ہوئے عمران سے پوچھا تو یکدم ہی عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''میں انسان ہوں۔ جس کا خون تم شوق سے پیتے ہو اور دل تمہاری فیورٹ غذا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کو مسکراتے دیکھ کر وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''انسان تو ہو لیکن تمہارا نام کیا ہے''...... سمارتا نے عمران کو گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔ وہی علی عمران جس کے متعلق تم ابھی باتیں کر رہے تھے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میرا شک درست نکلا۔ تم اب تک اداکاری کر رہے تھے''۔ ریڈ وولف نے کہا۔

''ریڈ وولف۔ تم نے میرے ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ میرے ملک کے کئی معصوم اور بے گناہ لوگوں کو قتل کیا ہے۔ تمہارا عبرتناک انجام اب قریب آ گیا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس کی آواز میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ شامل تھی۔ عمران کی بات سن کر ریڈ

وولف کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''تم ایک حقیر کینچوے کی مانند میرے سامنے بے بس پڑے ہو۔ انجام میرا نہیں تمہارا قریب آ گیا ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... ریڈ وولف نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تہہ خانے میں ایک زبردست دھماکہ ہوا لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل لی تھی اور گولی فرش پر وہاں لگی جہاں ایک لمحے پہلے عمران موجود تھا۔

عمران کو کروٹ بدلتے دیکھ کر ریڈ وولف نے ایک بار پھر اس پر فائر کیا۔ عمران لیٹے لیٹے ہی اوپر اچھلا۔ ریڈ وولف کی چلائی ہوئی دوسری گولی بھی بے کار چلی گئی اور اس سے پہلے کہ وہ تیسرا وار کرتا عمران ریڈ وولف اور سمارتا سے آ ٹکرایا اور ان دونوں کو ساتھ لیتے ہوئے فرش پر جا گرا۔ فرش پر گرتے ہی ان تینوں نے اٹھنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگایا تھا۔ فرش سے اٹھتے ہی ریڈ وولف نے ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر عمران پر ایک اور فائر کیا۔ عمران برق سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے گر گیا۔ سمارتا عمران کے پیچھے کھڑی تھی۔ ریڈ وولف کی چلائی ہوئی گولی اس کی گردن کے سامنے والے حصے میں لگی اور گردن کے پچھلے حصے سے نکل گئی۔ سمارتا کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگی۔ ریڈ وولف ایک لمحے کے لئے ساکت سا ہو گیا اور اس لمحے عمران کی لات حرکت میں

آئی اور ریڈ وولف کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

اس کے فوراً ہی بعد عمران کی دونوں ٹانگیں ریڈ وولف کے سینے پر پڑیں اور وہ اڑتا ہوا دیوار سے جاٹکرایا اور گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ اور عمران آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''تیری وجہ سے سمارتا ماری گئی۔ میں تیری روح کو بھی چیخنے پر مجبور کر دوں گا''...... ریڈ وولف نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران اپنی جگہ پر جما رہا۔ ریڈ وولف عمران سے آ ٹکرایا لیکن عمران کا جسم چٹان کی طرح سخت ہو چکا تھا۔ ریڈ وولف کی ٹکر لگنے سے اس کے جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ ہوئی۔

جیسے ہی ریڈ وولف عمران سے ٹکرایا اسے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ پتھر سے ٹکرا یا ہو۔ عمران سے ٹکراتے ہی وہ نیچے گر گیا اور جیسے ہی وہ نیچے گرا عمران نے اس کی پسلیوں میں ٹھوکر مار دی۔ ریڈ وولف کو ایسے لگا جیسے اس کی پسلیوں میں ہتھوڑا آ لگا ہو اور اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں اور بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ لیکن پھر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس نے خود پر قابو پا لیا۔ عمران اس کے پہلو میں ایک اور ٹھوکر مارنے کے لئے اپنی لات کو حرکت دے چکا تھا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور اس نے عمران کی حرکت کرتی ہوئی لات کو پکڑ کر جھٹکا دیا جس سے عمران کا توازن بگڑا اور وہ فرش پر گر پڑا۔ جیسے ہی عمران نیچے گرا

ریڈ وولف اس کے اوپر آ گیا اور اس نے عمران کی گردن پکڑنا چاہی لیکن عمران نے اس سے پہلے ہی اپنے سر کی ٹکر اس کے منہ پر مار دی۔

عمران کی ٹکر ریڈ وولف کی ناک پر لگی اور اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے بھی جھلملانے لگے۔ عمران نے فوراً ہی ایک مکا اس کے سینے میں مار دیا۔ عمران کا مکا لگتے ہی ریڈ وولف دوسری طرف الٹ گیا۔ عمران یکدم فضا میں اچھلا اور پھر اس کے دونوں پیر ریڈ وولف کے سینے پر پڑے۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی اور اسے اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔ عمران نے فوراً ہی اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور جھٹکا دے دیا۔ ریڈ وولف کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز اسے صاف سنائی دی۔ ریڈ وولف کے حلق سے آخری چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔

عمران نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور ریڈ وولف کے گرے ہوئے ریوالور کی جانب بڑھا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ دیکھ چکا تھا کہ وہ ایک تہہ خانے میں ہے۔ تہہ خانے کی سیڑھیاں بھی وہ دیکھ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ تہہ خانے سے باہر نکلنے پر اسے ریوالور کی ضرورت پڑے گی اس لئے اس نے ریوالور اٹھانا ضروری سمجھا تھا۔ جیسے ہی وہ ریوالور کے قریب پہنچ کر اسے اٹھانے کے لئے جھکا اسے سیڑھیوں پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے بجلی کی سی

تیزی سے ریوالور اٹھایا اور اچھل کر فضا میں بلند ہوا۔ ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ سیڑھیوں کی طرف کر کے فائر کرنا چاہا۔

''رکئے عمران صاحب۔ میں ہوں''...... عمران کو بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران کی انگلی فوراً ہی رک گئی اور پھر اس کے قدم بھی فرش پر آ لگے۔ اس نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا جو اس وقت ایکریمی میک اپ میں تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے گولی نہیں چلائی کیونکہ عمران کے نشانے سے بچنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت دانش منزل کے میٹنگ روم میں موجود تھے۔ ایکسٹو نے آج میٹنگ طلب کی تھی جس کا مطلب تھا کہ جو کیس شروع ہوا تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔

''کمال ہے۔ کیس شروع بھی ہوا اور ختم بھی ہو گیا اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلا''...... نعمانی نے کہا۔

''عمران صاحب کو تو پتہ ہو گا''...... چوہان نے کہا تو سب نے عمران کی طرف دیکھا جو کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا سر کرسی کی پشت سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے منہ سے خراٹے نشر ہو رہے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی عمران کو آواز دیتا میٹنگ روم کا مائیک آن ہونے کی آواز سنائی دی تو وہ سب ہی چوکس ہو کر بیٹھ گئے۔ مائیک کے آن ہونے کا مطلب یہ تھا کہ اب ایکسٹو ان سے مخاطب ہونے والا

ہے۔

''ممبران۔ آپ کیس کی تفصیلات جاننے کے لئے بے چین ہوں گے کیونکہ آپ کو کیس پر کام کرنے کا موقع بھی نہیں ملا اس لئے کئی باتیں آپ کے علم میں نہیں ہوں گی''...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ یہ خاموشی چند لمحوں تک برقرار رہی۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

''اسرائیل اور کافرستان عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو نقصان پہنچائیں۔ خاص کر پاکیشیا تو ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے اور ہمارے یہ دشمن ہمارے خلاف منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ اس بار کافرستان نے وادیٔ مشکبار میں اپنی ظالمانہ کارروائیوں سے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لئے پاکیشیا میں فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکانے کا منصوبہ بنایا لیکن اسرائیلی حکومت کی طرح کافرستانی حکومت بھی آپ کی کارکردگی سے خوفزدہ ہے اس لئے کافرستانی حکومت نے اپنی ایجنسی کی بجائے ایکریمی پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹ ریڈ وولف اور سارتا کو یہ مشن سونپ دیا۔ ریڈ وولف اور سارتا پاکیشیا آ گئے اور انہوں نے دو کامیاب کارروائیاں بھی کر ڈالیں لیکن یہ اتنے محتاط لوگ تھے کہ ہمیں ان کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ ہم پریشان تھے کہ کہیں یہ تیسری کارروائی نہ کر دیں کہ انہوں نے خود ہی عمران کا تعاقب کیا اور عمران کو بے ہوش کر کے اپنے ٹھکانے پر لے گئے۔ عمران کے

ہوش میں آنے پر عمران اور ریڈ وولف کے درمیان جان لیوا فائٹ ہوئی۔ اس فائٹ کے دوران سارتا اپنے ساتھی کی گولی کا نشانہ بن گئی اور ریڈ وولف عمران کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ممبران کو حرکت میں آنے کا موقع ہی نہ ملا اور عمران نے کیس کا اختتام بھی کر دیا۔ اب کوئی سوال آپ کے ذہن میں ہو تو آپ پوچھ سکتے ہیں''...... ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا لیکن کسی نے بھی اٹھ کر کوئی سوال نہ کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ انہیں ایکسٹو سے کچھ نہیں پوچھنا۔

''اوکے۔ اللہ حافظ''...... ایکسٹو نے چند لمحے تو انتظار کیا لیکن جب کسی نے کوئی سوال نہ کیا تو اس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مائیک آف ہو گیا۔ مائیک کے آف ہوتے ہی ان سب نے عمران کی طرف دیکھا جو ابھی تک کرسی پر سویا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ عمران صاحب اٹھیئے''...... صفدر نے عمران کا بازو ہلاتے ہوئے کہا تو عمران کرسی سے فرش پر آ گرا اور پھر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ کیا سارے باراتی آ گئے۔ قاضی بھی آ گیا۔ لیکن یہاں تو چاچا کیدو بھی موجود ہے۔ جدید ہیر اور ماڈرن رانجھے کا نکاح کیسے ہو گا''...... عمران نے بوکھلا کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تمام ممبران کے چہروں پر ہنسی آ گئی جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور جولیا اپنے پاؤں سے اپنی سینڈل اتارنے

لگی۔ جیسے ہی جولیا سینڈل اتارنے کے لئے جھکی عمران نے ہائے اللہ کا فقرہ بلند کیا اور میٹنگ روم سے باہر بھاگ گیا۔ عمران کی اس حرکت پر تمام ممبران بے اختیار قہقہے لگا کر ہنس پڑے۔

ختم شد